نسبت باعثِ جنّت

صاحبزادہ سید افتخار الحسن شاہ زیدی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ نوریہ رضویہ۔ گلبرگ اے فیصل آباد

نسبت باعثِ جنّت

مُصنّف

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ نوریہ رضویہ۔ گلبرگ اے فیصل آباد

041-2626046

نام کتاب ——— نسبت باعثِ جنّت
مؤلف ——— صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن رحمۃ اللہ علیہ
طابع ——— سیّد حمایت رسول قادری
کتابت ——— نذیر احمد
ایڈیشن ———
تعداد ——— ایک ہزار
مطبع ———
سنِ اشاعت ———
پروف ریڈنگ ——— قاریٔ محمد عمر باسط۔ ایم اے عربی
ہدیہ ———

ملنے کا پتہ

مکتبۂ نوریہ رضویہ ۱۱۔ گنج بخش روڈ لاہور
فون۔

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

سلسلہ ہائے طریقت

کے

اولیاء کرام کے نام

— سید افتخار الحسن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آغاز

ایمان لانے کے بعد پھر اسلام کے پاکیزہ ارکان اور دین کے رنگین اور مہذّب احکامِ خداوندی بجالانے ـــــ قرآنِ حکیم کے بتائے ہوئے سُنہری اصولوں پر کاربند رہنے اور اعمالِ صالحہ پر عمل پیرا ہونے پر اللہ تعالےٰ اپنی رحمت اور اپنی شانِ کریمی و رحیمی کے باعث ایسے مردِ مومن پر اپنی جنت کے دروازے کھول دیتا ہے۔

مثلاً ـــــ قرآنِ حکیم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :-

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ـــ وَعْدَ اللّٰہِ حَقًّا ـ

"اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور پھر اعمالِ صالح کیے، ان لوگوں کو ہم جنّت میں داخل کریں گے ـ بہتی ہوئی نہروں کے ساتھ ــــ اور وہ لوگ ہمیشہ کے لیے جنّت میں رہیں گے۔ اللہ کریم کا یہ وعدہ حق ہے!"

یا

وَعَدَ اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا وَمَسٰکِنَ طَیِّبَۃً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ؀

(پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۷۲)

کہ "اللہ تعالیٰ نے صاحب ایمان مردوں اور عورتوں سے یہ وعدہ کر رکھا ہے کہ انہیں بہتی ہوئی نہروں والی جنت عطا کرے گا اور اس کرم نوازی کے ساتھ ساتھ جنّت میں پاک ــــ ستھرا اور پاکیزہ مکان بھی دے گا۔

ایک خوبصورت جنّت میں اور ان عطیات کے علاوہ اللہ کریم کی طرف سے ان پر بڑی رضا بھی دی جائے گی ــــ

یا

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ــــ

(پارہ ۱۵ سورۃ الکھف آیت ۳۱)

بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ہم ان کے نیک کاموں کا اجر ضائع نہیں کرتے ــــ

ان کے لئے بسنے کے باغ ہیں اور ان باغوں کے نیچے بہتی ندیاں ہیں ــــ وہ اس میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور وہ جنت میں سبز رنگ کے گلرنگ اور چمکیلے کپڑے پہنائے جائیں گے اور وہ جنّت میں خوبصورت تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے ــــ

یا ــــ وہ جو ایمان لائے اور پھر ہجرت کی اور پھر اللہ کی راہ میں

مال و جان سے لڑے جہاد کیا۔ اللہ کے نزدیک ان کا بڑا درجہ ہے۔ اور پھر اللہ کی راہ میں مال و جان سے لڑے جہاد کیا اللہ کے نزدیک ان کا بڑا درجہ ہے اور انہیں کے لیئے جنت کے مہکتے ہوئے باغات اور دائمی نعمت ہے!
(پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیات ۲۲)

اور ——— یا ———

پھر قرآن پاک اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے ———

جیسا کہ ——— نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ———

اِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ اَقْدَامِ اُمَّهَاتِكُمْ ـــ (مشکوٰۃ شریف ص۴۲۱)

اور یا ——— رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ———

اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۴۴-۴۳)

کہ جنت تلواروں کے سایہ میں ہے ———

حفیظ جالندھری مرحوم نے اس حدیث پاک کا کیا ہی ایمان افروز اور روح پرور ترجمہ کیا ہے کہ ——— ع

نہ مسجد میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں
نمازِ عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

کفر و شرک کے اندھیروں سے نکل کر توحید و اسلام کی روشنی میں آنے والوں اور الحاد و باطل کی تاریکیوں میں حق و صداقت کے چراغ حاصل کرنے والوں اور ضلالت و گمراہی کی ظلمتوں میں نیکی و شرافت کی نورانی قندیل سے سرفراز ہونے والوں کے دین و ایمان کی دولت سے مالا مال ہونے کے بعد ان کے اعمالِ صالح کا اجرِ عظیم، ثوابِ بے بہا اور جزائے کامل اللہ تعالیٰ کی طرف سے

اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کرم نوازی — بندہ پروری اور رحمت و بخشش کے بھرپور خزانوں سے کم نہیں ہے —

جنت میں ٹھکانہ — فردوس بریں میں مکان — باغ عدن میں رہائش اور حوروں سے دل بہلانا کوئی معمولی عنایات نہیں ہیں — ریشمی و فاخرہ لباس — سنہری اور خوبصورت پلنگ — صاف ستھرے اور پاکیزہ بستر — ترو تازہ پھل — بہترین و خوشبودار میوے اور حوروں کی خدمت گزاری یہ انعام و اکرام ہیں ایک مرد مومن کے لئے —

لیکن ان کے علاوہ جناب ابوالحامد امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مرد مومن کے علاوہ سات آٹھ اللہ تعالےٰ کی ایسی مخلوقات بھی ہیں جو آدمی کی جنس کے علاوہ بھی جنت میں داخل ہوں گی — ایک —

جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب احسن القصص صفحہ ۵۰ میں لکھا ہے :—

یَکُوْنُ فِی الْجَنَّۃِ سَبْعًا اَشْیَاءُ مِنْ غَیْرِ جِنْسِ بَنِیْ اٰدَمَ فِیْلُ[۱] اَصْحَابِ الْفِیْلِ — وَکَلْبُ[۲] اَصْحَابِ کَہْفٍ — وَ ذِئْبُ[۳] یَعْقُوْبَ — وَ دُلْدُلُ[۴] عَلِیٍّ — وَنَاقَۃُ[۵] صَالِحٍ وَحِمَارُ[۶] عِیْسٰی یَا عُزَیْرٍ — وَبَغْلَۃُ[۷] نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ۔

نزہت المجالس جلد ۱ صفحہ ۵۸ میں جناب علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے ان میں اضافہ فرمایا ہے — یعنی —

وَحُوْتُ[۸] یُوْنُسَ — وَکَبْشُ[۹] اِسْمٰعِیْلَ — وَ نَمْلَۃُ[۱۰] سُلَیْمَانَ

وَهُدْهُدُ بلقیس ○

" اصحاب فیل کا ہاتھی ـــــ اصحاب کہف کا کتّا ـــــ ذئب یعقوبؑ ـــــ حضرت یعقوبؑ کا بھیڑیا ـــــ اور حضرت علی علیہ السلام کا دُلدل ـــ اور حضرت صالح علیہ السلام کی اُونٹنی ـــ اور حضرت عزیر علیہ کا گدھا اور حضرت یُونس علیہ السلام کی مچھلی اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا دُنبہ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی اور شہزادی بلقیس کا ہدہد اور ہمارے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاچی

حضراتِ گرامی ! ـــ یاد رہے کہ مندرجہ ذیل حقائق کو دل و جان سے تسلیم کرتے ہوئے صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن نے اس کتاب کا نام بھی اسلئے یہ رکھا ہے کہ نسبت اچھی ہو تو جنّت کا ملنا مشکل نہیں ہے ـــــ

کیونکہ مندرجہ ذیل آدمی کی جنس کے علاوہ ان جانوروں میں سے نہ کوئی نمازی ہے اور نہ کوئی حاجی، نہ کوئی زکواتی ہے اور نہ ہی کوئی نوافلی ـــــ

بس پھر میرے نزدیک اس حقیقت کا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ یہ جانور کسی اچھی نسبت کے باعث جنّت میں جائیں گے ـ اپنے نیک اعمال کی بدولت نہیں ـ

ـــــ اور ان سب کا تعلق قرآن مجید و حدیث پاک سے ہے ـ

اور یہ بھی یاد رکھیں کہ اچھی نسبت کے باعث یہ جانور تو جنت میں جائیں گے ـ مگر کسی نبی یا کسی ولی سے اچھی نسبت نہ رکھنے والے بدعقیدہ انسان اور کسی رسول اور کسی ولی اللہ کے بے ادب اور گستاخ لوگ جنّت کی ہوا تک نہ پا سکیں گے چاہے کوئی شیخ القرآن کہلوائے یا اپنے آپ کو شیخ الحدیث کہلوانا پسند کرتا ہو ـــــ

مثلاً ـــــ پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۶۲/۶۱ وَمِنْهُمُ الَّذِينَ

يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ۔

اور ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں یعنی کافر و مشرک جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ کو ایذا دیتے ہیں ——— دکھ پہنچاتے ہیں اور ستاتے ہیں یہ کہکر کہ وہ تو کان ہیں، یعنی کان کے کچے ہیں کہ ہر ایک کی بات سن کر یقین کر لیتے ہیں ———

اور اے میرے محبوب علیہ السلام تم فرما دو کہ کان تمہارے بھلے کیلئے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔

اور وہ لوگ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں اور بے ادبی و گستاخی کے طور پر کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو کان کے کچے ہیں، ان کے لئے درد ناک عذاب ہے ———

اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ۝

یعنی ——— کیا ان بے ادب اور گستاخ لوگوں کو خبر نہیں کہ جو خلاف کرے اللہ اور اس کے رسول کا تو اسی کے لئے جہنم کی آگ ہے، ہمیشہ اس میں رہیں اور ان کے لئے یہی بڑی رسوائی ہے ———

محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی بے ادبی و گستاخی تو ایک طرف رہنے دو ان کے تو بال مبارک کی توہین بھی کفر ہے اور ایذائے رسول ہے ——— مثلاً ———

حاکم مستدرک کی حدیث صحیح ———

فتح الکبیر جلد ۳ صہ ۱۹۶ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: ——— کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ———

مَن اٰذٰی شعرۃً مِنّی فقد آذانی و من آذانی فقد آذا اللہ

وَزَادَ ابُو نعیم والدیلمی فلہ لعنۃ اللہ مِلَ السَّماءِ والارض۔

کہ جس نے میرے بال شریف کی توہین کی اس نے مجھے دُکھ پہنچایا اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی ——

فیض القدیر جلد ۶ ص ۱۹ ——

قال وھو آخذ بشعر

کہ نبی کریم علیہ السلام نے جب یہ فرمایا تو بال مبارک ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے! ——

کنز الاعمال جلد ۲ ص ۷۸ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: ——

سمعت رسول اللہ وھو آخذ شعرۃ یقول من اذی شعرۃ منی شعری فالجنۃ علیہ حرام ——

کہ جس نے میرے ایک بال کی بھی توہین کی اسپر جنت حرام ہے ——

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آئید جنید و بایزید ایں جا

اور ——

بے ادباں مقصود نہ حاصل نہ درگاہے ڈھوئی
تے منزل مقصود نہ پہنچا باجھ ادب دے کوئی

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ کتنے خوش نصیب ہیں وہ جانور اور کتنے خوش قسمت ہیں وہ حیوان جو نمازی نہ ہونے —— حاجی نہ ہونے اور تہجد گزار نہ ہونے اور لمبی لمبی تسبیح نہ پھیرنے کے باوجود اور کسی مذہب سے تعلق نہ جوڑنے۔

اور کسی دین سے رشتہ نہ رکھنے اور اسلام کی پابندیوں سے آزاد ہونے کے باوجود محض اچھی نسبت کے باعث جنّت کے حسین وجمیل اور سدابہار گلشن اور ہمیشہ مہکتے ہوئے باغات میں جائیں گے اور پھر تعجب اور کمال کی بات تو یہ ہو گی کہ قیامت کے دن جبکہ ہر انسان سے حساب لیا جائے گا لیکن یہ حیوانات جن کا تعلق نہ آدمی کی نسل اور نہ انسانی برادری سے ہوگا، کسی اچھی نسبت کی بدولت فردوس بریں کی خوشنما سیرگاہوں میں رقص کناں ہوں گے ———

"مجھکو نہ دیکھئے میری نسبت کو دیکھئے"

——— اور ———

نیازی مجھ کو اب کیا ڈر

میری نسبت ہے لاثانی

یعنی حضرت شہنشاہِ ولایت ——— شہبازِ لامکانی ——— حضرت پیر سید ——— مرشدِ کامل جماعت علیشاہ صاحب لاثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے روضۂ اقدس کا سنہری گنبد آج بھی بھٹکے ہوئے انسانوں کے لئے نشانِ منزل ہے اور ان کے بعد حضرت پیر سید علی حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک جبینِ نیاز جھکانے والوں کا فیوض وبرکات سے دامن بھرپور کردیا ہے اور اب نقشِ لاثانی کا نقشِ ولایت وطریقت اور عکسِ فقر و درویشی حضرت پیر سید صاحبزادہ محمد اسماعیل شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف ہیں جن کے لبوں کی ایک مسکراہٹ سے دلوں کے گلشن میں تازہ بہار آجاتی ہے اور مرجھائے ہوئے دماغ کھل اُٹھتے ہیں ——— اور جن کی صورت وسیرت میں جلوۂ لاثانی نظر آتا ہے ——— اور آئے بھی کیوں نہ جبکہ والدِ گرامی حضرت پیر سید علی حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ

علیہ نے حج مبارک کے موقع پر سرزمینِ مدینہ منورہ میں جہاں صبح و شام رحمت کے فرشتوں کی آمدورفت رہتی ہے اور جس سرزمین کا مقدس خطہ عرش اعلیٰ سے بھی افضل ہے، اس کی جنت کی کیاری میں نہایت ہی شفقت والفت سے انہیں بیعت فرماکر ساتھ ہی کشف وکرامات کا خزانہ دامن میں اُلٹ دیا اور پھر سارے مدینہ پاک میں اس خوشی میں مٹھائی تقسیم کی گئی ——— "ریاض الجنۃ"

اسلئے ——— اے قارئین کرام !

افتخار الحسن کو نہ دیکھئے ——— اُس کی نسبت کو دیکھئے !

اور ——— پھر والدِ گرامی بلند پایہ عالمِ دین ——— مناظرِ اسلام اور ——— عظیم خلیفۂ مجاز سرکارِ لاثانی ———

اور والدہ ماجدہ فقیہاء ——— شب بیدار ——— اور تہجد گزار ———

اور ——— استاذِ گرامی حضرت پیر سید علامہ محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

المعروف ——— صدر الافاضل ———

اسلئے ——— میں پھر کہتا ہوں ——— کہ

"مجھ کو نہ دیکھئے میری نسبت کو دیکھئے"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

خانہ کعبہ کے فضائل و برکات

حضرت محترم ــــــــ آؤ اب قرآن حکیم کی روشنی میں ان نسبتوں کو تفصیل سے دیکھیں ــــ پڑھیں ۔ اور غور کریں جن کے باعث حیوانات ، ــــ جنّت عدن کے مستحق بن گئے ۔ ــــــ

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ الَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبَارَکًا وَّھُدًی لِّلْعَالَمِیْنَ ۔ فِیْہِ اٰیَاتٌ بَیِّنَاتٌ ۔ مَقَامُ اِبْرَاھِیْمَ ــــ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا

کہ ــــ " مکہ مکرمہ میں اس خطۂ ارضی اور مرکز زمین پر نسلِ انسانی کی ہدایت کے لئے پہلا گھر بنایا گیا " ــــــ

دُنیا کے بتکدوں میں پہلا وہ گھر خُدا کا

سب سے پہلے خانہ کعبہ کی تعمیر فرشتوں نے کی ــــــ پھر حضرت آدم علیہ السلام نے ــــ پھر حضرت شیث علیہ السلام نے ، ان کے بعد حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے ــــــ

اِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاھِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ[۱]

یعنی "حضرت ابراہیم علیہ السلام نے معماروں کا کام کیا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے مزدوری کی ——— اینٹیں، گارا اور مٹی دیتے رہے" ———

اور پھر جب یہ اللہ کا گھر تیار ہو گیا تو ندا آئی ———

" اے میرے پیارے خلیل ؑ اور ذبیح ؑ ! تم نے میرا گھر بنایا ہے کچھ مزدوری طلب کرلو" ———

عرض کیا ! ———

" یا اللہ ! تو نے نبوّت عطا کی ——— نسلِ انسانی کا امام بنایا — اور آتشِ نمرود کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو گل داؤدی کے مہکتے ہوئے پھولوں کی گلزار بنا دیا — اور تجھ سے کیا طلب کریں !"

پھر حکم ہوا — کچھ نہ کچھ ضرور طلب کرنا پڑے گا ! ———

تو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دربارِ خداوندی اور خزانۂ قدرت سے یہ کیا —

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلاً ———

"کہ اے ہمارے ربّ کعبہ ہم نے بنایا ہے ۔ رسُول تو بھیج دے ——— تیرا گھر ہم نے تعمیر کیا ہے ، اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو تو مبعوث فرما دے ——— بیت اللہ شریف ہم نے تیار کیا ہے اب اسے آباد کرنے کے لئے محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو تو بھیج دے ——— "

دعا قبول ہوئی — تو کائنات کا والی رحمتِ دو عالم بن کر امام الانبیاء — تشریف لے آئے ———

---

[۱] — تاریخ الحرمین ص ۶۹ حصہ اوّل ۔ الحاج عباس کرارہ مکتہ المکرمہ

۲۰ کتابوں کے حوالہ سے کہ اصحاب رسول نے آپ کا تعارف پوچھا تو ——
خاتم الانبیاء علیہ السلام نے فرمایا: ——
اَنَا دَعْوَةُ اِبْرَاهِيْمَ !
کہ جس رسول کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی وہ رسول میں ہی ہوں ! ——

پھر تعمیر کعبہ کے بعد ارشاد ہوا —— خلیل ؑ ——
حج کا اعلان بھی کر دو —— وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ
تفسیر کبیر جلد ۶ ص ۱۵۶ —— تاریخ الحرمین حصہ ۱ ص ۱۱۸ ارشاد باری تعالیٰ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی: ——
يَا رَبِّ وَمَا يَبْلُغُ صَوْتِيْ ——
کہ —— "اے ربِّ کریم پوری کائنات میں میری آواز کیسے پہنچے گی؟"
تو جواب آیا ——
عَلَيْكَ النِّدَاءُ وَعَلَيَّ الْبَلَاغُ ——
کہ —— آواز دینا تیرا کام ہے اور ساری دنیا میں تیری آواز کو پہنچانا میرا ذمہ ہے ——

یہ مژدہ جانفزا سنکر خلیل اللہ علیہ السلام نے کوہ بوقبیس پر چڑھکر آواز دی اور بلند آواز سے پکارا ——
يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ ——
کہ —— اے دنیا میں رہنے والے انسانو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔
فَسَمِعَهُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ ——

تو زمین و آسمان کی ہر چیز نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس آواز اور اس اذان کو سنا ــــ یہاں تک کہ ــــــــ

وَاَجَابَہٗ یَوْمَئِذٍ مَنْ کَانَ فِیْ اَصْلَابِ الرِّجَالِ وَاَرْحَامِ النِّسَاءِ ــــــــ

وہ ارواح جو ابھی والد کی پشتوں اور ماؤں کے رحموں میں تھے انہوں نے بھی جواب دیا ــــــ

لَبَّیْکَ یَا اِبْرَاھِیْمُ ــــــــ

کہ ہم حاضر ہیں اے ابراہیم علیہ السلام !

وَکُلُّ مَنْ وَصَلَ اِلَیْہِ صَوْتُہٗ مِنْ حَجَرٍ وَّشَجَرٍ

اور حجر و شجر تک یہ آواز پہنچی اور حاضر ہونے کا وعدہ فرمایا ــــــ

غلاف کعبہ ــــ سب سے پہلے خانہ کعبہ پر غلاف **تبع حمیری** نے چڑھایا جیسا کہ: ــــــــ

تاریخ الحرمین حصہ اول ص۴۷ ــــــــ

اَوَّلُ مَنْ کَسَا الْکَعْبَۃَ کِسْوَۃً کَامِلَۃً تُبَّعٌ کَسَاھَا الْعَصَبَ وَجَعَلَ بَابًا یُغْلَقُ ــــــــ

پہلے چمڑے کا اور پھر دھاری دار کپڑے کا ــــــ

اسی نے مندرجہ ذیل اشعار بھی کہے: ــــــ

وَکَسَوْنَا الْبَیْتَ الَّذِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ

مُلَاءً مُعَضَّدًا وَ بُرُوْدًا ــ

وَاَقَمْنَا مِنَ الشَّھْرِ عَشْرًا

وَ جَعَلْنَا الْبَابَ اَقْلِيْدًا

کہ ہم نے عزت واحترام والے بیت اللہ شریف چادروں سے ملبوس کیا ——— اور اس کا دروازہ کواڑ والا بنایا ———

اور ہم وہاں صرف دس دن تک ٹھہرے اور ہم نے دروازہ کی چابی بھی بنالی۔ اور پھر ہم پرچم کو بلند کرتے ہوئے وہاں سے نکل گئے ———

حضرات محترم ——— یہ بھی یاد رہے کہ پہلے کعبہ کا غلاف سفید رنگ کا تھا۔ پھر خضرا وصفرا ——— سبز اور پھر پیلا بنا اور اب سیاہ ہے! ———

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ شاید محبوب خُدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے کالی کملی پہنی ہو تو اللہ کریم نے فرشتوں کو حکم دیا ہو کہ میرے کعبہ کے غلاف کو بھی سیاہ رنگ کا کردو ——— تاکہ اندر کی شے باہر نظر نہ آئے اور باہر کی چیز اندر دکھائی نہ دے ———

قارئین کرام! ——— تبّع حمیری اسعد کا ذکر قرآن پاک میں دو بار آیا ہے ——— سورۃ الدُخان میں اور سورۃ قٓ میں ———

هُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ — اور اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ

یہ یمن کا بادشاہ تھا ——— حمیری اور اسعد اس کے القاب تھے ———

تفسیر قادری حسینی ——— تفسیر نسفی جلد ۴ صفحہ ۹۹ ——— تفسیر کبیر جلد ۷ صفحہ ۴۵۵ ——— تفسیر رُوح البیان جلد ۴ صفحہ ۶۰۸ ———

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ——— کہ

كَانَ تُبَّعٌ رَجُلًا صَالِحًا ——— کہ

"تبّع ایک نیک آدمی تھا۔" ——— اسعد الحمیری مرد مومن وصالح بود و بعیسیٰ علیہ السلام ایمان آوردہ و چوں حدیث وصفت رسُول شنید از اہل

کتاب برسالت وے ایمان آوردہ گفت ———

کہ — اسعد الحمیری ایک مرد مومن اور نیک آدمی تھا اور حضرت عیسیٰ ؑ پر ایمان رکھتا تھا لیکن جب اس نے اہل کتاب سے ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ کی صفات اور حضور اکرم علیہ السلام کے کمالات و معجزات سُنے تو آپ پر ایمان لے آیا — اور یہ نعت پاک کہی ———

شَهِدْتُ عَلَى أَحْمَدَ أَنَّهُ رَسُوْلٌ مِنَ اللهِ بَارِي النَّسَمِ
فَلَوْ مُدَّ عُمْرِيْ إِلَى عُمْرِهِ لَكُنْتُ وَزِيْرًا لَهُ وَابْنَ عَمّ

علامہ جلال الدین سیوطی نے بھی فرمایا: ———

أَوَّلُ مَنْ كَسَاءَ الْكَعْبَةَ أَسْعَدُ الْحِمْيَرِيُّ ———

یہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے نو سو سال پہلے کی بات ہے ———

نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا: ———

لَا تَسُبُّوْا تُبَّعًا فَإِنَّهُ قَدْ كَانَ أَسْلَمَ ——— کہ

تبع کو گالی نہ دو، وہ اسلام لے آیا تھا۔

اصل میں یہ تبع الحمیری اسعد چار حکماء اور علماء لے کر اور ایک بھاری لشکر کی صورت میں مکہ مکرمہ آیا لیکن کسی نے اس کی عزت نہ کی اور نہ کوئی تکریم دی۔

اس نے اپنے وزیروں سے پوچھا کہ ایسا کیوں ہوا۔؟

انہوں نے جواب دیا!

ایشاں را خانہ خدا ہست کہ آں را کعبہ گویند۔

کہ — یہاں کے لوگوں کے لئے ایک خانہ خدا ہے جسے کعبہ کہتے ہیں اس کی موجودگی

میں یہ لوگ کسی اور کی عزت و تکریم نہیں کرتے ____

تبع نے خانہ کعبہ ڈھانے کی نیت کرلی ____

و مردمان شہر را بکشد و زناں را اسیر کند ____

اور شہر کے لوگوں مردوں کو قتل کرنے لگا اور عورتوں کو قیدی بنالیا ____ لیکن

ربّ العزّت بدردِ سر مبتلاء کرد ____ لیکن

ربّ العالمین نے اسے دردِ سر میں مبتلاء کردیا ____

پھر اس نے توبہ کی ____ اور شفاء ہوگئی ____ پس ____

کعبہ را جامہ پوشد ____ اور کعبہ پر غلاف چڑھایا

پھر مکہ سے مدینہ پہنچا ____ وہاں نہ کوئی آبادی اور نہ کوئی شہر۔

چشمۂ آب بود ____ صرف ایک پانی کا چشمہ تھا ____

علمائے در کتب خوانده بودند کہ آن زمینِ یثرب طیبہ مقدس مہاجر رسول خدا آخر الزماں است ____

ان علماء نے پہلی کتابوں میں پڑھا ہوا تھا کہ یہ زمینِ مقدس آخری نبیؐ کی جائے ہجرت ہے۔ ____

برامید دیدار رسولِ عربی ____ علماء کرام نے سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہونے کی اُمید پر فیصلہ کرلیا کہ یہاں سے ہم نہیں جائیں گے ____

انہوں نے تبع کو بھی یہ صلاح دی پھر وہ بھی ایک سال تک اس خاکِ طیبہ پر ڈیرا لگائے بیٹھا رہا ____ پھر اس نے چار سو مکانات بنوائے۔ لونڈیاں خرید کر آزاد کیں اور محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک خط لکھا ____ اور

ایک عالم کو دیا کہ جب رسُولِ معظّم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہو تو انہیں دے دینا
خط کا مضمون حسب ذیل دیا جا رہا ہے
" اے پیغمبرِ آخرالزّماں ـــــ اے برگزیدۂ خُداوندِ جہاں ـــــ اے
روزِ شمار شفیعِ مجرماں ـــــ من کہ تبعم بتو ایمان آوردہ ام و بر ملّتِ
توام و بر ملّتِ پدرِ تو ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام مرا فراموش نکنی ـــ
ـــ در روزِ قیامت مرا شفیع باشی "ـــــ
کہ ـ اے آخری زمانہ کے آخری پیغمبر ـــ اور اے خداوند جہاں کے
برگزیدہ رسُول ـــ اور اے قیامت کے دن مجرموں کی شفاعت کرنے والے
نبیؐ ، مَیں تبع آپؐ پر لایا ہوں ایمان ـــ آپؐ کی اور آپؐ کے جدّ امجد ۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملّت پر ہُوں ـــــ
روزِ محشر مجھے بھُول نہ جانا اور قیامت کے دن میری شفاعت کر دینا ۔
پھر ان علماء کی نسل در نسل میں سے ابو لیعلیٰ ایک آدمی تھا اور رسُول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ پہنچے اور حضرت ابو ایوبؓ
انصاری کے گھر جلوہ افروز ہوئے تو ابو لیعلیٰ نے تبع حمیری کا خط پیش کیا ـــــ
جذب القلوب ـــ حضرت شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اردو ترجمہ ص۵۷
نزہت المجالس جلد ۲ ص ۹۲ علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ و کتب کتا ـــ
یَا مُحَمَّدُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَبِّكَ ـــ وَاَنَا عَلٰى دِيْنِكَ . فَاشْفَعْ
لِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ـــــ
کہ ـــ اے محمّد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم مَیں آپؐ پر اور آپ کے ربّ پر
ایمان لے آیا ہوں ـــ اور میں آپؐ کے دین پر ہوں ـــ قیامت کے دن میری

شفاعت کر دینا ــــ

قارئین کرام! ــــ ذرا غور فرمائیں تبع حمیری کی اس کتابی اور قرآن مجید کی پاکیزہ کہانی پر کہ وہ نبیٔ کریم علیہ السلام کی ولادتِ باسعادت سے نو سو سال پہلے اور حضور علیہ السلام کو دیکھے بغیر آپ پر ایمان لا رہا ہے اور پھر ساتھ ہی اعلان کرتا ہے کہ آپؐ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری رسولؐ ہیں اور ساتھ ہی اس آرزو کا اظہار بھی کرتا ہے کہ قیامت کے دن میری شفاعت کر دینا! ــــ

۱ ــ حرم پاک میں داخل ہوتے وقت نگاہیں نیچی رکھنی چاہئیں ــ بہت دُور جا کر نظر اٹھانی چاہیئے ــــ

۲ ــ اور بیت اللہ شریف کو دیکھتے ہی جو دُعا آنکھ جھپکنے سے پہلے مانگی جائے گی وہ قبول ہوگی! ــــ

۳ ــ عِنْدَ اَوَّلِ نَظْرَةٍ لِلْكَعْبَةِ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابًا ــــ

۴ ــ جنت کے آٹھ دروازے ہیں جو کہ مکہ مکرّمہ کی طرف ہر وقت کھلے رہتے ہیں۔

باب۱ الی الکعبۃ ــ و باب۲ الی المیزاب ــــ و باب۳ الی الحجر الاسود و باب۴ الی الرکن الیمانی ــــ و باب۵ الی مقام ابراہیمؑ ــ و باب۶ الی الزمزم و باب۷ الی الصفاء ــــ و باب۸ الی المروۃ ــ

تاریخ الحرمین شریف حصہ اوّل ص ۶۰

نزھت المجالس حصہ اول ص ۱۸۳

فتاوی رضویہ حصہ دوم ص ۳۷۵، ص ۳۷۶

اِنَّ حَوْلَ الْكَعْبَةِ ثَلٰثُمِائَةِ مَائَةِ نَبِیٍّ مِنْهُمْ بَيْنَ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ

وَرُکنِ الیمانی ـــــ وَقَبْرُ اِسْمَاعِیْلَ وَاُمِّہٖ فِی الْحِجْرِ تَحْتَ الْمِیْزَابِ

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کعبہ شریف کے اردگرد تین انبیاء کرام کی قبریں ہیں، حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیانی اور میزاب رحمت کے ایک پتھر کے نیچے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہؓ کی قبریں ہیں

اَلَا تَرٰی اِنَّ مَرْقَدَ اِسْمٰعِیْلَ فِی الْحِجْرِ الْاَسْوَدِ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِنَّ فِی الْحَطِیْمِ بَیْنَ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ وَزَمْزَمِ قَبْرَ سَبْعِیْنَ نَبِیًّا۔

ستر انبیاء کی قبریں ہیں ـــــ

حضرات محترم! صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کرشمہ سازی اور اسکی قدرت کا تماشا تو دیکھو کہ کس بہانے ـ کسی طریقہ اور کس انداز سے اپنے کعبہ کے طواف کے ساتھ ساتھ قبروں کا طواف بھی کروا رہا ہے ـــــ

قبروں پر جانے والوں کو بدعتی اور مشرک کہنے والے مولوی حضرات کے لئے کتنا سبق ہے اسمیں ـــــ الحجر الاسود ـــــ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے ساتھ لائے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے بوسہ دیتے رہے ہیں اور چومتے رہے ہیں ـــــ

مسلم شریف جلد ۲ صہ ۲۴۵ ـــــ ترمذی شریف جلد ۲ صہ ۳۰۳ ـــــ

مشکوٰۃ شریف صہ ۵۲۴ ـــــ حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس پتھر یعنی حجر اسود کو پہچانتا ہوں ـــــ

پوچھا گیا حضورؐ وہ کیسے؟

ارشاد ہوا: ـــــ

کَانَ یُسَلِّمُ عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ اُبْعَثَ ـــــ کہ میرے مبعوث ہونے

سے پہلے یہ پتھر مجھے سلام کیا کرتا تھا ـــــــ

تعجب ہے کہ یہاں بدعقیدہ مولوی کسی بزرگ ـــــ درویش اور ولی کامل کے ہاتھ چومنے نہیں دیتے مگر حج کے دوران سیاہ پتھر کو چومتے ہیں ـــ تفسیر روح البیان جلد ۴ صہ ۱۶ ـــــــ

وَفِی الْحَدِیْثِ اَلْحَجَرُ الْاَسْوَدُ یَمِیْنُ اللّٰہِ فِی اَرْضِہٖ فَمَنْ لَمْ یُدْرِکْ بَیْعَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَمَسَحَ الْحَجَرَ فَقَدْ بَایَعَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ـــــ

کہ حجر اسود زمین پر اللہ کا دست قدرت ہے کہ جو رسول اکرم علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت نہیں کر سکا وہ اس پتھر کو چھولے تو گویا اس نے اللہ و رسول کی بیعت کر لی ـــــــ

فَکَانَتِ الْکَعْبَۃُ صُوْرَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَالْحَجَرُ الْاَسْوَدُ صُوْرَۃَ یَدِہِ الْکَرِیْمَۃِ ـــــ

کہ ـــ کعبۃ اللہ، رسولِ معظم کی صورت پاک کی مانند ہے اور حجر اسود آپ کا دست مبارک ـــــ

وَمِنْ ھٰھُنَا نَعْرِفُ اَنَّ الْاِنْسَانَ کَامِلَ اَفْضَلُ مِنَ الْکَعْبَۃِ ـ

اور اسی وجہ سے ثابت ہوا کہ انسان کامل کعبہ سے افضل ہے ـ

۱۹۷۹ء کو جب میں امیر الحجاج بن کر حج مبارک کرنے گیا تو مولینا محمد حسین صاحب خطیب مرالی والا کے ہمراہ مجھے صاحبزادہ پیر فضل رسول صاحب نے رات ایک بجے حجر اسود کا بوسہ دلوایا ـ حیدر تخلص ہے اور محدث اعظم پاکستان کے مزار اقدس فیصل آباد کے سجادہ نشین ہیں ـ

اتنے کمالات اور فضائل ہیں کعبۃ اللہ شریف کے جنھیں مختصر طور پر لکھا گیا ہے ـ

ورنہ ان کے لئے تو ایک مستقل کتاب چاہیئے ـــــــــ

بیتُ اللہ کی اہمیّت

مسجد الحرام میں ایک دن کی پانچ، نمازیں باجماعت ادا کرنے کا ثواب ایک کروڑ اور ۳۵ لاکھ نمازوں کا اجر بنتا ہے۔

ایک نماز باجماعت پڑھنے کا ثواب ۲۷ گنا زیادہ ہوتا ہے اور مسجدِ حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ کا ثواب! ـــــــــ

حطیم ـــــــــ بیت اللہ شریف کا اندرونی حِصّہ جہاں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات وضو فرمایا تھا اور پھر اسکی دیوار پر پائے مبارک رکھ کر براق پر سوار ہوئے تھے! ـــــــــ

گرامئ قدر حضرات! ـــــــــ ہر انسان کے دل و دماغ میں یہ سوال بار بار ابھر کر سامنے آتا ہے کہ جب اللہ کریم کے پاس عرشِ عظیم کا تقدّس ـــــ بیت المعمور کی پاکیزگی اور لوح و قلم کی وسعت موجود تھی تو پھر اسے خطۂ ارض پر خانۂ کعبہ بنوانے کی کیا ضرورت پیش آئی! ـــــــــ

اور اس مرکزِ زمین پر بیت اللہ شریف اور اپنا گھر تعمیر کروانے کی خواہش کیوں پیدا ہوئی؟ ـــــــــ

جواب: ـــــ تاریخ الحرمین الشریفین حصّہ اوّل ص ۷۹

مصنّف الحاج عباس کرارہ ـــ مکّہ مکرّمہ ـــــــــ

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَمَّا قَالَ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَہ!

کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ زمین پر اپنا خلیفہ ـــ اپنا جانشین اور اپنا نائب بنانا چاہتا ہوں۔ تو فرشتوں نے کہا کہ یا اللہ تو ہمارے سوا کوئی اور مخلوق

بھی پیدا کرنا چاہتا ہے جو خون ریزی کرے اور زمین پر فساد پھیلائے۔ جبکہ صبح و شام ہم تیری حمد و ثنا کرتے رہتے ہیں اور تیری تسبیح و تہلیل ہمارا ہر وقت وظیفہ وظیفہ رہتا ہے۔ پھر فسادی۔ خون ریزی اور گناہ و معصیت کے دریا میں غرق رہنے والی مخلوق پیدا کرنے کی کیوں خواہش پیدا ہوئی

غَضِبَ عَلَيْهِمْ ——— تو فرشتوں کا یہ جواب سنکر ان پر ناراض ہو گیا۔

فعاخوا بعرشہ ——— تو فرشتوں نے عرش کے نیچے پناہ لی ———

فَطَافُوْا حَوْلَهٗ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ۔

پھر فرشتوں نے عرش عظیم کے اردگرد سات پھیرے لیکر طواف کیا۔

حَتّٰى رَضِيَ عَنْهُمْ

یہاں تک کہ اللہ کریم فرشتوں پر راضی ہو گیا ———

اور پھر فرشتوں سے فرمایا: ———

ابْنُوْا لِيْ بَيْتًا فِي الْاَرْضِ

کہ زمین پر بھی میرے لیئے ایک گھر بناؤ! ———

يَتَعَوَّذُ بِهٖ مَنْ سَخِطْتُ عَلَيْهِ مِنْ بَنِيْ اٰدَمَ !۔

کہ بنی آدم پر جب میں اسکے گناہوں اور بداعمالیوں کے سبب اس پر ناراض ہوؤں تو وہ اس گھر میں پناہ لے سکے ———

فَطَافُوْا حَوْلَهٗ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ۔

پھر وہ گنہگار اس گھر کی پناہ لے اور اس کا طواف کرے۔

كَمَا طُفْتُمْ ———

جس طرح کہ تم نے کیا ہے ———

فَارْضٰی عَنْہُ کَمَا رَضِیْتُ عَنْکُمْ ــــ

پھر میں اس پر راضی ہو جاؤں گا جس طرح تم پر راضی ہو گیا ہوں ــ

فَبَنَوْا هٰذَا الْبَیْتَ ــــ

پس پھر فرشتوں نے اللہ کے اس گھر یعنی بیت اللہ شریف کو تعمیر کیا !

حضراتِ گرامی ــــ جناب عباس کرارہ کی اس ایمان افروز حقیقت کی تائید و تصدیق کے لیئے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل احادیث مبارکہ پر بھی غور کیا جائے تو پھر یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آجاتی ہے۔

کہ اللہ کریم اپنے بندوں کی پر کتنا رحیم و کریم ہے ــــ

کہ ــــ اپنے گنہگار بندوں کی بخشش کے لیئے کون کون سے راستے تیار کر رکھے ہیں۔

کہ ــــ بندہ ایک دفعہ سچّے دل سے توبہ کر کے کہہ دے ــ

کہ ــــ یا اللہ ! مَیں گنہگار ہوں۔

تو ــــ آواز آتی ہے ــــ گھبراؤ نہیں

مَیں غفّار ہوں ــــ

مشکوات شریف صـ ۲۲۲ - ۲۲۳

نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :ــــ

اَلْحَاجُّ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰهِ ــــ

کہ حج مبارک اور عمرہ شریف کرنے والے اللہ کے مہمان ہوتے ہیں ــ

اور جو بھی وہ سوال کریں، اللہ انہیں عطا کرتا ہے ــ

وَیَسْتَجِبُ لَهُمْ مَا دَعَوْ ــــ

اور جو بھی وہ دُعا کریں وہ قبول کرتا ہے : ــــ

وَاِنِ اسْتَغْفَرَهٗ غَفَرَلَهُمْ ــــــ

اور اگر وہ بخشش طلب کریں تو وہ انہیں بخش دیتا ہے ــــــ اور

وَاِذَا لَقِيْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ ــــ

کہ جب تم کسی بھی حاجی سے ملو تو اُسے سلام کہو اور مصافحہ کرو اور اسے کہو کہ

اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بَيْتَهٗ فَاِنَّهٗ مَغْفُوْرٌ لَّهٗ ـ

کہ میرے لئے گھر میں داخل ہونے سے قبل بخشش کی دعا کرے کیونکہ وہ گناہوں

سے پاک ہو کر واپس آتا ہے ــــــ

نزہت المجالس جلد اوّل صـ ۱۸۱ ــــــ

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں اور حضرت سعید بن مسیّبؓ نے فرمایا کہ:۔

مَنْ نَظَرَ اِلَى الْكَعْبَةِ اِيْمَانًا وَّ تَصْدِيْقًا خَرَجَ مِنَ الْخَطَايَا

كَيَوْمٍ وُّلِدَتْ اُمُّهٗ ــــــ

کہ جس نے بھی کعبہ شریف کی طرف ایمان اور تصدیق کی نگاہ سے دیکھا وہ

گناہ و خطا سے ایسے پاک ہو گیا جیسے کہ اسکی ماں نے اُسے آج ہی جنا ہے

لکھاں ہین پہاڑ زمین اُتّے پر رُتبہ کسے دائیں کوہ طور جیہا
وارث شاہ جیہا گنہگار کوئی نئیں بخشنہار نئیں کوئی غفور جیہا

میاں صاحب مرحوم

جے ویکھاں میں عملاں وَلّے کجھ نئیں میرے پلّے
تے جے ویکھاں تیری رحمت وَلّے بلّے بلّے بلّے!
کِنّی وار مَیں توبہ بھنّی ، ہاں میں بے اعتبارا
دَر تیرے تے توں بخشش منگاں توہی بخشنہارا

ے رحمت ربّ دی جوش پئی مار دی اے
اَج کون ایڈا گنہگار آیا
رَولا پے گیا حشر میدان اندر
او اِفتخار آیا افتخار آیا

حضرات محترم ! ـــــــ خانۂ کعبہ کے فضائل اس سے بڑھ کر اور کیا ہوں گے کہ انسان تو انسان رہے، حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی بھی چالیس دن بیت اللہ شریف کا طواف کرتی رہی ـــــــ

تاریخ الحرمین الشریفین حصہ اوّل ص۷۳ ـــــــ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کا رُخ اللہ تعالیٰ نے مکّہ مکرّمہ کی طرف پھیر دیا ـــــــ

فَدَارَتْ بِالْبَيْتِ اَرْبَعِيْنَ يَوْماً ـــــــ

تو چالیس دن تک بیت اللہ کا طواف کرتی رہی ! ـــــــ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

اَصْحَابِ الْفِیْل

سورۃ الفیل ——— اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ o اَلَمْ یَجْعَلْ کَیْدَھُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ o وَّاَرْسَلَ عَلَیْھِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ o تَرْمِیْھِمْ بِحِجَارَۃٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ o فَجَعَلَھُمْ کَعَصْفٍ مَّاْکُوْلٍ o

اے میرے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے ربّ نے نے اصحابِ فیل یعنی ہاتھیوں والوں سے کیا کیا ———

اللہ تعالےٰ عجیب اسلوبِ انداز ہے۔ اس آیت کے ان الفاظ کا ——— کہ کیا تو نے نہیں دیکھا! ———

دیکھے تو وہ جو پیدا ہو چکا ہو لیکن وہ ذاتِ اقدس جو ابھی شکمِ مادر میں جلوہ گر ہے اسے کہنا کہ کیا تو نے نہیں دیکھا عجیب طرزِ بیان ہے! ———

مطلب ——— یہی کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے کہ شکمِ مادر میں ہونے کے باوجود بھی کائنات کی ہر شے کو دیکھتے رہتے ہیں

اور سنتے رہتے ہیں ـــــ کیا شکم مادر میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوحِ محفوظ پر چلنے والی قلم کی آواز نہیں سن لی تھی ؟[1]

ہاں سن لی تھی ـــــ تو اصحابِ فیل کے ساتھ ربِّ دو جہاں نے جو کیا۔ وہ سب کچھ سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم، شکمِ مادر میں دیکھ رہے تھے۔ ورنہ "الم تر" کا کیا مطلب !ـــــ

ابرہہ ـــــ نامی یمن کا ایک ظالم و جابر حکمران تھا جس کے پاس انسانوں کے عظیم لشکر کے ساتھ خونی ہاتھیوں کا بھی ایک خطرناک گروہ تھا۔ اور اپنی سواری کے لیے ایک سفید ہاتھی رکھا ہوا تھا ـــــ

اور اس ابرھہ نے خانہ کعبہ کے مقابلہ میں ایک خوبصورت "کلیسا" بنا رکھا تھا تاکہ لوگ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر کی پرستش کریں تاکہ خانہ کعبہ کی عزت و تکریم کم ہو جائے ـــــ مگر اسے اس گھناؤنی چال میں کوئی کامیابی نہ ہوئی ـــــ نہ کلیسا میں عوام کا ہجوم ـــــ نہ پرستش کرنے والوں کی رونق اور نہ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر کی طرف رغبت ـــــ یہ بے رونقی اور عوام کی جانب سے یہ بے رخی دیکھ کر اسے شیطان نے یہ پٹی پڑھادی کہ مکہ مکرمہ میں جو خانہ کعبہ ہے اسے جب تک نہ ڈھاؤ گے اور جب تک وہاں سے سنگِ اسود کو یہاں نہ لاؤ گے اور جب ابراہیمؑ کی تعمیر کردہ عبادت گاہ کو مسمار نہ کرو گے اس وقت تک تمہارے اس خوبصورت کلیسا میں کوئی نہیں آئے گا ـــــ کوئی رونق نہیں ہوگی۔ اور کوئی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر کو بوسہ نہیں دے گا ـــــ

بس پھر کیا تھا ـــــ شیطان کے بہکانے ـــــ عوام کے بھڑکانے اور مکار و عیار لوگوں کے زور دکھانے پر ابرہہ نے فیصلہ کر لیا کہ بیت اللہ شریف کو گرا کر

[1]: خصائص کبریٰ جلد ۱ صہ ۵۳ ۔ نزہت المجالس جلد ۲ صہ ۱۰۸

اور ابراہیمی علیہ السلام عبادت گاہ کو مسمار کر کے ہی دم لوں گا ۔ اور پھر وہ اپنے بہادر فوجیوں اور خونی ہاتھیوں کے لشکر پہ ناز کرتا تھا ، جنگ کا طبل بجاتا ہوا اور شادیانے بجاتا اور رقص کرتا ہوا ، اللہ تعالےٰ کے گھر کو مسمار کرنے کے لئے یمن سے چل پڑا ————

اور

ادھر حضرت عبدالمطلب یعنی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جدّ امجد کے اونٹ مکّہ کی چراگاہ میں چر رہے تھے اور خود امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ابھی شکمِ مادر میں ہی رونق افروز تھے ۔

ابرہہ ظالم کے لشکریوں نے اور بہت سی خرمستیاں کرنے کے ساتھ ، ساتھ حضرت عبدالمطلب کے اونٹ بھی پکڑ لیئے ۔

مگر آج کل کی سعودی عرب کی حکومت کی طرح عرب کے مشہور قبیلہ قریش کے بہادر جوانوں نے کسی غیر ملکی کو امداد کے لئے نہیں پکارا حالانکہ وہ جانتے تھے کہ ابرہہ خونی ہاتھیوں کا لشکر لے کر آیا ہے ۔

حضرت عبدالمطلب کو پتہ چلا تو چند قریشی نوجوان اپنے ساتھ لیکر ابرہہ کے پاس گئے ۔

ابرہہ نے حضرت عبدالمطلب کے چہرہ پر جاہ وجلال کو رقص کرتے دیکھا تو درباریوں سے پوچھا ———— یہ کون شخصیّت ہے ؟

اسے بتایا گیا کہ یہی مکّہ مکرّمہ کا سردار ، کعبۃ اللہ کا متولّی اور قبیلہ قریش کا سربراہ ہے اور ان کا نام عبدالمُطّلب ہے ۔

ابرہہ نے بڑے احترام سے حضرت عبدالمطلب کو اپنے پاس تخت پر بٹھا کر پوچھا !

کیوں آئے ہو ؟

فرمایا ـــــــ میرے اونٹ واپس کردو !

ابرہہ نے حیران ہوکر کہا کہ میں تو تمہارا خانہ کعبہ گرانے اور ابراہیمی عبادت گاہ کو مسمار کرنے آیا ہوں، مگر تم عجیب آدمی ہو کر کعبہ کی تمہیں کوئی فکر نہیں اور چلے آئے ہو اپنے اونٹ مانگنے ! ـــ

تو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

اَنَا رَبُّ الْاِبِلِ وَھُوَ رَبُّ الْبَیْتِ یَحْفَظُہٗ ۔

کہ اونٹوں کا مالک میں ہوں اور بیت اللہ کا مالک ربّ تعالیٰ ہے ـــ بیتُ اللہ کا محافظ وہ اللہ ہے وہی اپنے گھر کی حفاظت کریگا۔

حفیظ جالندھری مرحوم نے کیا خوب کہا ہے ـــــــ کہ

کریگا حفاظت اپنے گھر کی جو اس گھر کا مالک ہے
کہ جو اس گھر کا مالک ہے وہ بحر و بر کا مالک ہے

ابرہہ نے اونٹ واپس کر دیئے اور اگلے دن جنگ کا نقارہ بجا کر مکہ والوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا ـــــــ

تفسیر روح البیان جلد ۴ ص۷۲ ـ تفسیر کبیر جلد ۸ ص۴۸۲

اَسنٰی المطلب فی نجاۃِ ابی طالب رضی اللہ عنہ ص۱۹۰ از حضرت احمد بن دحلان مکی ـــ مفتی مکہ مکرمہ رحمۃ اللہ علیہ جو اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے استاذِ گرامی بھی ہیں ـــــــــــــ

اور ـــــــ اور بہت سی کتابوں کے حوالوں کے علاوہ دیوبندی مسلک کے مشہور و ممتاز عالم دین اور دیوبندی حضرات کے پیر و مرشد اور مذہبی راہنما

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے بھی اپنی کتاب "نشر الطیّب" کے صفحہ ۱۶ پر اس واقعہ کو نہایت ہی ادب و احترام اور عقیدت و محبّت سے لکھا ہے کہ ـــــ

"حضرت عبد المطلب نے جب ابرہہ کی طرف جنگ کے نقارہ کی آواز سُنی تو سجدہ میں گر گئے اور بارگاہِ ربّ العزّت میں دعا کی ـ اس دعا کے چند اشعار ملاحظہ ہوں ـ "

اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْعَبْدَ یَمْنَعُ رِحْلَهٗ
فَامْنَعْ رِحَالَكَ

کہ اے اللہ ہر انسان و بندہ اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے ـ تو بھی اپنے گھر کی حفاظت کر ـــــ

وَانْصُرْ عَلٰی اٰلِ صَلِیْبِ
عَابِدِیْہِ الْیَوْمَ اٰلَكَ

اور اہلِ صلیب پر غالب آنے کے لئے اپنے بندوں کی مدد فرما ـــــ

یَا رَبِّ لَا اَرْجُوْ لَھُمْ سِوَاكَ
یَا رَبِّ فَامْنَعْ عَنْھُمْ حِمَاكَ

اور اے میرے ربّ میں تیرے گھر کے دشمنوں کے بارے میں تیری ذاتِ اقدس کے سوا اور کسی دوسرے سے کوئی اُمید نہیں رکھتا ـــــ

یا ربّ اپنے گھر کی حفاظت فرما ـ ـــــ

یَا رَبِّ اَنْتَ الْمَلِكُ الْمَحْمُوْدُ
وَاَنْتَ رَبِّیَ الْمَلِكُ الْمَعْبُوْدُ

اور ـــ تو ہی مالکِ دو جہاں ہے اور محمود ہے اور تو ہی معبودِ برحق ہے ؛

دعا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی اور آمین حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہی ـــــ وہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ـــــ جدِ امجد اور یہ محبوبِ خدا علیہ السلام کی والدہ گرامی پھر دعا قبول کیوں نہ ہوتی۔

دعا کرنے کے بعد حضرت عبدالمطلب چند قریشی جوان کر جبلِ ثبیر پر چڑھ گئے پھر اسی وقت نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، عبدالمطلب کی پیشانی **گول بطورِ ہلال** کے نمودار ہُوا

نورِ محمدی آگیا

چودھویں کے چاند کی طرح

اور خوب درخشاں ہُوا ـــــ یہاں تک کہ شعاع اس کی خانہ کعبہ پر پڑی ـــــ

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دیکھا تو اپنے ساتھیوں ـــــ سے فرمایا کہ پھر چلو ـــــ

کیونکہ کعبہ کو بچانے والا نورِ محمدیؐ آگیا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انشاء اللہ ہم غالب رہیں گے ـــــ

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعجازِ نبوت کو دیکھیئے کہ ابھی شکمِ مادر میں جلوہ افروز ہے اور چمکتا دادا کی پیشانی میں ہے اور روشن کرتا ہے دیواریں کعبہ ـــــ پھر وہ حاضر و ناظر نہیں تو اور کیا ہے؟ ـــــ

اور حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی دعا سے یہ بھی ثابت ہُوا کہ خاندانِ نبوت میں سے کوئی بھی کافر و مشرک نہیں تھا ـــــ نہ ماں ـــــ نہ باپ ـــــ نہ دادا ـــــ نہ ہاشم اور نہ ہی ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اس ایمان افروز واقعہ کو حفیظ جالندھری مرحوم نے اپنی مشہور کتاب

(۱) نشر الطیب ص۱۶ مولانا اشرف علی تھانوی۔

"شاہنامۂ اسلام" میں نہایت ہی دلچسپ اور دلکش انداز میں یوں پیش کیا ہے ــــ کہ حضرت عبدالمطلبؓ نے کوہِ ثبیر پر سے دیکھا کہ ابرہہ ظالم، بہادر انسانوں کے لشکر کے ساتھ خونی ہاتھیوں کی فوج بھی کعبہ شریف کو گرانے اور تباہ کرنے کے لئے ایک سفید ہاتھی پر سوار حملہ کرنے آرہا ہے۔ جس کی نس نس میں تکبر و غرور کے آثار ــــ چہرہ پر قہر و غضب کی بجلیاں ــــ پیشانی پر غم و غصّہ کی لکیریں اور ہاتھوں میں فولادی تلوار ــــ

قارئین کرام! ــــ بڑے ہاتھی کا نام **محمود** تھا[1]

ع

اٹھائی تیغ اب غصّے میں عبدالمطلب اُٹھے
فدائے کعبہ ہو جانے کو باغیظ و غضب اُٹھے
مگر اُٹھتے ہی ان کو اور ہی نقشہ نظر آیا
جلال ربِّ کعبہ کا عجب جلوہ نظر آیا
حرم کی حد میں آیا ابرہہ تو رُک گیا ہاتھی
پئے تعظیم کعبہ عاجزی سے رُک گیا ہاتھی

کہ ــــ کعبہ شریف کو ٹکر مار کر ڈھانے والا ہاتھی، کعبۃ اللہ کے جاہ و جلال کے آگے سجدہ ریز ہے اور بیت اللہ شریف کے رُعب و دبدبہ کو دیکھکر ابرہہ کا خونی ہاتھی بے بس ہو گیا ہے اور اللہ کے گھر کو ٹکر مار کر گرانے والا ہاتھی، اللہ کے گھر کی عظمت و ہیبت دیکھ کر خود سجدہ میں گر گیا ہے ــــ

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ قدرتِ الٰہی کا کرشمہ اور اپنے مظہرِ الٰہی پوتے جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعجازِ نبوّت دیکھا تو کوہ ثبیر پر سے بلند آواز سے پکار اُٹھے ــــ اللّٰہُ اکبر ــــ اَنْتَ الْمَلِكُ الْمَحْمُوْدُ

---

[1] تفسیر روح البیان جلد ۴ تفسیر نسفی جزء ۴ صـ ۲۸۰ - ۲۸۱

وَاَنْتَ الْمَلِكُ الْمَعْبُوْدُ ــــ

اور ابرہہ کے خونی ہاتھی نے جب رسولِ معظّم علیہ السلام کی یہ غیر فانی اور روح پرور آواز سُنی تو ــــــــ

نَظَرَ اِلَی الْفِیْلِ الْاَبْیَضِ الْعَظِیْمِ اِلٰی وَجْہِہٖ فَبَرَکَ وَخَرَّ سَاجِدًا وَاَنْطَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی الْفِیْلَ ــــــــ

اس ہاتھی نے حضرت عبدالمطلب کے چہرۂ مُبارک کو دیکھا تو چنگھاڑ کر سجدہ میں گر گیا ــــ اور اللہ تعالیٰ نے اس عظیم اور سفید ہاتھی کو زبان عطا فرما دی ۔ تو وہ پکار اُٹھا ــــــ

اَلسَّلَامُ عَلَی النُّوْرِ الَّذِیْ فِیْ ظَھْرِکَ یَا عَبْدَالْمُطَّلِبْ ـ

کہ ــ اے عبدالمطلب تیری پُشت یا پیشانی پر جو نور چمک رہا ہے میرا سلام ہو اس نورِ مبارک پر ــــــــ

تو قارئین کرام ! ــــ صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کے نزدیک ــ یہ ہے ــــ اچھی نسبت جس کی بدولت ابرہہ کا سفید ہاتھی جنت میں جائیگا ۔ کہ اس نے امام الانبیاء جناب محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور تسلیم کیا ــــ سلام کہا اور سجدہ ریز ہوا ــــــ

سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا کہ جنگل کا بڑا حیوان ہاتھی اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور مان کر ــــ سلام کہے اور سجدہ کرکے جنّتی ہوسکتا ہے تو ایک مسلمان اور وہ بھی نبیٔ پاک علیہ السلام کا وفادار اُمتّی اگر ان تینوں اوصاف کو تسلیم کرلے تو کیوں جنتی نہیں ہوسکتا؟ ۔ ۔ جیسے کہ اہلسنت وجماعت بریلوی حضرات ہیں !

تو قارئین کرام ــــــ صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کے نزدیک ــ یہ

المواھب الدنیہ صفحہ ۱۸ ـ ۱۹ علامہ یوسف نبھانی

ہے اچھی نسبت جس کی بدولت ابراہہ کا سفید ہاتھی جنت میں جائے گا ـــــــ کہ اس نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو نور تسلیم کیا ـــــ سلام کہا اور سجدہ ریز ہوا ـــــــ

سید افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ جنگل کا ایک بہت بڑا اور جسیم جانور ہاتھی اگر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور مان کر ـــــ سلام کہہ کر اور سجدہ کر کے جنتی ہو سکتا ہے تو ایک مسلمان اور وہ بھی نبیٔ پاک علیہ السلام کا وفادار اُمتی اگر ان تینوں اوصاف کو تسلیم کرے کیوں جنتی نہیں بن سکتا، جیسے کہ اہلسنت وجماعت بریلوی حضرات ہیں! ـــــــ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

ابابیلوں کا لشکر

حضراتِ گرامی ——— فضائے آسمانی پر ابابیلوں کے لشکر کا سیاہ بادلوں کی طرح اور بہادر پائلٹوں کی مانند چھا جانا کوئی اتفاقی حادثہ نہیں تھا بلکہ اس خدائی فوج کا دشمن کے مقابلہ کے لئے حاضر ہونا حضرت عبدالمطلب کی دُعا کے سبب تھا جو انہوں نے خانہ کعبہ کے دروازہ کے کُنڈے کو اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر مانگی تھی اور جس کے مستجاب ہونے کا انہیں پورا ایمان و ایقان تھا۔

حضراتِ محترم! ——— یہ بھی یاد رہے کہ اگر حضرت عبدالمطلبؓ نعوذ باللہ کافر ہوتے تو نہ دعا میں اثر ہوتا ——— اور نہ ہی فطرتِ الٰہی جوش میں آتی اور نہ ہی قدرتِ خداوندی کا ظہور ہوتا اور نہ ہی خونی ہاتھیوں کے مقابلہ میں ابابیلوں کا لشکر آتا اور نہ ہی ننھی مُنّی چڑیوں کی فوج خُدا تعالیٰ کا دفاعی مورچہ بن کر ابرہہ کے خونی ہاتھیوں کے لشکر پر چھا جاتی ———

تفسیر نسفی جلد ۴ صہ ۲۸۰ - ۲۸۱ - تفسیر کبیر جلد ۸ صہ ۴۹۲ - تفسیر روح البیان جلد ۴ صہ ۷۳ - تفسیر حسینی مع ترجمہ تفسیر قادری جلد ۲ صہ ۶۵۰ - مع کل طائر حجر فی منقارہ و حجران فی رجلیہ ———

اور ہر پرندہ کے پاس تین کنکر تھے ایک چونچ میں اور دو دو پنجوں میں ۔
وعلیٰ کُلِ حجرٍ اِسْمُ مَنْ یَقعُ عَلَیْہِ ـــــــــ
اور ہر پتھر پر اس ہاتھی کا یا ابرہہ کے اس فوجی کا نام لکھا تھا جس پر ابابیلوں نے مارنا تھا ! ـــــــــ
فَکَانَ الحجرُ یَقعُ عَلیٰ رَاسِ الرَّجُلِ فَیَخرُجُ مِنْ دُبُرِہٖ ـــ
اور پتھر آدمی کے سر پر پڑتا اور پیٹھ سے نکلتا تھا ـــــ یا اللہ یہ کنکر تھے یا کلاشن کوف کی گولیاں یا بم کے گولے ـــــــــ
اَسْقَطَ اَنَامِلَہٗ وَاَعْضَاءَہٗ ـــــــــ
کہ ـــ ابرہہ کی کٹی انگلیاں ، ان کنکروں کے پڑنے سے گر گئی تھیں اور اسکے بدن کے اعضاء کٹ گئے تھے ـــــــــ
جب ابرہہ کے خونی ہاتھیوں کا لشکر ننھی منّی چڑیوں کا مقابلہ نہ کر سکے اور اس کے لشکری جب ابابیلوں سے شکست کھا گئے تو ابرہہ فرار ہو کر حبشہ کی طرف بھاگا، لیکن ـــــــــ
وَطَائِرٌ یُحَلِّقُ خوقہ حتیٰ بلغ النجاشی ـــــ
ایک پرندہ اس کے سر پر اڑتا جا رہا تھا ـــ یہانتک کہ وہ حبشہ کے بادشاہ کے دربار میں پہنچا ـــــــ اور سارا قصہ اس کو سنایا ـــــــ
نجاشی ازروے تعجب پرسید کہ چگونہ مرغاں بودند ـــــــ
نجاشی نے بڑے ہی تعجب سے اور حیران ہو کر ابرہہ سے پوچھا کہ وہ پرندے کیسے تھے ؟
ابرہہ نے بتایا کہ یہ ہے ـــ ان میں سے ایک پرندہ جو میرے سر پر منڈلا رہا ہے ـــــــ

فَقَصَّ عَلَیْہِ الْقِصَّۃَ ـــــ فَلَمَّا اَتَمَّھَا وَقَعَ عَلَیْہِ الْحَجَرُ

فَرَمِیْتًا بَیْنَ یَدَیْہِ ـــــ

ابرہہ نے قصّہ بیان کیا اور جب اس نے قصّہ ختم کیا تو پرندہ نے اسکے سر پر پتھّر ماردیا جس سے ابرہہ شاہِ حبشہ کے سامنے ہلاک ہوگیا !۔

خُدا تعالیٰ کا دفاعی مورچہ ـــــ ہاں ہاں دفاعی مورچہ نہیں تو اور کیا کہیئے کہ ایک طرف ہاتھیوں کا لشکر اور دوسری طرف ابابیلوں کی فوج اور چھوٹی چھوٹی اور معصوم چڑیوں کی یلغار اور حضرت عبدالمطلّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کا نتیجہ ـــــ

ایسے ہی اللہ کریم کا **دفاعی مورچہ** اس وقت بھی کام آیا جب کہ امام الانبیاءؐ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکّہ مکرّمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ جاتے ہوئے راستہ میں جب اندھیری **غارِ ثور** میں آرام فرما تھے، تو ایک طرف کفّار و مشرکین مکّہ کی فولادی تلواریں ـــــ آہنی برچھے زہر میں بجھے ہوئے تیر اور سراقہ کا جنگی گھوڑا ـــــ اور دوسری طرف **مکڑی کا جالا اور کبوتری کے انڈے** ـــــ اور کسے کہتے ہیں دفاعی مورچہ؟ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کو بچانے کی خاطر ابابیلوں کو بمبار طیارے ـــ ننھّی مُنّی چڑیوں کو خطرناک راکٹ اور چنے کے برابر کنکریوں کو دشمنوں کے خونی اور پہاڑ جیسے ہاتھیوں کے لشکر پر حملہ آور ہونے کے لئے ٹینکوں سے برسنے والے گولے بنادیا ـــــ اور اس طرح ـــــ "اَنَا رَبُّ الْاِبِلِ وَلِلْبَیْتِ رَبٌّ یَحْفَظُہٗ" سچ ثابت ہوگیا۔ حضرت عبدالمطلّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانِ پاک سے نکلی ہوئی بات ایک حقیقت بن گئی ـــــ اور ـــ

اذن فی الناس حج کی ندائے ابراہیمیؑ کی لاج رہ گئی ——

ارشادِ نبوی ہے کہ الکفر ملتہ واحدۃ —— کہ

کفر ایک ہی جماعت —— ایک ہی ٹولہ اور ایک ہی گروہ ہے —— مگر افسوس کہ جس مسلمان قوم کو قرآن ۔ خدا اور رسول نے بھائی بھائی کے مقدس رشتہ سے منسلک کیا ہے وہ ایک المسلم ملتہ واحدۃ نہ بن سکے —— ایک تسبیح کے دانے نہ بن سکے اور ایک جماعت —— ایک تنظیم اور ایک گروہ کا رُوپ نہ دھار سکے اور مصر کے جمال الدین افغانی کے ایک مسلم بلاک کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ کر سکے ——

اگر جمال الدین افغانی کے نظریہ کے پیشِ نظر اور اقبال مرحوم کے نقشہ کے مطابق عربی و عجمی ریاستوں کا ایک بلاک بن گیا ہوتا تو آج بیت اللہ شریف کی رکھوالی کے لئے اور حجازِ مقدس کی حفاظت اور سعودی عرب کی حکومت کو بچانے کے لئے نہ امریکی عیسائیوں کے ناپاک قدم عرب کی خاکِ مقدس کو پامال کرتے —— نہ اسرائیل کے یہودی بیت المقدس میں گھوڑے باندھتے اور نہ ہی مسجدِ اقصیٰ کو آگ لگانے کی جسارت کرتے اور نہ ہی یاسر عرفات کی کمزور حکمتِ عملی اور بزدلانہ سیاست اور نااہل قیادت کے باعث فلسطینی مسلمانوں کا قتلِ عام ہوتا ۔ اور نہ ہی آج امریکہ اسلام دشمنی کے پیشِ نظر عراق پر حملہ آور ہوتا اور اس کو تباہ و برباد کرتا ۔

اقبال مرحوم نے کہا تھا —— کہ ؏

ایک ہوں مُسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لیکر تا بخاکِ کاشغر

مطلب یہ کہ اگر عرب ریاستیں مل کر ایک بلاک اور المسلم ملتہ واحدۃ کی عملی تصویر بن

جاتیں تو آج خانہ کعبہ کی پاسبانی کے لئے شاہ فہد کو امریکہ - برطانیہ - اٹلی - فرانس اور دوسری کافر حکومتوں سے امداد طلب نہ کرنا پڑتی ——— غرضیکہ سعودی - شارجہ مسقط - بحرین - کویت اور دوسرے اسلامی ممالک مصر سے لیکر درۂ خیبر تک آپس میں بھائیوں کی طرح ایک تسبیح کے دانے بن جاتے تو آج دنیا کے نقشہ پر اسلامی ملک کے سوا کسی کافر اور غیر مسلم حکومت کا پرچم نہ لہراتا ——

اقبال مرحوم پھر کہتا ہے - ع

یہ غازی یہ تیرے پُر اسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

تبصرہ بھی ملاحظہ فرمائیں :———

آج سے پندرہ روز پیشتر عراق کے صدر جناب **صدام حسین** نے کویت پر قبضہ کر لیا ، یہ سمجھ کر اور یہ کہہ کر کہ کویت عراق کا حصّہ ہے - یا یہ سوچ کر کہ کویت نے تیل کے تمام کنوئیں اور سارے چشمے امریکہ کے پاس گروی رکھ دیئے ہیں اور اگر امریکہ کویت کے تیل پر قابض ہو گیا تو پھر میرے لئے یہ دردِ سر بن جائے گا - مَیں پہلے ہی کیوں نہ اس آنے والی بیماری کا علاج کر لوں ———

ابھی ایران کے خلاف سات سالہ ہولناک جنگ سے فارغ ہُوا ہی تھا کہ صدر صدام حسین کو ایک اور خوفناک جنگ میں کودنا پڑ گیا ———

اور یہ جنگ اب اتحادیوں اور عراق کے درمیان ہو رہی ہے ——

اتحادیوں میں برطانیہ - اٹلی - سعودی عرب - اسرائیل - فرانس ، شام و مصر

اور دنیا کی سُپر پاور امریکہ بھی شامل ہے ——— مگر جس بہادری ـ جرأت ثابت قدمی اور حوصلہ سے صدر صدام ، دنیا کی ۲۸ ترقی یافتہ ملکوں کی افواج سے وہ اکیلا لڑ رہا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پاکستان کو اسلام کا مضبوط قلعہ بنانے والے جھوٹ کہتے ہیں ، حقیقت میں اسلام کا مضبوط قلعہ عراق ہے جس کے محافظ بہادر اور سرفروش صدر صدام ہیں ———

عقل حیران ہے کہ آخر ایسا کیوں ہوا اور یہ کفر کی اتحادی طاقتیں اسلام کے ایک چھوٹے سے خطہ پر قبضہ کرنے کیلئے کیوں اکٹھی ہو گئی ہیں ———

تو احباب کرام ——— صاحبزادہ سید افتخار الحسن کے نزدیک اس جنگ کی بنیاد سعودی عرب کے اس خدشہ کے پیش نظر رکھی گئی ہے کہ کہیں عراق سعودی عرب پر ، کویت کے بعد حملہ نہ کر دے ۔

بس صدام حسین جونہی کویت پر قبضہ کر لیا تو غیر اللہ سے مدد مانگنے والوں پر کفر و شرک کے فتوے لگانے والوں نے غیر اللہ کو مدد کے لیئے پکارا اور وہ بھی کافروں کو ———

بس پھر کیا تھا رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے نکلی ہوئی بات حقیقت بن کر دُنیا کے سامنے آ گئی ——— کہ

الکفر ملۃ واحدہ ——— کہ

کُفر ایک جماعت ، ایک ہی ٹولہ اور ایک ہی گروہ ہے ———

مگر افسوس کہ جس مسلمان قوم کے متعلق قرآن و حدیث نے آپسمیں بھائی بھائی فرما دیا ہے وہ قوم اسطرح بکھری ہوئی ہے جیسے تسبیح ٹوٹ جانے پر اسکے دانے ۔

اور اَلْمُسْلِمُ مِلَّۃِ وَاحِدہ نہ بن سکے ـ عراق اور امریکہ کے درمیان

محض جنگ ہی نہیں ۔ کفر و اسلام کے درمیان ایک **جہاد** ہے اور ساری دنیا کے مسلمان خصوصاً پاکستانی عوام کا صدام حسین کے حق میں جلسے۔ جلوس اور قربانی کے جذبہ سے سرشار پیشکش قابلِ تحسین و آفرین ہے ۔

دُنیا کے بڑے فوجی جرنیلوں کی عقل حیران ہے کہ امریکہ کی طرف سے ایک ایک دن اور رات میں دو ہزار فضائی حملے بھی ابھی تک عراق کا کچھ نہیں بگاڑ سکے اور نہ ہی صدر صدام حسین کی جنگی حکمتِ عملی پر اپنی فوجی برتری حاصل کر سکے ہیں۔ اور نہ ہی اتحادی فوجیں عراق کے فوجی ٹھکانوں کو تباہ کر سکے ہیں ــــ شہری آبادیوں پر وحشیانہ بمباری تو کوئی بہادری نہیں ہے ! ــــــــ

اسکی اصل وجہ یہ ہے کہ عرب و حجاز کے عیاش حکمران اور ان کی امداد کے لئے اپنی فوجیں بھیجنے والے پاکستان کے نااہل کارندوں نے قرآن حکیم کی سورۂ **الفیل** کی تفسیر کو بھول چکے ہیں اور اس کے نتائج کے رموز و اسرار کو نظر انداز کر چکے ہیں کہ خداوند کریم نے بیت اللہ شریف خانہ کعبہ کو بچانے کیخاطر ابرہہ کے خونی ہاتھیوں کے لشکر کو ابابیلوں اور ننھی منی چڑیوں سے مروا دیا تھا اور وہ چنے کے برابر چھوٹی سی کنکریوں کو بندوق کی گولیاں اور خطرناک بم بنا کر انہیں تباہ کروا سکتا ہے ــــــــ

سعودیہ کے حکمرانوں اور پاکستان کے صدر اور وزیر اعظم سے کوئی پوچھے کہ کیا اب کوئی اور خدا ہے جسے تمہاری امداد اور دُنیا کی بلند ترین سے زائد کافر بادشاہوں کے بمبار طیاروں ــــ خوفناک ٹینکوں اور خطرناک توپوں کے گولوں کی ضرورت ہے کہ جن سے اپنے گھر کی حفاظت کر سکے ــــــــ

اور بیشک عرب کی سرزمین بیت اللہ شریف اور گنبدِ خضرا کے فیض و برکات

کے دریا بہہ رہے ہیں تو کیا سرزمین عراق میں مقامات مقدسہ نہیں ہیں ——

کیا بغداد شریف میں پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ پاک نہیں ہے اور کیا نجف اشرف میں شیر خدا حضرت علی علیہ السلام کا مزار مقدس نہیں ہے —— اور کیا امام موسیٰ رضا اور کربلائے معلّیٰ کی خاک پاک نہیں ہے۔ ؟

ہمارے ہر دلعزیز وزیر اعظم نے اپنی نشری تقریر میں کئی بار عوام کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ عراق نے کبھی پاکستان کی مدد نہیں اور اس کے مقابلہ میں سعودی عرب ہماری کئی بار امداد کر چکا ہے ——

اللہ جانے وہ کون سی امداد تھی اور کس طریقہ سے اس امداد کی عملی صورت سامنے آئی۔ اس لئے کہ ارض حجاز کے پاس سونے چاندی کے پہاڑ اور تیل کے جو دریا بہہ رہے ہیں، ان کی آمدنی تو عرب کے شہزادوں کی عیاشی پر خرچ ہوتی چلی آرہی ہے یہی وجہ ہے کہ پورے خطۂ عرب میں کوئی کارخانہ —— کوئی اسلحہ کی فیکٹری —— کوئی گولی بنانے کا سامان اور کوئی بمبار طیاروں اور موجودہ طرز جنگ کا کوئی گولہ و بارود کا نام و نشان نہیں ملتا ——

جنگی بیڑے —— جنگی ہوائی جہازوں —— جنگی ساز و سامان اور کیمیاوی ہتھیار بنانا تو درکنار پورے سعودی عرب میں تو ٹافیاں بسکٹ بنانے والی فیکٹری تک موجود نہیں ہے ——

آج اگر شاہ فہد اور اس کی حکومت کے مدہوش اور بیس بیس بیگمات رکھنے والے وزراء کے پاس کوئی اسلحہ ساز اور طیارہ شکن توپوں کا کوئی کارخانہ ہوتا تو غیر اللہ سے مدد مانگنے والوں پر کفر و شرک کے فتوے لگانے والوں کو غیر اللہ سے مدد مانگنے کی ہرگز ضرورت پیش نہ آتی یعنی امریکہ —— برطانیہ —— فرانس —— اٹلی

اسرائیل اور پورا کفرستان ـــــــ

صاحبزادہ سیدّ افتخار الحسن کہتا ہے کہ مندرجہ بالا طاغوتی طاقتوں کے مقابلہ میں اسلام کا ایک شیر دل جرنیل اور دین کا ایک سرفروش سپاہی اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ انور کا جانثار رکھوالا اور حضرت علی علیہ السلام کے مزار پُر انوار کا نڈر محافظ پورے کفر کے مقابلہ میں ڈٹا ہُوا ہے ۔ اور دس گھنٹوں میں عراق کو تباہ کر دینے کا دعویٰ کرنے والوں کو صدر صدام حسین نے اپنی جنگی حکمتِ عملی کو بروئے کار لاتے ہوئے انہیں حیرت میں ڈال دیا ہے ـــــــ

شاباش اور زندہ باد ـ صدر صدام حسین ! ـــــــ

اسلئے کہ ـــــــ ع

لاکھ تنکے ہوں مگر ان کو بہانے کے لئے
موجِ طوفان کا اک ریلا ہی بہت ہوتا ہے

اپنی کثرتِ تعداد کو تم نے سمجھا ہے کیا
شیر جنگل میں اکیلا ہی بہت ہوتا ہے

ہمارے ہر دلعزیز اور بے نظیر کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے والے وزیرِ اعظم جناب نواز شریف صاحب پچھلے دنوں امن مشن لے کر کئی اسلامی ریاستوں کے سربراہوں سے ملے تاکہ کسی صورت جنگ بند ہو جائے اور پتہ چلا ہے کہ کل یعنی ۹/۲/۹۱ کو دوبارہ دورہ پر جا رہے ہیں ! ـــــــ

اپنی بہادر مسلح افواج کے جوانوں کو پہلے ہی سعودی عرب یہ کہہ کر بھیج چکے ہیں تاکہ حرمین الشریفین کی حفاظت ہو سکے اور بعد میں خود امن مشن کی تجاویز لے کر نکل کھڑے ہوئے ـــــــ مگر سیدّ افتخار الحسن کو یہ سب کچھ پسند نہیں ہے ۔ اسلئے

آج سے پندرہ سال پہلے جب اسرائیل کے ظالم سپاہی بیت المقدس پر گولے برسا رہے تھے اور مسجد اقصےٰ کو آگ لگا رہے تھے اور فلسطینی مسلمانوں کا قتل عام کر رہے تھے تو اس وقت ہماری حکومت کو نہ تو بیت المقدس کی حفاظت کا خیال آیا اور نہ ہی اس وقت کی ہماری حکومت کو اسکی رکھوالی کا خیال گزرا۔ نہ ہی فلسطین کے مسلمانوں کے قتل عام بند کروانے کی کوئی کوشش کی اور نہ ہی پاکستان کے شیر دل فوجی ان مقامات مقدسہ کی حفاظت کیلئے بھیجے گئے۔

وہاں آج بھی بیت المقدس جو انبیاء کرام کا کعبہ ہے اور وہ مسجد اقصیٰ جہاں شب معراج کو تمام انبیاء کرام صلی اللہ علیہم الصلوٰۃ کو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تھی، گھوڑے باندھے جاتے ہیں اور وہاں آذان دینی تو درکنار ادھر سے گزرنا بھی موت کو آواز دینے کے مترادف ہے۔

جناب نواز شریف امن مشن کا پہلا دور اسی لئے ناکام ہو گیا کہ ہر اسلامی مملکت کے سربراہ نے یہی کہا کہ صدام کو کویت خالی کر دینا چاہیئے اور اپنی فوجیں وہاں نکال لینی چاہئیں۔ مگر جناب وزیراعظم صاحب کسی بھی اسلامی سلطنت کے سربراہ سے اتنا نہ کہلوا سکے کہ ـــــــــــــ

اسرائیل۔ بیت المقدس۔ مسجد اقصےٰ اور فلسطین کے مقبوضہ علاقے خالی کر دے اور وہ اپنی فوجیں وہاں سے واپس بلا لے ـــــــــــــ

یہی بات صدر صدام حسین کہہ رہے کہ اسرائیل۔ بیت المقدس۔ مسجد اقصیٰ اور مقبوضہ علاقے خالی کر دے تو میں اپنے فوجی کویت سے نکال لوں گا اور جنگ بند کرنے کا اعلان بھی کر دوں گا! ـــــــــــــ

قارئین کرام! ـــــ اب آخر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث

پاک سُنیے اور فیصلہ کیجئے کہ حق پر کون ہے! ——

مشکوٰت شریف صـ ۳۵۵ بحوالہ مسلم شریف و بخاری شریف باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب ——

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ——

نحن فی المسجد خرج النبیّ صلیّ اللہ علیہ وسلم ——

کہ ہم مسجدِ نبوی میں بیٹھے تھے کہ اچانک نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔

فقال انطلقوا الیٰ الیہود —— اور فرمایا کہ میرے ساتھ یہودیوں کے پاس چلو ——

ہم گئے تو ایک مدرسہ میں بہت سے یہودی جمع تھے انہیں مخاطب کر کے رسُولِ معظم صلیّ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ——

یا معشر یہود اسلموا تسلموا —— کہ

اے یہود کے گروہ اسلام لے آؤ تو سلامتی پا جاؤ گے ——

اعلموا ان الارض للہ و رسولہ

اور جان لو کہ یہ زمینِ عرب کا جزیرہ اللہ اور اس کے رسُول کیلئے ہے اور اپنا اپنا سامان لے جانے کی تم کو اجازت ہے ——

۲:۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ——

اخبرنی عمر ابن الخطاب —— کہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے خبر دی! —— کہ

انہ سمع رسول اللہ صلیّ اللہ علیہ وسلم —— کہ

انہوں نے رسولِ اکرم علیہ السلام سے سنا —— بقول

فرماتے ہیں ـــــــ

لاخرجن الیھود والنصارٰی من جزیرۃ العرب حتی لاادع فیھا الا مسلماً ـــــــ (رواہ مسلم)

کہ انشاء اللہ میں یہود و نصارٰی کو عرب کے جزیرہ سے نکال کر دم لوں گا اور اس مقدس خطّہ میں سوائے مسلمانوں کے اور کسی غیر مسلم کو نہیں رہنے دوں گا!

عرب کے شہزادو ــــ اور بحرین ــ شارجہ ــ مسقط ــ ایران ــ مصر ــ اردن اور دوسری اسلامی ریاستوں کے شیوخ، نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان مذکورہ بالا احادیث پر غور کر کے آنکھوں سے بُغض و عناد کی پٹی اتار کر اور دوسرے سے نفرت و عداوت کے گرد و غبار کو اپنے دل و دماغ سے جھاڑ کر سمجھنے کوشش کرو، اور اس زندہ حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرو اور جو درس رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے اسے سینہ سے لگا کر سوچو کہ ہمارا نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم تو یہود و نصارٰی کو عرب کے جزیرہ سے نکالنے کا خواہشمند دکھائی دیتا ہے اور سوائے مسلمانوں کو اس مقدس خطہ کو کافروں کے ناپاک قدموں سے پاک رکھنا چاہتا ہے۔ اور تم اسلام کے دشمنوں ــ دین کے مخالفوں اور حق و صداقت کے باغیوں یعنی یہودیوں اور نصرانیوں کو امداد کے لیئے دعوت دیکر بلا رہے ہو۔

خُدا کے لئے ایک ہو جاؤ ــــ اور صدام سے ہی نہ کہو کہ کویت خالی کر دے آپ سب شیوخ مل کر اسرائیل پر دباؤ ڈالو کہ وہ بیت المقدس کو خالی کر دے۔ اور امریکہ پر بھی زور دو کہ اسرائیل سے کہے کہ مسجدِ اقصٰی سے اپنی فوجیں نکال لے۔ صدام پر ہی زور نہ دو ــــ اسلیئے کہ ــــ ع

سب مجھ کو ہی کہتے کہ تُو نے اسے کیوں تاکا
کوئی اس سے نہیں کہتا کہ تو بام پہ کیوں آیا

وزیر اعظم پاکستان صاحب — آپ دوبارہ امن لے کر جارہے ہو اللہ کرے آپ کا یہ امن مشن اور جنگ بندی کی کوشش کامیاب ہو اور اس کا سہرا آپ کے سر پر ہی بجے — لیکن اپنے عوام کو یہ بتلا کے جانا کہ ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران سعودی عرب کے کتنے فوجی دستے — کتنے ٹینک اور کتنے جنگی طیارے پاکستان کی مدد کے لئے آئے تھے —

اور یہ بھی شور مچا تھا کہ امریکہ کا بحری بیڑا ہماری مدد کو آرہا ہے لیکن افسوس کہ ۱۹۶۵ء سے لے کر آج تک وہ بیڑا ابھی تک واہگہ نہیں پہنچا بلکہ ہمارا بیڑا ضرور غرق ہو گیا کیونکہ مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنا کر ہم سے الگ کیا جا چکا ہے —

ہاں البتہ — پاکستان میں کبھی زلزلہ یا سیلاب آئے تو دوسرے ملکوں کی طرح سعودی عرب کی حکومت بھی صدقہ و خیرات اور زکوٰۃ فنڈ میں سے پاکستان کے گداگروں کو بھی کچھ نہ کچھ ان کے دامن میں ڈال دیتی ہے ! —

ہڑتالوں اور سفارتی مذاکرات سے نہ کشمیر بنے گا پاکستان اور نہ ہی امریکہ اور عراق کی جنگ بندی ہو گی —

ہاں البتہ — بھارت اور اتحادیوں کے خلاف حکومت کی طرف عام جہاد کا اعلان کیا جائے اور ساری ملت اسلامیہ طاغوتی طاقتوں کے خلاف کرا جانے کا عزم لے کر میدان عمل میں نکل آئے اور اس خطۂ ارض پر ایک بار پھر صلیبی جنگوں کا سلسلہ شروع کر دے تو ہماری ہر مشکل آسان ہو سکتی ہے — ہر مصیبت ٹل سکتی ہے اور دنیا کی کوئی طاقت پاکستان کی طرف میلی آنکھ سے نہ دیکھ سکے گی اور جس طرح — الکفر ملتہ واحدہ — کہ کفر ایک جماعت ہے — اسی طرح

مسلمان ـــــ المسلم ملتہ واحدۃ ـــ کی زندہ اور عملی تفسیر بن کر علامہ اقبال مرحوم کے نظریہ پر عمل پیرا ہو جائیں تو آسمانوں سے جنگ بدر و حنین کی طرح فرشتے آج بھی ہماری مدد کو آسکتے ہیں ـــــــ کہ

ع ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لیکر تا بخاک کاشغر

اور پھر یہ کتنی ستم ظریفی ہے اور دنیائے عیسائیت کے لئے کتنے شرم کی بات اور ڈوب مرنے کا مقام کہ قرآن حکیم نے جس یہودی قوم کے متعلق فرمایا ہے کہ ـــــ ویقتلون النّبیّٖن بغیر الحق

کہ یہودی ایسی ظالم و جابر اور احمق و جاہل قوم ہے کہ جو گذشتہ انبیاء کرام علیہم السلام کو ناحق قتل کر دیا کرتی تھی اور آج بھی دنیائے عیسائیت اس بات پر متفق ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سُولی پر چڑھایا تھا تو پھر کیا امریکہ جیسی سُپر پاور کے لئے یہ سب کچھ باعث لعنت نہیں ہے کہ جس قوم نے ان کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بلا وجہ ـ بلا قصور اور ناحق پھانسی کے تختہ پر لٹکایا تھا ـ اور ان کی معصوم والدہ ، پاکیزہ اور صدیقہ ماں حضرت مریم علیہا السلام پر کئی قسم کے فحش الزامات لگائے تھے ـ اس قوم یعنی اسرائیل کی حمایت کر رہی ہے اور ایسی ظالم قوم کو دنیا کی عظیم طاقت بنانے کی کوشش کر رہی ہے !ـ

امریکہ کے صدر بش صاحب عراق کی شہری آبادی پر وحشیانہ بمباری کرنا اور بے گناہ و نہتے لوگوں پر اندھا دھند فضائی حملے کر کے انہیں موت کی نیند سُلا دینا کوئی بہادری نہیں ہے ـــ اگر تم میں اور تمہارے فوجیوں میں کوئی عیسائیت کی قدر و قیمت ہے تو پھر عراق کے مسلمانوں پر ایک رات میں دو دو ہزار

حملے کر کے وہاں کے **مقامات مقدسہ** پر گولے برسانے کی بجائے ظالم و جابر اور انسانیّت کی باغی قوم اسرائیل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خون کا بدلہ لے کر دنیائے عیسائیت کی لاج رکھ لو اور عیسائی مذہب کی عزت و آبرو کو قائم رکھنے کیخاطر عراق کی طرف سے منہ موڑ کر اسرائیل پر فضائی حملوں۔ راکٹوں اور ٹینکوں سے حملہ کر کے اسرائیل کا دُنیا کے نقشہ سے نام و نشان تک مٹا دو۔ اور پھر برطانیہ ـــ فرانس اور دوسری عیسائی حکومتوں کو بھی ساتھ ملا کر اسرائیل کو نیست و نابود کر دو ـــــــــــــ

ہمارے ہر دلعزیز وزیر اعظم کو بھی برطانیہ ۔ فرانس اور امریکہ کے ساتھ مذاکرات میں ان عیسائی حکومتوں کی توجّہ اسطرف بھی مبذول کروانی چاہیئے تاکہ شاید ان میں مذہبی غیرت اور عیسائیت کے احترام و وقار کی لگن پیدا ہو جائے اور یہ بھی عراق کے صدر صدام حسین کے نظریہ کو قبول کرتے ہوئے اسرائیل کے خلاف اتحادی بن کر اس وحشی قوم سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ولادت گاہ یعنی بیت المقدس اور بیت اللحم کو اسرائیل کے خونخوار درندہ صفت اسرائیلوں سے آزاد کروا کر اپنے صاحب معجزات نبیؑ ۔ کوڑھیوں کو شفاء بخشنے ـــ مادر زاد اندھوں کو بینائی عطا کرنے اور اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرنے اور غیب کی خبریں دینے والے رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دادِ تحسین حاصل کریں کہ اے عیسائیو تم نے اچھا کیا کہ ایک مُدّت کے بعد مجھے قتل کرنے کی سازش کرنے والوں اور میری ماں مریم پر گندے الزامات لگانے والوں سے انتقام لے لیا ـــــــــ

* * *

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وکلب اصحاب کہف

پہلے یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ آدمی کی جنس کے علاوہ کئی جانور و حیوانات اچھی نسبت کے لحاظ سے جنت میں جائیں گے جیسے کہ ابرہہ کا سفید ہاتھی جس نے حضرت عبدالمطلب کی پیشانی میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ پاک کو دیکھ سلام کیا تھا اور خانہ کعبہ کی چوکھٹ پر سجدہ ریز ہو گیا تھا اور ان تین نسبتوں کے باعث وہ ہاتھی جنت میں جائے گا ــــــــــ

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ کے تحقیقی نظریہ کے پیش نظر اب قرآن و حدیث ہی کی روشنی میں اور مستند تفاسیر کے مطابق یہ ثابت کیا جائے گا کہ اصحابِ کہف کا کتا بھی اچھی نسبت کے لحاظ جنت میں جائے گا۔

قرآن پاک میں اس قصہ کو یوں بیان کیا ہے :ــــــــــ

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ــــــــــ

کہ غار اور جنگل کے کنارے والے اصحاب ہماری عجیب و غریب نشانیوں

میں سے ہیں !

تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۴۷۶ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں :-

کانوا سبعۃ ۔ ـــــ ـــــ ـــــ کہ وہ سات اصحاب تھے جن

کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں :ـــــ

یملیخا ـ مکسلمینا ـ کشفوطط ـ یوانس ـ یونس ـ

تبیونس ـــ والسابع الراعی ـــ اور ساتویں کا نام راعی تھا ـــ

اصل اور پورا قصہ یوں ہے کہ ساتوں اصحاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے صاحب ایمان حضرات تھے ـــ

اس زمانہ میں دقیانوس بادشاہ حکمران تھا جو خود بھی بُت پرست تھا اور لوگوں کو بھی جبراً بُت پرستی پر مجبور کرتا تھا ۔ لیکن یہ ساتوں اصحاب چونکہ اولیاء اللہ تھے اس لیئے بادشاہ کے ظلم و ستم سے نجات پانے ـــ بت پرستی سے بچنے اور اپنے ایمان کی دولت کی حفاظت کیخاطر ـــــ

وَهَرَبوا لَيلاً مِنْ مُلْكِهِمْ وَمَعَهُ كَلْبٌ ۔

وہ ایک رات اپنے ملک سے اور اپنے شہر سے نکل پڑے ۔ راعی کے پاس ایک وفادار کتا تھا ، وہ بھی ان کے ساتھ ہو لیا ! ـــ اور وہ سات چونکہ اللہ کریم کے اولیاء اللہ تھے اسی لئے انہیں عجیب نشانیاں فرمایا گیا ہے ۔

سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ اگر خداوند کریم مکّہ مکرّمہ کی دو پہاڑیوں صفا اور مروہ کو شعار اللہ یعنی اللہ کی نشانیاں فرما سکتا ہے تو یہ سات اصحاب تو آدمی تھے اور اولیاء اللہ بھی تھے اگر انہیں ان کی ولایت اور فقر و درویشی کا لحاظ رکھتے ہوئے عجیب نشانیاں فرما دیا تو اسمیں حیران ہونے اور پیچ و تاب

کھانے کی کیا ضرورت ہے ۔

انہوں نے یعنی ان اللہ کے سات اولیاء کرام نے اپنے ساتھ کُتّے کو جاتے دیکھا تو اسکو مارنے اور دھتکارنے لگے کہ یہ بھونکے گا تو ہم پکڑے جائینگے۔

مگر ۔ کُتّے کو خدا نے زبان عطا کر دی ـــــــ تو

فَقَالَ لَھُمُ الْکَلْبُ مَا تُرِیْدُوْنَ مِنِّیْ وَلَا تَخْشَوْا مِنِّیْ اَنَا اُحِبُّ اَحِبَّاءَ اللّٰہِ ـــــــ

کُتّے نے ان اولیائے کرام سے کہا کہ آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں اور مجھ سے ڈریں کیونکہ میں اللہ سے محبت کرنے والوں سے محبت کرتا ہوں ـــ اور

فَنَامُوْا وَاَنَا اَحْرُسُکُمْ ـــــــ

اور ـــــــ تم سو جایا کرو گے تو میں پہرہ دیا کروں گا ـــــــ

اور اگرچہ میں کُتا ہوں ـــــ ناپاک اور نجس ہوں ـــــ مگر چونکہ آپ اولیاء اللہ ہیں اسلئے میں آپ پر نہیں بھونکوں گا ـــــ

دیکھئے حضراتِ محترم وہ کُتا ہو کر کہتا ہے کہ میں اولیاء اللہ پر نہیں بھونکوں گا۔ لیکن آج کل کے ضلالت و گمراہی کے زمانہ میں بدعقیدہ اور بدمذہب مولوی اولیاء اللہ پر کس طرح بھونکتے ہیں اور ان کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں ـ افتخار الحسن کہتا ہے کہ ایسے لوگ کُتوں سے بھی بدتر ہیں ـــ

قارئینِ کرام ـــــــ دیکھو اور قرآنِ کریم کے اس ایمان افروز قصۂ مبارک پر غور کرو کہ ایک کُتا جو ناپاک اور نجس ہے، اور نہ نمازی ہے نہ حاجی نہ لمبی لمبی تسبیح پھیرنے والا کوئی فقیر اور نہ رات کو نوافل پڑھنے والا کوئی درویش مگر پھر بھی جنّتی ہے، اسلئے کہ نسبت اچھی رکھتا تھا ـ پہلی نسبت کہ اللہ کے

ولیوں سے محبّت کرتا تھا اور دوسری اولیاء اللہ کا پہرہ دار تھا ! ——

اور پھر قرآن مجید نے اس "کُتے" کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے ——

وَكَلْبُهُم بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ؕ

کہ وہ اولیاء اللہ جب دقیانوس بادشاہ کے ظلم وستم سے بچنے اور بت پرستی کی لعنت سے دُور رہنے اور اپنے دین و ایمان کی دولت کی حفاظت کی خاطر شہر سے رات کو نکل کر پہاڑ کی ایک اندھیری غار میں جا کر چھپ گئے تو ان کا وفادار کتّا اپنے پنجے کھلار کر غار کے منہ پر بیٹھ گیا اور ان اولیاء اللہ کا پہرہ دیتا رہا — اور تین سو نو سال تک بیٹھا رہا —— قرآن پاک کے اس نورانی قصہ میں جہاں اولیاء اللہ کی شان بیان کی گئی ہے وہاں ان کے وفادار کُتّے اور بے زبان پہرے دار کی بھی بڑی تعریف کی گئی ہے ! —

کیوں —— اسلئے کہ ابولہب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی چچا ہونے کے باوجود ان کا بے ادب اور گستاخ تھا اور وہ کُتا اولیاء کرام کا وفادار اور پہرے دار تھا اور ان سے محبت کرنے والا تھا — ——

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ ایک نجس اور ناپاک کُتّا اگر اولیاء اللہ سے محبّت کر کے جنتی بن سکتا ہے تو ایک انسان کیوں نہیں —— ؟

وَاسْمُہٗ قِطْمِیْرٌ —— اسی کُتے کا نام قطمیر تھا ۔ !

آج بھی بڑے بڑے لوگ اپنی کوٹھیوں اور بنگلوں کی چوکیداری کیلئے آدمیوں کے ساتھ ساتھ کُتّے کو بھی رکھتے ہیں —

اسلئے کہ کُتّے میں وفاء و خدمت گذاری کا جذبہ ہونے کے ساتھ ساتھ دشمن اور دوست کی پہچان کا خاص وصف بھی بدرجۂ اتم موجود ہوتا ہے —

اکبر الٰہ آبادی مرحوم نے کیا خوب کہا ہے کہ :-

"میں نے ایک کُتے کو دیکھا جو اپنے مرے ہوئے مالک کی لاش پر بیٹھا رو رہا ہے تو میں نے کتے سے کہا" :— ع

کیوں لاش پہ آقا کی روتا ہے
ہوٹل کی طرف جا کہ غذا بھی ہے کوئی چیز

تو کتے نے میری طرف نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھا اور جواب دیا۔

عرض کہ —— جو تو نے کہا مجھے تسلیم ہے اے دوست
لیکن میرے نزدیک وفا بھی ہے کوئی چیز

مولٰینا اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب "امداد المشتاق" صہ۱۰۲ میں لکھا ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن جامع مسجد میں رونق افروز تھے اور اردگرد مریدوں اور عقیدت مندوں کا ہجوم تھا کہ ایک کتا مسجد کے دروازہ کے سامنے سے گزرا تو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فقر و درویشی کی نگاہ اور ولایت و ہدایت کی نظر اس کتے پر ڈالی تو اس کتے کو بستی کے کتوں کا پیر بنا دیا۔ اور پھر ساری بستی کے سارے کتے اس کتے کے ساتھ چلنے لگے اور جہاں وہ کتا بیٹھتا تھا تمام کتے حلقہ باندھ کر بڑے ہی ادب و احترام سے اس کے اردگرد بیٹھ جاتے تھے —اس لیئے کہ بستی کے سارے کتے جان گئے تھے کہ یہ کتا ہمارا پیر ہے۔

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ کتے تو اپنے پیر کو پہچانتے ہیں لیکن آجکل کے بدعقیدہ مولوی پیران پیر کو نہیں پہچانتے اور ان اولیائے اللہ کو غار کا راستہ خدا تعالیٰ نے خود بتایا تھا اور اللہ کریم نے پھر ان کی اس انداز سے حفاظت کی کہ سورج کے طلوع و غروب کے وقت ان کے دائیں اور بائیں

جانب سے گذر جاتا ہے تاکہ وہ گرمی اور سردی سے محفوظ رہیں ——

وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ -

اور جب وہ ایک طرف لیٹے لیٹے تھک جاتے تو خداوندِ کریم خود اُن کی کروٹیں

بدلتا رہتا ——

اعلیٰحضرت جناب شاہ احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں استاذی المکرم حضرت سیّد محمد نعیم الدین صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کنز الایمان میں لکھا ہے۔ کہ اصحاب کہف کے اسمائے گرامی کا تعویذ بنا کر اپنے پاس رکھا جائے تو مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوں گے ——

(۱) — سفر میں مال و جان کی حفاظت —

(۲) — قیدیوں کی رہائی —

(۳) — کہیں آگ لگی ہو تو کپڑے پر لکھکر آگ میں ڈالدیں تو آگ بجھ جائے گی -

(۴) — دریا میں کشتی غرق نہیں ہوگی -

(۵) — بھاگا ہُوا شخص واپس آجائے گا -

(۶) — مکان میں رکھا جائے تو اسمیں چوری نہیں ہوگی -

حضراتِ محترم —— دیکھو اور دل و دماغ سے بد عقیدگی کے گرد و غبار کو جھاڑ کر غور کرو اور آنکھوں سے اولیاء اللہ کے خلاف نفرت و عداوت کی پٹی اتار کر سوچو کہ —— اولیائے کرام کے اسمائے گرامی میں کتنے فیوض و برکات چھپے ہوئے ہیں اور کس کس مشکل میں اور مصیبت میں کام آتے ہیں ——

اور انہی اولیائے کرام کی برکت اور شان ولائیت کے پیش نظر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مشکوٰۃ شریف صہ ۱۸۹ — قرآن پاک کے فضائل

میں سورۂ الکہف کے متعلق فرمایا :—

مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ اَضَآءَ لَهُ النُّوْرُ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ ——— کہ

جو بھی سورۂ کہف کو جُمعہ کے دن پڑھے گا اگلے جمعتہ تک اس کے لئے نور ہی نور ہوگا جس کی نورانی چادر تنی رہتی ہے ۔

اللہ کی رحمت کی چادر — خدا کی بخشش کی چادر
نورِ ایمان کی چادر — دین و اسلام کی چادر
حق پرستی - حق گوئی اور حق بینی کی چادر —

تفسیر روح البیان جلد ۴ صـ ۲۷ عُمدۃ التحقیق صـ ۱۸۶ — حضرت علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ ابراہیم العبیدی المالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ :—

قربِ قیامت میں جب حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان سے زمین پر تشریف لائیں گے — تو

فَيَكُوْنُ حَوَارِيْهِ اَصْحَابُ الْكَهْفِ ——— تو —

یہی اصحابِ کہف یعنی اولیائے کرام ان کے حواری ہوں گے ۔

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ ان دونوں مستند روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ اصحابِ کہف یعنی وہ اولیائے کرام قیامت تک زندہ رہینگے!

اور — اِنَّ الْمَهْدِيْ اِذَا خَرَجَ يَسْتَصْحِبُ ۔

اصحاب الکہف — کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام جب ظاہر ہوں گے تو اصحابِ کہف بھی اُن کے ساتھ ہوں گے —

اب مَیں مرزائی قادیانی جھوٹے ۔ کذّاب اور مرتد انسان سے پوچھتا ہوں
کہ تو کہتا ہے کہ مَیں مہدی اور عیسٰی ہوں ـــــ تو پھر بتا کہ تیرے حواری اور
مصاحب کون ہیں ؟ ـــــ

عمدۃ التحقیق ـــــ ان النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم
سَاَلَ رَبَّہٗ اَنْ یَرَاہٗ اَصْحَابَ الْکَہْفِ ۔

کہ نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ خداوندی میں سوال کیا کہ مجھے
اصحاب کہف دکھلائے جائیں ـــــ

تو جواب آیا ـــــ
اِنَّکَ لَنْ تَرَاھُمْ فِیْ دَارِالدُّنْیَا ۔

کہ آپؐ اس دُنیا میں انہیں نہیں دیکھ سکتے ۔
ہاں البتہ ـــــ جس غار میں وہ آرام فرما رہے تھے، اپنے چار اصحابہ کرام
کو وہاں بھیج کر ان کی اطلاع پالو ـــــ چنانچہ حضرت ابوبکر صدّیق ۔
حضرت عُمر فاروق ۔ حضرت علی اور حضرت ابُوذر غفاری رضوان اللہ علیہم اجمعین
کو اس سلسلے میں تیار کیا گیا ـــــ اور ـــــ
محبُوبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر عرض کی یا اللہ پاک میرے اصحابہ کرام
کو تو اس پہاڑ کی غار تک جانے کا راستہ نہیں معلوم ـــــ

تو جواب آیا ـــــ
فَاَمُرِ الرِّیْحَ سُلَیْمَانَ ـــــ کہ حضرت سلیمان کی ہوا کو
حکم دیں کہ وہ انہیں غار تک پہنچا دے ـــــ
اُدھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوا کو حکم فرمایا ۔ تو ادھر اللہ تعالےٰ
نے ہوا سے فرمایا ـــــ

أَنْ تُطِيْعَكَ ــــــ کہ میرے محبوب علیہ السلام کی اطاعت کر اور محبوب کے اصحابہ کرام کو غار تک پہنچا دے ــــــ

تو ہوا نے اپنی دوش پر انہیں اٹھایا اور ــــــ

فَانْطَلَقَتْ اِلٰی بَابِ الْکَهْفِ ــــــ

غار کے دروازہ تک پہنچا دیا ــــــ

فَلَمَّا دَنَوْا مِنَ الْبَابِ قَلَعُوْا مِنْهُ حَجَرًا ــــــ

جب اصحابہ کرام غار کے دروازہ پر پہنچے تو انہوں نے غار کے منہ کے آگے سے اس پتھر کو ہٹایا جو دقیانوس ظالم و جابر بادشاہ نے غار کے منہ پر رکھوا دیا ہوا تھا کہ یہیں بھوکے پیاسے اور سانس گھٹنے سے مر جائیں گے مگر وہ ظالم نہیں جانتا تھا کہ اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی غم اور نہ یہ کھانے پینے کے محتاج ہیں اور نہ ہی دم گھٹنے کے وہ مرنے کی فکر سے بھی آزاد ہیں۔ کیونکہ ان کا نگہبان اللہ خود ہوتا ہے اور ان کی حفاظت بھی خود کرتا ہے ــ

امداد المشتاق ص۱۱۳ ــــــ مولینا اشرف علی تھانوی ــ

"فقیر مرتا نہیں بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہوتا ہے"۔

فَقَامَ الْکَلْبُ يَنْبَحُ عَلَيْهِمْ ــــــ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیکھ کر کتا کھڑا ہو گیا اور بھونکنے لگا ــــــ

ایک چوکیدار یا کسی پہرہ دار کو یہ پورا حق حاصل ہے کہ رات کو کسی مشکوک اور اجنبی آدمی کو دیکھکر شور مچائے اور اس آدمی سے پوچھے کہ وہ کون ہے؟ کہاں سے آیا ہے اور کس کے پاس جانا ہے اور رات کو ادھر ادھر کیوں پھر رہا ہے! اگر کوئی چوکیدار کو معقول جواب دے دے تو بہتر ورنہ پولیس کے حوالے ــــ

یہ اصحابہ کرامؓ اس پہرے دار کُتّے کے لئے اجنبی تھے اس لئے وہ بھونکا اور جب کُتے کو پتہ چلا کہ یہ تو آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتّی اور صحابہؓ کرام ہیں تو اُس نے گردن جھکا دی اور دم ہلا ہلا کر عقیدت کا اظہار کرنے لگا۔ اور پھر کُتّے نے اشارہ کیا کہ غار کے اندر چلے جاؤ تو پھر اصحابِ رسولؐ غار کے اندر چلے گئے ــــــــــــ

فَقَالُوْا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ ــــ انہیں سلام کہی۔!
فَقَامُوْا ــ اصحاب کہف نے بھی تعظیم کی اور کھڑے ہو گئے۔
وَقَالُوْا وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَعَلٰی مُحَمَّدٍ ۔

اور کہا تم پر اور حضرت محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارا بھی سلام ہو۔
ثُمَّ جَلَسُوْا وَیَتَحَدَّثُوْنَ ــــ پھر بیٹھ گئے اور آپس میں باتیں کرنے لگے ــ

فَاٰمَنُوْا بِمُحَمَّدٍ وَتَقَبَّلُوْا دِیْنَهُمْ ــــ

پھر وہ اصحاب کہف یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام کی اُمّت کے اولیاء کرام ، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے اور آپؐ کے دین کو قبول کر لیا ــــــــــــ

ثُمَّ قَالُوْا اَبْلِغُوْا مِنَّا السَّلَامَ عَلٰی مُحَمَّدٍ ــــ

پھر کہنے لگے کہ ہمارا سلام بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دینا ــــــــــــ

اب آخر میں اولیائے کرام کے وفادار اور پہرہ دار کُتّے کو جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے **اچھی نسبت** کے باعث جو انعام ملا وہ یہ ہے ــ کہ وہ کتّا

جس کا نام قرآن پاک میں قطمیر ہے ـــــ فَاِذَا صَارَ عَلٰی بَابِ الْجَنَّةِ فَمَنَعَهُ رِضْوَانُ الْجَنَّةِ ـــــ

اور جب وہ کتا جنت کے دروازہ تک ان اولیائے کرام کے ساتھ پہنچے گا تو جنت کا دربان اسے روک لے گا ـــــ

فَيَخْرُجُ النِّدَاءُ دَعْهُ يَدْخُلُ مَعَهُمْ وَيَجْعَلُ اللّٰهُ لَهُ رَوْضَةً فِي الْجَنَّةِ ـــــ

تو ہاتفِ غیبی سے یعنی اللہ کریم کی طرف سے آواز آئیگی کہ اس کتے کو اصحابِ کہف یعنی اولیائے کرام کے ساتھ جنت میں جانے دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کتے کے لئے جنت میں ایک خوبصورت اور ہمیشہ مہکنے والا ایک باغ تیار کر رکھا ہے۔

عرض کی گئی یا اللہ ـــــ کتا ـــــ نہ نمازی ـــــ نہ حاجی ـــــ نہ کوئی نیکی نہ کوئی اچھا عمل ـــــ نجس اور ناپاک پھر اس کے لئے جنت میں باغ ؟

جواب آیا ـــــ ہاں ـــــ اسلیئے کہ اسے نہ دیکھئے، اس کی نسبت دیکھئے ! ـــــ

اس مسلمہ حقیقت کے پیش نظر صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی سچ کہتا ہے کہ :ـــ

نسبت اچھی ہو تو جنت کا ملنا مشکل نہیں ہے !

دنیا کے تمام مشروبات مشرقی ہوں یا مغربی یعنی کوکا کولا سے لیکر پیپسی کولا سیون اپ ـ جام شیریں ـ روح افزاء اور حافظ شفاخانہ کا شربت مفرح، ان کے لئے حکم یہ ہے کہ بیٹھ کر پیئے جائیں یہانتک کہ عام پانی بھی ـــــ

لیکن آبِ زمزم کے لئے حکم یہ ہے کہ اسے کھڑا ہو کر اور قبلہ کی

طرف منہ کر کے پینا چاہیئے حالانکہ سب مشروبات ایک ہی جیسے ہوتے ہیں لیکن آب زمزم کے لیئے یہ انوکھا اور نرالہ حکم کیوں ہے۔؟ اسلیئے کہ اس کی نسبّت حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاؤں مبارک سے ہے کہ جب بچپن میں اسماعیلؑ اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ کو مکّہ مکرّمہ کے صحراء بے آب وگیاہ ریگستان اور صفا و مروہ کی پہاڑیوں کے دامن میں ابراہیم علیہ السلام اکیلے چھوڑ کر چلے گئے تھے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے شدّت پیاس میں تڑپتے ہوئے اپنی ایڑیاں پتھر پر رگڑیں تو نیچے سے آب زمزم کا چشمہ نکل آیا تھا ـــــــــــ

بس اسی نسبت کے لحاظ سے آب زمزم کو کھڑے ہو کر اور قبلہ کی طرف منہ کر کے پینے کا حکم ہے۔

سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ:۔

نسبت اچھی ہو تو اس کا حکم بھی بدل جاتا ہے!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وذئب یعقوب علیہ السلام

یعنی ——— حضرت یعقوب علیہ السلام کا بھیڑیا بھی اچھی نسبت کے باعث جنت میں جائے گا ——— اور اس بھیڑئیے کا ذکر بھی قرآن مجید میں ایمان افروز اور دلکش انداز میں موجود ہے ——— جس کی تفصیل اور تفسیر کچھ اسطرح ہے ——— کہ

حضرت یوسف علیہ السلام کو سنہری خواب میں چاند۔ سورج اور ستاروں نے سجدہ کیا جب ان کا پتہ اس کے بھائیوں کو لگا تو وہ نفرت و عداوت کی آگ میں جل اُٹھے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے خلاف حسد و بغض کا ایک طوفان کھڑا ہو گیا ——— اور حضرت یوسف علیہ السلام کو قتل کرنے کا منصوبہ بنا کر منت و سماجت کر کے اور کئی طرح کے حیلوں بہانوں سے حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی حفاظت کا یقین دلا کر سیر کرانے کے بہانے کندھوں پر اٹھا کر جنگل میں لے گئے پھر ظلم و ستم پر اُتر آئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ مگر یہودا کے سمجھانے پر حضرت یوسف علیہ السلام کو اندھیرے کنوئیں میں پھینک کر

ایک بکری ذبحہ کر کے اس کے خون میں حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض مبارک ڈبو کر اور رنگین کر کے عشاء کے وقت روتے پیٹتے باپ کے پاس آ گئے ۔ میری مشہور زمانہ کتاب ” ماہ کنعان “ میں پوری تفسیر کے ساتھ یہ ذکر موجود ہے ، یہاں مختصر طور پر یہ بتانا مقصود ہے کہ جنگل کا ایک خونخوار درندہ کونسی اچھی نسبت کے باعث جنتی بن گیا ــــــــ

بیٹے قریب آئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام کو جب اپنا محبوب بیٹا ــ نور نظر بیٹا ــ لخت جگر ــ دل کا قرار اور ضعیفی کا سہارا بیٹا یوسف علیہ السلام نظر نہ آیا تو پوچھا ــــــــ

اینے یوسف ــ کہ میرا بیٹا یوسف کہاں ہے ؟

مولوی غلام رسول مرحوم اپنے الفاظ میں یوں لکھتے ہیں کہ ــــــــ

ع یوسفؑ کتھے دسدے نائیں میرا نور خزانہ
دچہ تساں او شمع نہ دسدی دل جس دا پروانہ

تو ــ بیٹوں نے اپنے والد کے کئی سوالوں کا ایک ہی جواب دیا ــ

فَاَکَلَہُ الذِّئْبُ ــــــــ

کہ ــ اسے بھیڑیا کھا گیا ہے ــــــــ (القرآن)

بیٹوں نے کہا کہ ہمارے پاس یوسفؑ کی قمیض خون میں ڈوبی ہوئی ہمارے پاس موجود ہے ! ــــــــ

فَقَالَ اَیْنَ الْقَمِیْصُ ۔

فرمایا ــ وہ قمیض کہاں ہے ۔ ؟

بیٹوں نے وہ پیش کر دی ــــــــ

حضرت یعقوب علیہ السلام نے وہ خون آلود قمیض پکڑ کر اپنے چہرے پر رکھی اور رو دیئے یہاں تک کر ان کا چہرہ مبارک قمیض پر لگے خون سے رنگین ہو گیا۔ اور وہ بول اُٹھے ــــ

کہ اللہ کی قسم ہے میں نے آج سے پہلے کوئی ایسا رحیم بھیڑیا نہیں دیکھا کہ جس نے میرے بیٹے یوسف کو کھا لیا مگر قمیض نہیں پھاڑی ــــ

ان درد بھرے الفاظ کو جناب دائم اقبال صاحب مرحوم نے اسطرح بیان کیا ہے ــــــ کہ ؎

ہتھ پکڑ قمیض رنگ دار خونی نبیؑ سچ دا قول پکاردا اے
خون اپنا خون پچھان لیندا ایہہ خون نئیں یوسفؑ دلدار دا ایے
اوہ گرگ دی کیڈا رحیم ہیسی جامہ نال پیار اتاردا اے
کھا گیا یوسفؑ سر پیر تائیں اے پر کُڑتے نوں دند نہ ماردا اے
جیہڑے بدن نوں لوے بچا کُڑتہ ایہہ کم نئیں گرگ خونخوار دا اے
مینوں مکر سازی نظر آوندی اے نئے فریب کسے فریب کار دا اے

قَالُوْا يَا اَبَانَا اِنَّا نَاْتِيْ بِذٰلِكَ الذِّئْبِ۔

بیٹوں نے جواب دیا ــــ ابا جان ہم اس بھیڑیئے کو پکڑ کر لے آتے ہیں ــــ

قال نعم ــــ فرمایا۔ ہاں! وہ بھیڑیا پکڑ کر ضرور لاؤ ــــ اور بیٹے جنگل سے ایک بوڑھا سا بھیڑیا پکڑ لائے ــــ اور اس کے دانت توڑ ڈالے تاکہ باپ کو یقین ہو جائے کہ اس بھیڑیئے نے ضرور میرے یوسفؑ کو کھایا ہو گا ــــ!

حضرت یعقوب علیہ السلام اور بھیڑئیے کی گفتگو ۔ تفسیر کنز الایمان ۔
نزہت المجالس جلد ا صـ ۱۵۱ ۔ علامہ عبدالرحمٰن صفوری ؒ ۔ احسن القصص صـ ۴۹
امام غزالی ؒ ۔ تفسیر مظہری جلد ۵ صـ ۱۴۲ ۔

بیٹوں نے جب زنجیروں سے باندھکر بھیڑئیے کو باپ کے سامنے پیش کیا تو
تو باپ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا ۔

یَا اَیُّهَا الذِّئْبُ بِئْسَمَا فَعَلْتَ حَیْثُ اَکَلْتَ وَجْهًا کَالْبَدْرِ
الْمُنِیْرِ ــــــ کہ

اے بھیڑئیے تو نے میرے چودھویں رات جیسے چہرہ والے یوسف ؑ کو
کھا بہت بُرا کیا ــــ

مَا رَحِمْتَ عَلٰی ذٰلِكَ الصَّغِیْرِ ۔

تجھے اس معصوم بچّے پر رحم نہ آیا ؟ ــــ

وَمَا اَشْفَقْتَ عَلَی الشَّیْخِ الْكَبِیْرِ ــــ

اور تجھے میرے بڑھاپے کا بھی خیال نہ آیا ؟

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس بھیڑئیے
کو قوّتِ گویائی عطا ہو گئی !

قَالَ اَکَلْتَ اَنْتَ یُوْسُفَ ۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھیڑئیے سے کہا ــ کیا تُو نے میرے
بیٹے یوسف کو کھایا ہے ؟

قَالَ لَا ۔

بھیڑئیے نے جواب دیا ــــ نہیں ، یعنی مَیں نے نہیں کھایا !

قَالَ فَاخْبَرنِی اولادی ـــــ

فرمایا میری اولاد نے مجھے خبر دی ہے !

قَالَ ـــــ لَا ـ بھیڑیئے نے پھر زبان کھولی اور جواب دیا ۔ نہیں آپ کی اولاد جھوٹ بولتی ہے ۔ !

قَالَ ـ وَلِمَ قَالَ ـــــ

فرمایا تیرے نہ کھانے کی دلیل ؟

بھیڑیئے نے جواب دیا کہ بھیڑیئے کا کلام کرنا کرامت ہے ـــــ اور کسی درندے کا کسی انسان کے بچے کے بدن کو کھانا ظلم اور گناہ ہے اور ظالم اور گنہگار سے کرامت ظاہر نہیں ہوتی ۔ ـــــ

اور اگر میں نے یوسف کھایا ہوتا تو میں کلام نہ کرتا اور مجھ سے یہ کرامت ظاہر نہ ہوتی ! ـــــ

وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ لُحُوْمُ الْاَنْبِیَاءِ حَرَامٌ عَلَیْنَا ۔

اور بھیڑیئے نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو سلام کہی اور پھر حتمی جواب دیا کہ ہم پر انبیاء کے بدن مبارک کو کھانا حرام ہے !

حضرت یعقوب علیہ السلام نے پھر پوچھا !

مِنْ اَیْنَ اَنْتَ !

کہ تو کہاں سے آیا ہے ـــ یا تو کہاں رہتا ہے ؟

بھیڑیئے نے جواب دیا کہ میں مصر سے آ رہا ہوں اور سرزمین شام جا رہا ہوں ! ـــ

اُطْلُبُ اَخَانِی بِاَرْضِ الشَّامِ ـ اپنے بھائی کی تلاش میں ـ !

اور مجھے سترہ دن ہو گئے ہیں بھائی کی رہائی کے لئے سفر کر رہا ہوں اور اتنے دنوں سے میں نے کچھ نہیں کھایا ۔! ــــ

حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھیڑیئے سے پھر پوچھا ؟ ــ

اے بھیڑیئے تجھ کو میرے بیٹے یوسف ؑ کی خبر ہے ؟ ــ

جواب دیا ــــــ ہاں !

قَالَ اَخْبِرْنِی بِہٖ ــــ کہ مجھے اس کی خبر دے ۔

قَالَ ۔ النَّمَامُ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ ۔

جواب دیا کہ چغلخور جنت میں داخل نہیں ہوگا ۔!

اور مجھے بھیڑیوں نے خبر دی ہے کہ وہاں کے بادشاہ نے میرے بھائی کو پکڑ لیا ہے اور کل اسے ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہے !۔

قَالَ ۔ اَنَا اَشْفَعُ فِی اَخِیْکَ عِنْدَ الْمَلِكِ ۔

فرمایا کہ میں تیرے بھائی کی رہائی کے لئے وہاں کے بادشاہ سے سفارش کروں گا ! ــ

قَالَ ۔ اَنَا اَسْاَلُ رَبَّكَ اَنْ یَجْمَعَ بَیْنَكَ وَبَیْنَ یُوْسُفَ ۔

بھیڑیئے نے عرض کی کہ میں بھی ربّ سے سوال کروں گا کہ آپ کا اور آپ کے بیٹے یوسف ؑ کا ملاپ ہو جائے ۔ !

اور اللہ تعالیٰ کی قسم ــــــ مَا رَاَیْتُ وَجْهَ اِبْنِكَ قَطُّ ۔

میں نے آجتک آپ کے بیٹے کی صورت پاک نہیں دیکھی ــــ

قارئین کرام ! ــــ صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ ــــ بھیڑیئے نے تین جواب دیئے اور تینوں ہی حقائق پر مبنی ہیں ــــــ

پہلا :—— لُحُوْمُ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْنَا حَرَامٌ۔
کہ ہم پر انبیاءِ کرام علیہم السلام کا بدن مبارک کھانا حرام ہے!
مولوی غلام رسول مرحوم نے پنجابی کا رنگ دے کر اسے اور بھی رنگین بنا دیا ہے کہ

ع۔ آتش، آب، درندیاں ہر شے مُڈھوں حکم ربانا
پیغمبراں دا بدن مبارک روا نئیں اساں کھانا

حضرات گرامی —— غور کرو تو مولوی غلام رسول نے بھیڑیئے کی خوب ترجمانی کی ہے کیونکہ اگر آگ پر کسی نبی کے بدن مبارک کو جلانا جائز و حلال ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نمرود کی آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے خوبصورت اور گل داؤدی کے پھولوں کی گلزار نہ بن جاتے! —— اور اگر پانی پر کسی نبی کے بدن مبارک کو ڈبونا حلال ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بچپن میں ہی دریائے نیل کی طوفانی لہروں سے نکل کر فرعون کے شاہی محلات میں نہ پہنچ جاتے!

اور اگر جنگل کے درندوں پر کسی نبی کے بدن مبارک کو کھانا درست اور جائز ہوتا تو حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے تخت و تاج کے وارث نہ بنتے!
اور آتش —— آب اور درندے تو رہے ایک طرف انبیاءِ کرام تو جس مٹی میں دفن ہوں وہ مٹی انہیں نہیں کھاتی جیسا کہ سیدّ المرسلین علیہ السلام نے فرمایا:—
مشکوٰت شریف ص —— اِنَّ اللّٰہَ تعالیٰ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ ——

کہ اللہ کریم نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسم مبارک کو کھائے ہر نبی اپنی قبر شریف میں زندہ ہے اور اسے رزق بھی دیا جاتا ہے!
دوسرا :—— میں اپنے بھائی کی رہائی کے لیئے مصر سے شام جا رہا ہوں۔

قارئین کرام ! ——— جنگل کے ایک خونخوار بھیڑیئے کے یہ کہنے میں اور ان الفاظ میں کتنا درد اور کتنا سوز ہے کہ میں اپنے بھائی کی رہائی کے لئے، مصر سے شام جا رہا ہوں اور ان سترہ دنوں کے سفر کے دوران کچھ بھی نہیں کھایا ہے۔

دیکھو ——— کہ ایک درندہ بھیڑیا اپنی نسل کے دوسرے بھیڑیئے کو بھائی کہہ رہا ہے لیکن یہ کتنے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ جنگل کے درندے تو آپس میں بھائی بھائی ہیں مگر جنہیں قرآن و حدیث نے بھائی بھائی کہا ہے۔ یعنی

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ ——— یہ ایک دوسرے کے دشمن اور جنگل کے درندے یعنی خونخوار بھیڑیئے بن چکے ہیں ——— ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی پر گولیاں برسا رہا ہے کسی کے سینے میں خنجر پیوست کیا جا رہا ہے ـــ کسی کے مکان کو آگ لگائی جا رہی ہے اور کسی مسلمان کے معصوم بچوں کو زندہ جلایا جا رہا ہے ـــ

کیا سعودی عرب کی حکومت اور عراق کی حکومت آپس میں مسلمان نہیں ہیں اور کیا شاہ فہد اور صدر صدام حسین اسلام کے رشتہ میں منسلک نہیں ہیں اور ایک دوسرے کیلئے مسلمان نہیں ہیں ؟ ———

ہیں ——— اور ہیں ——— لیکن دونوں کے دل پتھر ہو چکے ہیں۔ اور سینے سیاہ ہو چکے ہیں ـــ محبت و الفت کی چادر تار تار ہو چکی ہے اور نفرت و عداوت کی آگ بھڑک اٹھی ہے ۔

ایک دوسرے کا خون خرابہ ـــ قتل و غارت ـــ فضائی حملے اور ٹینکوں سے گولے برسائے جا رہے ہیں ——— فرق صرف اتنا ہے کہ صدر صدام کو اللہ و رسول پر بھروسہ ہے اور شاہ فہد کو امریکہ، برطانیہ

فرانس اور اسرائیل کا سہارا ہے ۔

صدر صدام حسین نے اپنی مدد کے لئے خُدا و رسُول کو پکارا ہے اور فہد نے امریکہ کو آواز دی اور اب اس کے نتیجہ میں دو اسلامی عرب ممالک تباہی اور بربادی کے دہانے پر پہنچ چکے ہیں ـــــــ

اللہ کرے ہمارے وزیر اعظم کا **امن مشن** کامیاب ہو جائے تاکہ دونوں مسلمان ریاستیں جنگ بندی کر کے امن و سکون کی زندگی بسر کر سکیں ـــــــ اسرائیل، بیت المقدس اور فلسطین کے مقبوضہ علاقے خالی کر دے اور امریکہ اپنی فوجیں واپس لیجائے اور شاہ فہد اور صدر صدام حسین اور دوسری مسلمان ریاستیں یعنی شارجہ ـ کویت ـ بحرین ـ مسقط ـ ابوظہبی ـ لیبیا ـ مصر شام اور اردن کے حکمران اکٹھے بیٹھ کر ایک دوسرے کو اپنا بھائی سمجھ کر اور اسلام کے رشتہ میں منسلک جان کر کوئی فیصلہ کر لیں کہ جھگڑا کس بات کا ہے اور اس تصادم کا حل کیا ہے ۔

حضرات گرامی ـــــــ صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ چونکہ جنگل کے اس بھیڑیئے نے حق اور سچ بیان کرنے کے ساتھ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا مکر و فریب اور ان کے جھوٹے خون کی نشاندھی کرنے کے ساتھ حضرت یعقوب علیہ السلام کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ آپکا فرزند یوسفؑ زندہ ہے اور بھیڑیئے نے حضرت یعقوبؑ کو سلام کرتے ہوئے کہا تھا السلام علیک یا نبی اللہ تو مذکورہ بالا کئی نسبتوں کے باعث اس بھیڑیئے کو جنت کا مستحق بنا دیا گیا ۔

امام غزالیؒ ـ علامہ صفوریؒ اور افتخار الحسن سچ کہتے ہیں کہ ـــــــ

نسبت اچھی ہو تو جنت کا ملنا کوئی مشکل نہیں !

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

وحوتِ یونس علیہ السلام

جنابِ امام غزالیؒ اور علامہ صفوریؒ رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک اور ان دونوں متبحر علمائے کرام کی تحقیق کے مطابق حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی بھی اچھی نسبت کے سبب جنت میں جائے گی اور یاد رہے کہ اس مچھلی کا ذکر بھی اللہ کریم نے کئی بار کیا ہے اور قرآن مجید اور فرقانِ حمید میں فرمایا ہے !

مثلاً ـــ پارہ ۲۳ ـــ سورۃ الصّٰفّٰت ـــ آیت ۱۳۹-۱۴۰ اور آگے

وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ـ اِذْ اَبَقَ اِلَی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ـ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ ـ

ترجمہ اعلیحضرت ـــ بیشک یونسؑ پیغمبروں میں سے ہیں ـــ جبکہ بھری کشتی کی طرف نکل گیا ! ـ تو قرعہ ڈالا تو ڈھکیلے ہوؤں میں سے ہوا ! ـ

فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِیْمٌ

پھر اسے مچھلی نے نگل لیا اور وہ اپنے آپ کو ملامت کرتا تھا !

تفسیر کبیر ـ جلد ۵ صـ ۲۹ ـ تفسیر روح البیان جلد ۳ صـ ۳۱۹ ـــ

ترجمہ اعلیحضرت صـ ۳۱۶ ـــ تفسیر خزائن العرفان ـــ صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ

موصل شہر کے قریب ایک بستی کا نام تھا نینوا۔ لوگوں کی آبادی ایک لاکھ سے کچھ زیادہ ہوگی

وَاَرْسَلْنٰہُ اِلٰی مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ ۔

وہ لوگ بتوں کی پرستش کرنے کے ساتھ ساتھ ہر قسم کی گمراہی وضلالت میں بری طرح لتھڑے ہوئے تھے، کفر وشرک کے اندھیروں میں گم تھے۔ اور جب ان لوگوں کی بت پرستی حد سے بڑھ گئی اور ان کی عیاشیوں اور فحاشیوں کی انتہا ہوگئی اور ان کے کفر وشرک کے اندھیرے اور زیادہ گہرے ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو انہیں کفر وشرک کے اندھیروں سے نکال کر توحید اور اسلام کی روشنی کی طرف لانے اور ان کی بت پرستی کے جال کو توڑنے اور ایک خدا تعالیٰ کی عبادت کا درس دینے اور انہیں عیاشی وفحاشی اور ضلالت وگمراہی کی ظلمتوں سے نکال کر نیکی وشرافت اور رشد وہدائت کے نور کی طرف لانے کے لئے بھیجا

حضرت یونس علیہ السلام نے ان لوگوں کو دن رات توحید واسلام کی دعوت دی

دَعَاھُمْ اِلَی التَّوْحِیْدِ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً

اور انہیں چالیس سال تک توحید واسلام کی دعوت ، نیکی وشرافت ، کا درس اور حق وشرافت کا پیغام دیتے رہے ۔ اور کفر وشرک کی دیواروں کو پاش پاش کرتے۔ ایمان کی چار دیواری میں پناہ گزیں ہوجانے پر زور دیتے رہے مگر ان لوگوں نے حضرت یونس علیہ السلام کی کسی بھی بات پر کوئی توجہ نہ دی اور آپکی تکذیب ہی کرتے رہے اور آپ کی تبلیغ کو رد کرتے رہے ۔

آخر کار حضرت یونس علیہ السلام نے تنگ آکر انہیں اللہ کے دردناک عذاب کی علامات بھی بتا دیں ـــــ کہ

پہلے سیاہ بادل چھا جائیں گے اور پھر کالا دھواں چھا جائے گا ـــــ اور پھر تم دردناک عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے ۔

ان بُت پرستوں اور دن رات عیاشی و فحاشی کی لعنت میں گرفتار لوگوں میں سے چند ایک نے کہا کہ یونس ؑ کی کوئی بات غلط نہیں ہوتی ۔ یہ بھی بات ضرور صبح ثابت ہوگی ۔ صبح دیکھیں گے ۔ انہوں نے کہا ، اگر وہ شہر میں موجود ہوئے تو عذاب نہیں آئے گا اور اگر حضرت یونس ؑ شہر سے نکل گئے تو عذاب ضرور آئے گا ۔

جب صبح ہوئی تو انہوں حضرت یونس علیہ السلام کو غائب پایا ـــــ پھر انہیں خوب اچھی طرح انہیں تلاش کیا مگر وہ نہ ملے ۔

بات یہ ہوئی کہ حضرت یونس علیہ السلام اپنی گمراہ قوم کو خدا کے عذاب اور اس کی علامتیں بتانے کے بعد عذاب الٰہی کا انتظار کرتے رہے اور جب عذاب الٰہی کی علامت ظاہر نہ ہوئی تو وہ ایک رات شہر نینوا سے نکل کر بحر قلزم کو عبور کرنے کیلئے ایک کشتی پر سوار ہو گئے ـــــ

مگر جونہی کشتی دریا کے درمیان میں گئی تو چلنے سے رک گئی

ملاحوں نے اپنے طور پر بڑی کوشش کی مگر کشتی آگے نہ چلی ۔ تو ملاحوں نے کہا کہ آج اس کشتی میں کسی آقا کا غلام جو کہ مالک کی اجازت کے بغیر اس کشتی میں سوار ہو گیا ہے اور ایسی صورت میں ہماری کشتی نہیں چلا کرتی ـــــ

چونکہ ایسے غلام کا بھی ظاہری طور پر پتہ کرنا مشکل تھا اسلئے ملاحوں نے تین بار قرعہ اندازی کی تو تینوں بار حضرت یونس علیہ السلام کا نام ہی نکلا ـــــ

اس بات میں اختلاف ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے عوام کی دزدیدہ نگاہوں سے بچنے کے لئے بحرِ قلزم میں خود چھلانگ لگا دی یا ملاحوں نے انہیں غرق کرنے کی غرض سے دریا میں پھینک دیا۔!

اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کنزالایمان میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت یونس علیہ السلام نے اقرار کیا کہ وہ اپنے آقا سے بھاگا ہُوا غلام ہے تو انہیں دریا میں ڈال دیا گیا، کیونکہ اس زمانہ کا یہی دستور تھا کہ ایسے بھاگے ہوئے انسان کو کشتی چلانے کے لئے دریا میں غرق کر دیا جاتا تھا۔

قارئین کرام! ——— اب ذرا حضرت یونس علیہ السلام کے اعجازِ نبوّت اور اللہ کریم کی قدرت کا تماشا دیکھو کہ یمن کے کسی دریا کی مچھلی کو حکم ہُوا کہ فوراً اور ایک آن واحد میں بحرِ قلزم میں جا کر میرے پیارے اور مخلص پیغمبر کو اپنے منہ میں نگل لو ——— اور اپنے پیٹ میں اسے محفوظ رکھو۔

اور ہاں ——— یاد رکھنا۔

اِنِّی لَمْ اَجْعَلْهُ لَكَ رِزْقًا وَّلٰكِنْ جَعَلْتُ بَطْنَكَ لَهٗ دِعَاءً

کہ میں نے حضرت یونس علیہ السلام کو تیرے لئے خوراک نہیں بنایا۔ لیکن تیرے پیٹ کو ان کے لئے پناہ گاہ بنا دیا ہے۔

فَلَا تَكْسِرِیْ مِنْهُ عَظْمًا ۔ وَلَا تَقْطَعِیْ مِنْهُ وَصْلًا ۔

اور میرے پیغمبر علیہ السلام کی ہڈی اور کوئی نار تک نہ کٹنے پائے۔

اور پھر اسطرح حضرت یونس علیہ السلام چالیس۴۰ روز تک مچھلی کے پیٹ میں رہے۔

و آں ماہی ہفت دریا را بگذشت!

اور پھر وہ مچھلی ساتوں دریاؤں میں پھرتی اور تیرتی رہی۔ اور اللہ کریم نے مچھلی

کو ایک صاف و شفاف آئینہ بنا دیا تاکہ حضرت یونس علیہ السلام دریاؤں کے عجیب و غریب نظاروں سے لطف اندوز ہو سکیں ——

اور اگر حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں دن رات اللہ کا ذکر پاک خدا کی حمد و ثنا اور صبح و شام باری تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل نہ کرتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے۔ تسبیح کے کلمات طیبات یہ تھے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

اور پھر قرآن پاک میں اللہ کریم نے حضرت یونس علیہ السلام کو ذَا النُّوْن بھی فرمایا ہے یعنی مچھلی والا! اور پھر خداوند قدوس نے اس مچھلی کی قسم بھی کھائی۔

ن —— والقلم

قسم ہے مجھے مچھلی کی! ——

تفسیر کبیر جلد ۸ ص ۱۸۳ —— النون ھو السمکۃ ومنہ ذکر یونس مثلاً —— وَذَا النُّوْنِ!

کہ مچھلی سے وہ مچھلی مراد ہے جس سے حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر وابستہ ہے!

وَاِنَّہٗ قَسَمُ اللّٰہِ بِالْحُوْتِ الَّذِیْ اَحْتَبَسَ یُوْنُسَ فِیْ بَطْنِہٖ۔

اور اللہ تعالیٰ نے اس مچھلی کی قسم کھائی ہے جس نے اپنے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام کو رکھا اور پھر کمال اور اس مچھلی کی عظمت ملاحظ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس انعام کے بدلہ مچھلی کو بغیر ذبحہ کئے حلال قرار دے دیا!——

تفسیر روح البیان جلد ۴ ص ۴۲۸ —— فاکرم اللہ ذلک الحُوْتَ بِاَنْ اَقْسَمَ بِہٖ وَاَحَلَّ جِنْسَہٗ مِنْ غَیْرِ ذکَاۃٍ

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

کی والدہ ماجدہ کو نعوذ باللہ کافرہ اور جہنمی کہنے والے بے ادب و گستاخ لوگو! جس مچھلی کے پیٹ میں اللہ کا ایک پیغمبر حضرت یونس علیہ السلام چالیس دن رہیں وہ مچھلی تو قیامت تک کے لیئے چھری کے عذاب سے محفوظ رہے اور جس بطن مادر مبارک میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نو مہینے تک رہیں وہ ماں جہنم کی آگ سے کیوں محفوظ نہیں رہ سکتی ——

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۳۰ ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں آپ سے تین سوالات ایسے کرنا چاہتا ہوں جن کے جوابات نبی کے سوائے اور کوئی بھی آدمی نہیں جانتا —— کہ

۱ :۔ قیامت کی پہلی نشانی کونسی ہے ؟ —— اور

۲ :۔ وَمَا اَوَّلُ طَعَامِ اَهْلِ الْجَنَّةِ —— اور

۳ :۔ کبھی کوئی بچہ باپ پر ہوتا ہے اور کوئی ماں پر —— ؟

قَالَ فَاَخْبَرَنِیْ بِهِنَّ جِبْرَئِیْلُ اٰنِفًا ——

مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی وقت مجھے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خبر دی ہے ۔

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ اسلیئے نہیں کہ نبی پاک صل اللہ علیہ وسلم کو جواب آتے نہیں تھے بلکہ اسلیئے کہ اگر کوئی سوال کرے تو جواب خدا تعالیٰ یا حضرت جبرئیل علیہ السلام دیں گے ——

قارئین کرام ! —— کتاب کے موضوع کے اعتبار سے کہ —— " نسبت اچھی ہو تو جنت کا ملنا مشکل نہیں ! —— اور پھر ابو الحامد

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ اور علامہ صفوری رحمتہ اللہ علیہ کے اقوال کے پیشِ نظر جو آدمیوں کی جنس کے علاوہ اللہ کی مخلوق جنّت میں جائے گی، ان میں حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی بھی شامل ہو گی ــــــ اسلئے میں نے حضرت یونس علیہ السلام اور مچھلی کے واقعات کو قرآن و حدیث کی روشنی میں ذرا، تفصیل سے بیان کرنے کے ساتھ خداتعالیٰ کی کرشمہ سازیاں بیان کردی ہیں۔ یعنی مچھلی کو حکم ہوتا کہ میرے برگزیدہ پیغمبر حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں نگل لے ــــ مگر اس کی ہڈی اور پسلی نہ ٹوٹنے پائے ۔ اور میں نے اسے تیرے لیئے خوراک نہیں بنایا بلکہ آبگینہ بنایا ہے تاکہ میرا یونس علیہ السلام سات سمندروں کے عجائبات اور میری پانی کی مخلوق کا نظارہ کر سکے!ــــ

حضرات گرامی ــــــ ادھر حضرت یونس علیہ السلام نے کشتی میں سے بحرِ قلزم میں چھلانگ لگادی اور ادھر آپ کی قوم نے اللہ کی طرف سے نازل ہونے والے عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے کیا کیا؟ ــــــ

اب اس کی تفصیل سُنیئے ــــــ کہ خداوند تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور کسطرح نافرمان۔ عیاش اور بُت پرست قوم کو بخش دیا ــــ معاف کر دیا۔ اور جہنمی لوگوں کو جنتی بنا دیا ــــــــــ

درویش لاہوری علامہ اقبالؒ نے سچ کہا ہے ! ع

موتی سمجھ کر شانِ کریمی نے چُن لئے
قطرے جو تھے میرے عرقِ انفعال کے

اور سیّد وارث شاہ مرحوم بھی اس شعر میں کتنا ذوق اور لطف پیدا کرتے ہیں ــــــ کہ

ع لکھاں رین پہاڑ زمین اندر پر رُتبہ کسے دا نئیں کوہ طور جیہا
وارث شاہ جیہا گنہگار کوئی نئیں تے بخشنہار نئیں ربّ غفور جیہا

اور مراد شاہ وارثی نے بھی خُدا کی رحمت کا اظہار کرتے ہوئے خوب کہا ہے کہ ع

اے میرے مولا میں تیرے پرستاروں میں ہوں
تجھ سے اک دن پھول لوں گا اسلئے خاروں میں ہوں
عرض کی میں نے کہ مولا میں گناہ گاروں میں ہوں
بول اٹھی رحمت نہ گبھرایئں مددگاروں میں ہوں

آخر میں صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن عرض کرتا ہے۔ ع

رحمت ربّ دی جوش پئی ماردی اے
اج کون ایڈا گناہ گار آیا
رولا پے گیا حشر میدان اندر
اوہ افتخار آیا اوہ افتخار آیا

پارہ ۔ ۱۱۔ سورۃ یونس ہے۔ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ الْعَذَابَ الْخِزْیِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۔

اور پھر جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے اُن پر سے ذِلّت اور رسوائی والا عذاب اُٹھا لیا ۔

حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی نافرمان اور بُت پرست قوم سے یہ کہا تھا کہ اگر تم نے میری پیش کردہ دعوت و ہدایت کو قبول نہ کیا تو چالیس دن کے اندر اندر توحید اور حق پرستی قبول نہ کرنے کیصورت میں ذلت اور رسوائی والا عذاب

نازل ہو جائے گا ــــــــ

فَلَمَّا مَضَتْ خَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ لَيْلَةً ظَهَرَ فِي السَّمَاءِ غَيْمٌ اَسْوَدُ شَدِيْدُ السَّوَادِ فَظَهَرَ مِنْهُ دُخَانٌ شَدِيْدٌ ــــــ

پس جب ۳۵ دن اور راتیں گزر گئیں تو عذاب کی نشانیاں ظاہر ہونا شروع ہو گئیں۔ آسمان پر کالے بادل ــ سیاہ دھواں اور ہلاکت خیز آندھی ــــ

فَخَرَجُوْا اِلَى الصَّحْرَآءِ ــــ وَفَرَّقُوْا بَيْنَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ

تو عذاب الٰہی کو آتا دیکھ کر انہیں یقین ہو گیا کہ حضرت یونس علیہ السلام نے سچ کہا تھا تو پھر وہ بوسیدہ کپڑے پہن کر ــــ بال بکھیر کر اور چہروں پر خاک مل کر صحرا میں چلے گئے ــــــــ

فَحَنَّ وَكَثُرَتِ التَّضَرُّعَاتُ وَاَظْهَرُوا الْاِيْمَانَ وَالتَّوْبَةَ وَتَضَرَّعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَكَشَفَ عَنْهُمُ الْعَذَابَ ــــــــ

اور پھر وہ اپنے گناہوں ــ بت پرستی اور اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ پیغمبر کی پیش کردہ ہدایت کو ٹھکرانے پر گڑگڑا کر رونے لگے

یونس علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے اور کثرت کے ساتھ گریہ زاری کرنے لگے اور توبہ و استغفار میں مشغول ہو گئے ــــ بس تو اللہ کریم نے ان پر سے عذاب کو ٹال دیا اور اپنی رحمت و بخشش کے دروازے ان پر کھول دیئے ــــ

ان کی توبہ قبول ہو گئی۔ تمام گناہ معاف ہو گئے اور حضرت یونس علیہ السلام کی نافرمان قوم۔ جو بت پرستی۔ عیاشی و فحاشی کے جال میں پھنسی قوم کو صرف سچی توبہ کرنے اور معافی مانگنے پر جہنم سے نکال کر جنت کا وارث بنا دیا گیا۔

وَقِیْلَ خَرَجُوْا اِلٰی شَیْئٍ مِّنْ بَقِیَّۃِ عُلَمَاءِ ھِمْ وَقَالُوْا قَدْ نَزَلَ بِنَا الْعَذَابُ عَنْھُمْ ـــــ

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ توبہ کرنے سے پہلے اپنے علمائے کرام کے پاس گئے

علماءِ کرام کی شان

انہوں نے علماء کرام سے کہا کہ ہم پر عذاب نازل ہونے والا ہے اس رسوائی اور ذلت والے عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنے اور ہماری توبہ قبول ہو جانے کے لئے کوئی راستہ دکھا دیں یا کوئی وظیفہ بتا دیں۔!

تو ان علماء کرام نے ان کو مندرجہ ذیل وظیفہ بتا دیا:ـــــ

قَالُوْا یَا حَیُّ حِیْنَ وَیَا مُحْیِیَ الْمَوْتٰی وَیَا حَیُّ ـــــ

قارئین کرام!ـــ دیکھا آپ نے اور غور کیا آپ نے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی بت پرست اور نافرمان قوم نے بھی توبہ کرنے سے پہلے اپنے علماء کرام سے توبہ و استغفار کے لئے رجوع فرمایا اور ان سے توبہ قبول کروانے کا وظیفہ حاصل کیا ـــــ

حضرات گرامی! تفسیر کبیر کے اسی حوالے سے پتہ چلتا ہے کہ ہر دور اور ہر زمانہ میں ہر قوم۔ خدا تعالےٰ سے اپنے گناہ معاف کروانے اور اللہ کی طرف سے نازل ہونے والے عذاب سے بچنے اور چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے اپنے علماء کرام سے رجوع کرتے رہے ہیں اور ان سے وظیفہ سیکھتے رہے ہیں ـــــ لیکن افسوس ہے کہ آج کی دُنیا میں خصوصاً پاکستان میں حضرات علماءِ کرام کا نہ تو کوئی احترام ہے اور نہ ہی کوئی پاسِ ادب ـــــ بلکہ ہمارے عوام نمازیں بھی انہی علماءِ کرام کے پیچھے پڑھتے ہیں، جمعے بھی اور عیدیں بھی ـ مرنے کے بعد ان

کا جنازہ بھی علمائے کرام ہی پڑھاتے ہیں بلکہ بعض بستیوں میں تو غسل میت
دینا بھی علمائے کرام کے ذمہ ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود علمائے کرام کا احترام
نہیں کیا جاتا اور انہیں نفرت وحقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں —— اور
اگر کوئی عالم دین الیکشن میں کھڑا ہو جائے تو اسے ووٹ بھی نہیں دیتے۔ اگر
ایسا نہیں ہے تو پھر پچھلے الیکشن میں مقبول عرب وعجم خطیب صاحبزادہ سید
شبیر حسین شاہ صاحب حافظ آبادی کیوں کامیاب نہ ہوئے اور مولانا
صاحب نوری کیوں شکست کھا گئے اور مولانا سید حامد علی شاہ صاحب کاظمی
ملتان والے کیوں نہ جیت سکے۔ اور اسی طرح مولانا سید پیر محمد لعقوب شاہ صاحب
آف پھالیہ کیوں کامیاب نہ ہو سکے —— اور شیخ الحدیث مولانا سیالکوٹی
کا دامن ووٹوں سے کیوں نہ بھر گیا! —— اور اس الیکشن میں جناب علامہ
طاہر القادری کا ایک امیدوار بھی کامیاب نہ ہو سکا اور نہ ہی محدث پاکستان کا
لخت جگر جناب حاجی فضل کریم صاحب فیصل آباد سے کامیاب نہ ہو سکے ——
پھر اگر ان علمائے کرام کے ہاتھ پاؤں چومے جاتے ہیں یا ان کے حق میں نعرے بلند
کئے جاتے ہیں اور یا کسی جلسہ میں ان کے گلے میں پھولوں کے ہار پہنائے جاتے
ہیں تو یہ ایک مکارانہ چال اور وحشیانہ منافقت ہے۔

اور یہی امیر اور سرمایہ دار لوگ اپنے لڑکے یا لڑکی کی شادی پر اور الیکشن
میں لاکھوں روپے خرچ کر دیتے ہیں مگر جس عالم دین نے کسی جوڑے کو نکاح کے
بندھن میں باندھ کر دولہا پر بیوی کو حلال کر دیا، اسے نہ کپڑوں کا جوڑا اور نہ کوئی
معقول اور با احترام نذرانہ پیش کیا جاتا ہے۔

حالانکہ قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے: ——

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا

کہ اللہ کے بندوں میں سے اللہ سے ڈرنے والی جماعت علماءِ کرام کی ہے۔

اور پھر فرشتوں کے مقابلہ میں اللہ کریم نے ایک عالم دین یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے سر پر اپنی خلافت کا سنہری تاج رکھ کر نسلِ انسانی کی نمائندگی ۔ عوام کی سیادت اور اپنے بندوں پر سرداری کا مستحق بنانے کے ساتھ ساتھ نبوت کے سچے موتیوں کا ہار بھی ان کے گلے میں پہنا دیا ۔

اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

اَلنَّظْرُ اِلٰی وُجُوْہِ الْعُلَمَاءِ عِبَادَۃٌ

کہ علماءِ کرام کے چہرہ کو دیکھنا بھی عبادت ہے !

بابا وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب "ھیر" میں لکھا ہے کہ جب قاضی شمس الدین مرحوم کو ہیر کا نکاح سیدا کھیڑے کے ساتھ پڑھانے کے لئے بُلایا گیا تو ہیر اور قاضی کے درمیان بہت سے سوال وجواب ہوئے اور اس مکالمہ کے آخر میں ہیر نے ایک فیصلہ کُن بات کہی ۔ کہ

پوے قہر خُدا دا جھوٹیاں تے لعنت ربدی اے کاذبین قاضی
مونہوں بول اولڑے بولنا ایں دے توں رد ہویں مشرکین قاضی
رانجھے ربّ دے وچہ جے وتھ جاناں ورچے عشق کیویں ڈھیں قاضی
حسُن چاکدا تے جلوہ ذات ربی ہیر ویکھیا نال یقین قاضی

اور
رانجھا دید شہید حسین مینوں
کھیڑا شمر یزید لعین قاضی

تو ھیر کا یہ سوال سنکر قاضی صاحب غضبناک ہو گئے اور ہیر کو جواب دیا۔

نال عالماں دے سانواں بولنی اے
نامعقول — مجھول — مرتد ہیرے
ویکھن عالماں دا زیارت نبی دی اے
جیہڑے ہون منکر سوئی ردّ ہیرے
تینوں شرع شریف دی قدر ناہیں
لنگ توڑسیں ٹپ نہ حد ہیرے
شرع نبیؐ اتوں جان قربان کیتی
سیس شاہ حسین سرمد ہیرے
شرع نبیؐ ولوں جیہناں منہ پھیرے
روز حشر ہوسن شکل بد ہیرے
وارث شاہ کی عمل وکھاویں گی توں
جدوں پوسی حضور توں سد ہیرے

اور پھر مشکوٰۃ شریف صہ ۴۹۵ میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا — ابن ماجہ شریف کے حوالہ سے — حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: —

یَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ثَلَاثَۃٌ — کہ قیامت کے دن گنہگاروں کی شفاعت تین جماعتیں شفاعت کریں گی —!

اول ——— الانبیاء
دوم ——— العلماء
سوم ——— الشہداء

سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ علماء کرام کی بے ادبی اور گستاخی کرنے والے گمراہ لوگو اور علمائے دین کے مقابلہ میں عیاش امیروں — بدکار سرمایہ داروں کو اور دھوکے باز مکار دولت مندوں کو ووٹ دے کر کامیاب کرانے والے بدفطرت انسانو! اگر قیامت کے دن تمہاری شفاعت نہ کی تو تم جہنم کی آگ میں ایندھن بن جاؤ گے! ——————

خدا کے نافرمان بندو! کیا علمائے کرام کی یہ غلطی ہے کہ تمہارے گناہ کرنے کے تمام راستے بند کرتے ہیں۔ یہ تمہیں سیدھی راہ بتلاتے ہیں۔ یہ —— اور ضلالت اور گمراہی کے اندھیروں میں رشد و ہدایت کے چراغ جلاتے ہیں یہ! اور عیاشی و فحاشی کے ظلمت کدوں سے نکال کر تمہارے لئے نیکی و شرافت کی شمع روشن کر کے تمہیں صحیح راستہ دکھلاتے ہیں یہ ——————

بتاؤ مجھے —— کیا ان کی یہ غلطی ہے —— کیا یہ ان کا قصور ہے۔ اور ان کی یہ زیادتی ہے —— نہیں —— اور ہرگز نہیں —— تو پھر ان سے نفرت کیوں؟ —— ان کی مخالفت کیوں؟ —— اور ان سے تمہیں عداوت کیوں؟ ——————

کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہر قومی کھیل میں دو ریفری اور دو ایمپائر ہوتے ہیں۔ کھیل ہاکی کا ہو یا کبڈی کا —— اور کھیل فٹ بال کا ہو یا کرکٹ کا ——————

کھیل کے میدان میں اگر کسی کھلاڑی سے کوئی غلطی ہو جائے تو ریفری فوراً سیٹی بجا کر اس کھلاڑی کو اس کی غلطی کا یا اسکے فاؤل کا بتاتا ہے تاکہ وہ محتاط ہو جائے اور آئیندہ وہ غلطی نہ کرے اور کھیلوں کی دنیا اور ہر کھیل کے میدان میں ریفری کو سیٹی بجا کر کھلاڑی کو آگاہ کرنا ہوتا ہے اور یہ اسکا حق ہوتا ہے ——

تو یہ سوچ کر کہ یہ علمائے کرام کی مقدس جماعت ایک ریفری کی طرح بجی ہے ـــــــ

ان کا حق ہے کہ تمہاری ہر غلطی پر اور تمہارے ہر فاؤل پر یہ قرآن و حدیث کی سیٹی بجا کر تمہیں خبردار کریں کہ تم فاؤل کرنا چھوڑ دو۔ اگر تم ایسا کرنا چھوڑ دو گے تو سیٹی بجانا چھوڑ دیں گے۔!

لیکن پاکستان کے غیر ملکی ایجنٹ اور انگریزی حکومت کے پروردہ امیر زادے اور خانہ کعبہ پر گولیاں برسانے والے فرنگیوں کے انعام یافتہ جاگیردار اور لینڈ لارڈ، سر اور خان بہادر کے خطاب حاصل کرنے انگریزوں کے پٹھو نواب زادے اور ٹامیوں کی کاسہ لیسی سے بننے والے دولتمند، قوم اور ملک کو لوٹ کھانے والے سرمایہ دار علمائے کرام کے بارے میں کتنے گھٹیا قسم کے الفاظ استعمال کرتے ہوئے کیوں نہیں شرماتے؟

بقول شاعر

شرم تم کو ـــــــ مگر نہیں آتی

جن علمائے کرام کی ہم توہین کرتے ہیں، نمازیں تو ان کے پیچھے دست بستہ کھڑے ہو کر یہ کہتے ہیں کہ " پیچھے اس امام کے۔"

جو نمازیں تمہارا امام ہو وہ باہر تمہارا کمی کیوں؟ یہ تو انبیاء کا وارث ہے۔ اور پھر کیا یہ خدا تعالیٰ کی نورانی جماعت قابلِ احترام نہیں ہے کہ ان گندے۔ مندے اور ناپاک لوگوں کے مرنے کے بعد انہیں غسل دے کر پاک و صاف کر کے اور نیا سفید لباس کفن کی صورت میں پہنا کر اور پھر نماز جنازہ میں یہ دعا کر کے ـــــــ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا ـــــــ

کہ اے اللہ ہمارے اس مرنے والے کو بخش دے ـــــ یہ اس قوم پر علماءِ کرام کا احسان نہیں ہے تو اور کیا ہے ـــــ مگر یہ سب جانتے کے باوجود بھی یہ لوگ برملا کہتے ہیں کہ یہ مولوی لوگ تو ملک کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ اور وطن کے گلشن کے کانٹے ہیں ـــــ

کیا پچھلے دنوں امریکہ میں پیدا ہونے والی ـــــ برطانیہ میں پڑھنے والی اور انگریزی تہذیب و تمدن کے جال میں پھنس جانے والی اور بے پردہ اور بے حجاب اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی وزیرِ اعظم ـــــ

بے نظر نے نہیں کہہ دیا تھا کہ "مولوی سب جھوٹے ہوتے ہیں"۔

سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ چلو یارو ہم کانٹے ہی سہی لیکن یاد رکھو۔ کہ جو سچ پوچھو تو کانٹے ہی پھولوں کی حفاظت کرتے ہیں ـــــ بھلا گلاب کے خوبصورت پھول کے ارد گرد کانٹوں کی باڑ کیوں؟ ـــــ

اسلئے کہ پھول توڑنے والے گلچیں یا مالی کے دامن کو پکڑ لیں اور الجھ پڑیں۔

ملک کے چمنستان کے پھولو یہ علمائے کرام کانٹے ہی سہی ـــــ لیکن یہ بھی یاد رہے ـــــ

کہ ـ تم نے خود ہی چھانٹے ہیں پھول ہیں یا کہ کانٹے ہیں۔

ہار نہیں تو باڑھ بنالو کانٹے بھی بیکار نہیں

مطلب یہ کہ اگر کسی کے ظالم ہاتھوں نے اس گلشنِ پاکستان کے پھولوں کو توڑنے کی کوشش کی تو یہی علمائے کرام جنہیں تم کم علمی اور جہالت کے سبب کانٹے کہتے ہو یہ کانٹے اس ظالم انسان کے دامن سے اُلجھ پڑیں گے ـــــ اس کے دامن کو پھاڑ دیں گے اور اس کے ہاتھوں میں چبھ کر انہیں زخمی کر دیں گے اور اپنے پاکستان

کے گلشن کے پھولوں کی حفاظت کریں گے اور کسی دشمن کو اس کا پھول توڑنے نہیں دیں گے۔ مگر افسوس کہ ایسے متعصب لوگ علمائے کرام کو نہیں مانتے ـــــ عوام تو عوام رہے۔ پاکستان کے ججوں اور مجسٹریٹوں نے بھی کہہ دیا تھا کہ ہم مولویوں کے ساتھ بیٹھ کر کام نہیں کریں گے ـــــ

لیکن سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ یہ عجیب حسنِ اتفاق ہے کہ ۱۸۵۷ء میں انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ دینے والا بھی ایک مولوی تھا ـــــ یعنی مولٰینا فضل حق خیرآبادی ـــــ ۱۹۳۱ء میں لندن جا کر انگریزوں سے ہندوستان کی آزادی کا پروانہ مانگنے والا بھی ایک مولوی تھا ـــــ یعنی مولٰینا محمد علی جوہر اور پھر سنہ ۱۹۴۰ء کو قرار دادِ پاکستان پیش کرنے والا بھی ایک مولوی تھا یعنی مولٰینا فضل حق بنگالی اور پھر آل انڈیا سُنّی کانفرنس بنارس میں ہندوستان کے پانچ ہزار علمائے کرام نے پاکستان حاصل کرنے کی خاطر اپنا تن ـ من اور دھن لٹانے کا عہد کیا تھا اور اس سے بھی زیادہ یہ کہ کلکتہ کے مسلم ہال میں مولٰینا تمیز الدین ـ مولٰینا فرید احمد ـــ ناظم الدین سہروردی اور بہادر یار جنگ کی موجودگی میں پنڈت جواہر لعل نہرو ـ پٹیل ـ راجندر پرشاد دوسرے مہا بھائی اور کانگرسی لیڈروں کو جواب دیتے ہوئے صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن نے پاکستان کے حق میں پہلی تقریر کی تھی ـــــ

اور ان مسلمہ حقائق کے باوجود بھی یہ گندے لوگ اگر پھر بھی علمائے کرام کے دشمن ہیں تو پھر میں ان سے کہوں گا کہ مولویوں کے بنائے ہوئے اس پاکستان سے نکل جاؤ ـــــ

قرآن پاک میں ہے :ـــــ

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ـــــ

محبوب[۲] ـــ فرما دو کہ علم رکھنے والے اور علم نہ رکھنے والے کبھی برابر ہو سکتے ہیں۔
یعنی نہیں! ـــ عالم و جاہل کیسے برابر ہو سکتے ہیں ـــ
اور پھر علمائے حق پرست ـــ حق گو ـــ حق بین اور حق شناس علمائے دین کی اس سے زیادہ اور شان و عظمت کیا ہو سکتی ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر ایک عالمِ دین کسی بستی کے قبرستان سے گزر جائے تو اللہ تعالیٰ چالیس[۴۰] دن تک کا عذاب اس قبرستان سے اٹھا لیتا ہے۔ ـــ
جیسا کہ نزہت المجالس جلد ۲ ص۸۱ میں علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ تفتازانی کی کتاب شرح العقائد کے حوالہ سے لکھا ہے کہ
نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ـــ
اِذَا مَرَّ الْعَالِمُ اَوِالْمُتَعَلِّمُ عَلٰی قَرْیَۃٍ رَفَعَ اللّٰہُ الْعَذَابَ عَنْ مَقْبَرَتِہَا اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا!
ـــ
حضراتِ محترم ـــ معاف رکھنا ـــ بات سے بات نکلتی گئی اور حضرت یونس علیہ السلام کی بت پرست اور عیاش قوم، خدا تعالیٰ کے رسوائی اور ذلت کے عذاب سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے اور اسے توبہ و استغفار سے ٹالنے کا وسیلہ تلاش کرتے ہوئے اپنے ہی عُلمائے کرام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ ان کی چوکھٹ کو بوسہ دیا اور ادب و احترام سے ان کے ہاتھ پاؤں کو چوم کر ان سے وظیفہ طلب کیا ـــ راستہ پوچھا اور راہنمائی حاصل کی ـــ
بہر حال علمائے کرام کے وسیلۂ جلیلہ سے حضرت یُونس علیہ السلام کی نافرمان قوم سے عذابِ الٰہی ٹل گیا ـــ
اس عجیب و غریب کرشمہ سازی کے بعد جب حضرت یونس علیہ السلام اپنی

قوم میں واپس آگئے تو

وحی آمد بوے فلاں مردِ فخارے را بگو

حضرت یونس علیہ السلام کی طرف وحی آئی کہ بستی کے فلاں مٹی کے برتن بنانے والے کمہار سے کہو کہ اس سال کے دوران بنائے گئے تمام برتنوں کو توڑ کر تباہ کر دے ———

ہمہ بشکند و بتلف آرد ———

حضرت یونس علیہ السلام یہ سنکر نہایت غمگین ہوئے اور بارگاہ خداوندی میں اس کمہار پر اپنی رحمت کے لئے سفارش کی اور کہا ——— !

بارِ خدایا رحمت می آید براں مردِ کہ

یک سالہ عمل وے تباہ خواہی کرد ———

کہ ——— اے خدا اس کمہار پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے کہ وہ اپنی سال بھر کی کمائی برباد نہ کر دے ! ———

اللہ تعالٰے گفتند ——— اے یونسؑ ! تجھے اس کمہار پر تو رحم آگیا۔ لیکن ——— از بندگان من بخشائیشے ننمودی ———

میرے بندوں کے لئے تو نے کوئی بخشش اور معافی کی کوئی درخواست نہ کی۔

(تفسیر روح البیان جلد ۳ - صہ ۳۱۹)

قارئین کرام ! ——— مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں چالیس دن تک رکھا انہیں سات سمندروں کی سیر کرائی اور ان کے بدن مبارک کو محفوظ رکھا۔ بس ان اچھی نسبتوں کے باعث وہ مچھلی بھی جنت میں جائیگی۔ جناب امام غزالیؒ اور علامہ صفوریؒ نے سچ فرمایا ہے کہ "نسبت اچھی ہو تو جنت کا ملنا مشکل نہیں" ———

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

وکبش اسمٰعیل علیہ السلام

جناب امام غزالی رحمۃ اللہ اور جناب علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اور ان کی تحقیق کے مطابق جس طرح اصحاب الفیل کا ہاتھی —— اصحاب کہف کا کُتا اور حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی اچھی نسبت کے سبب جنت میں جائے گی۔ اسی طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کا دُنبہ بھی اچھی نسبت کے باعث جنت میں جائیگا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے اس دُنبہ کی اچھی نسبت کی تفصیل سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام انبیائے کرام علیہم السلام صالحین کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں ——

اور صالحیت کے عظیم مقام سے بھی سرفراز ہیں! ——

مثلاً —— پارہ ۷ — سورۃ الانعام — آیات ۸۵-۸۶

اسحٰق — یعقوب — داؤد — ایوب — عیسٰی — الیاس علیہم السلام "کُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ" ——

کہ یہ انبیاء علیہم السلام کی مقدس جماعتِ صالحین میں شامل ہے اور یا

پارہ ۔ ۱۷ ـــ سورۃ الانبیاء ـــ آیات ۷۰ تا ۷۵

وَنجیناہ لُوْطًا اِلَی الْاَرْضِ الَّتِیْ بَارَکْنَا فِیْھَا لِلْعَالَمِیْنَ ۔
وَ وَھَبْنَا لَہٗ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ نَافِلَۃً وَ کُلًّا ۔ جَعَلْنَا صٰلِحِیْنَ
وَاَدْخَلْنَاہُ فِیْ رَحْمَتِنَا اِنَّہٗ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ـــ اور ۔ یا

پارہ ۔ ۲۰ ـــ سورۃ العنکبوت ـــ آیت ـــ ۲۷

وَ وَھَبْنَا لَہٗ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِہِ النُّبُوَّۃَ
وَالْکِتَابَ وَاٰتَیْنٰہُ اَجْرَہٗ فِی الدُّنْیَا وَاِنَّہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ

اور ـــ یا

پارہ ـــ ۱۳ ـــ سورہ یوسف ـــ آیت ـــ ۱۰۱

کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی صالحین کی جماعت میں شامل ہونے
کی دعا کی تھی ـــ

اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ

کہ اے اللہ تو ہی اِس دنیا اور اُس آخرۃ میں میرا مددگار ہے ـــ اور
مجھے ایک مسلمان ہونے کی حیثیت میں موت دے اور مجھے اپنے صالحین بندوں
کی مقدس جماعت میں شامل کرلے ـــ

اور ـــ یا پھر ـــ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی صالحین کے پاکیزہ گروہ میں داخل
ہونے کی دعا کی تھی ـــ

پارہ ۔ ۱۹ ـــ سورۃ الشعرا ـــ آیت ـــ ۸۳

رَبِّ ھَبْ لِیْ حُکْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ـــ

پارہ ۱۷- سورۃ الانبیاء- آیت - ۸۴- ۸۵

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ
وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِىْ رَحْمَتِنَا اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ٥

اور یا پھر ــــ

پارہ - ۷ - سورۃ الانعام ـــ آیت -۸۶ -

وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ -

اور پھر اسے حسنِ اتفاق سمجھیئے یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کشف اور اعجازِ نبوّت کہ اپنے لئے دعا کرتے ہیں تو رَبِّ هَبْ لِىْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِىْ بِالصّٰلِحِيْنَ کہتے کہ یا اللہ مجھے حکم عطا فرما اور مجھے اپنے صالحین کے گروہ میں داخل کرلے اور جب اپنے فرزند ارجمند کے لئے بارگاہِ خداوندی میں درخواست کرتے ہیں تو ـــــــ

رَبِّ هَبْ لِىْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ -

کہ - اے ربّ کریم مجھے ایک صالح ـــ نیک ـــ فرمانبردار اور والدین کا خدمت گزار اور اطاعت گزار لڑکا عطا فرما دے -

اور پھر اس دعا کے نتیجہ اور درخواست کے قبول ہو جانے کی صورت میں ـــ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ -

کہ ہم نے انہیں ایک حَلیمُ الطّبع ـــ متحمل مزاج اور بُردبار لڑکے کی خوشخبری سنا دی ـــــ

جس کی تفصیل کچھ یوں ہے :-

کہ ـــ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمرِ شریف ایک سو کی ہو گئی اور حضرت

مائی حاجرہ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف ایک سو سال کی ہو چکی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے خلیل ہونے ـــــ نسلِ انسانی کے امام ہونے اور حج مبارک کے موذن ہونے اور آذر کے عظیم بُت خانہ کو توڑ کر توحید باری تعالیٰ آذان دینے کے باوجود ابھی تک اولادِ نرینہ یعنی لڑکے کی رونق سے دامن خالی ہے اور ابھی تک یہ گلشنِ خلیلؑ ایک سدا مہکنے والے پھول سے محروم ہے ۔

آخر ایک دن بارگاہِ خداوندی میں درخواست پیش کر ہی دی ـــــ

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ۔

جواب آیا ـــــ پیارے خلیل ـــــ سو سال کے بعد یاد آیا ـــــ

عرض کی مولا تیری رحمت کے خزانہ کی طرف دیکھتا رہا ہوں اور تیری ـــ إِنَّ اللّٰهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ کی لازوال اور حقیقی قدرت کا انتظار کرتا رہا ہوں ! ـــــ

اور جب میں نے دیکھا کہ تیری طرف سے دیر ہے اندھیر نہیں ہے اور کسی مصلحت کی بنا پر مجھے اولادِ نرینہ سے محروم رکھا جا رہا ہے تو دستِ سوال دراز کر ہی دیا اور تیرے دربار میں دامن پھیلا ہی دیا ـــــ

اور ـ یا اللہ ـ میں اس قابل نہیں کہ بچہ پیدا کر سکوں اور نہ ہی بیوی اس قابل ہے کہ کسی فرزند کو جنم دے سکے ۔ مگر اب دیکھنا یہ ہے کہ مجھے جوان کر کے لڑکا عطا کرے گا یا اس عمر یعنی بڑھاپے میں ـــــ

اور اگر جوان کر کے لڑکا عطا کرے تو تیری قدرت کا اظہار ہوگا اور میرے اعجازِ نبوّت میں شمار ہوگا ـــــ

حضراتِ محترم ـــــ یہ کبھی نہیں ہُوا کہ نبی کوئی دعا کرے اور خدا تعالیٰ

قبول نہ کرے ــــــ

غور کرو ــــــ کہ تعمیرِ کعبہ کے بعد جب اللہ تعالےٰ نے کوئی انعام دینا چاہا تو پوچھا ــــــ

خلیلؑ ــــــ کیا چاہتے ہو؟

عرض کی ــــــ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلاً

کہ مکان میں نے بنایا ہے ــ اب اس مکان کو زینت بخشنے والا رسول تو بھیج دے ــــــ کیونکہ! ؎

میرے دل میں جو تو ہے اس لیئے عرشِ اعظم ہے (دل)
مکانوں کی جو رونق ہے وہ ہوتی ہے مکینوں سے

اور پھر جب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک ہوئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپؐ سے تعارف چاہا تو آپؐ نے فرمایا ــ

اَنَا دَعْوَۃُ اِبْرَاھِیْمَ ــــــ کہ

مَیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا کا نتیجہ ہوں یعنی جس رسُول کے لیئے اللہ تعالےٰ سے خلیلؑ نے دعا کی تھی وہ رسُول مَیں ہی ہوں ــــــ

صاجزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ جس نبی ــ خلیل اللہ علیہ السلام کی دعا میں اتنا اثر ہو کہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم، عدم کے پردے سے نکل کر ہست کے نور میں جلوہ گر ہو جائیں اور جب وہی خلیل اللہ علیہ السلام اپنے بیٹے کے لیئے دعا کریں تو خدا تعالےٰ ان کی دُعا کو کیسے رد کر سکتا تھا ــ

اِدھر دعا ہوئی اور اُدھر ایک حلیم بیٹے کی خوشخبری سے باغِ خلیلؑ میں

تازہ بہار آگئی ـــــ فَبَشَّرْنٰہُ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ ! ـــــ

کہ ـــ ہم نے ایک حلیم بیٹے کی خوشخبری دے دی ! ـــــ

اور پھر اللہ کریم کی طرف سے دونوں باپ اور بیٹے کو انعامات اور فضائل عطاء ہوئے ـ وہ ایک مسلمان کے دل و دماغ اور مسلک و عقائد کا ایک روشن مینار ہے کہ جس کو دیکھکر بھٹکا ہوا ـ انسان بھی سیدھا راستہ پا سکتا ہے ـ

مثلاً ـــــ باپ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بیٹا یعنی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے محاسن و کمالات اور دونوں کی ایک نسبت دیکھئے ـــ

کہ ـــ باپ بھی حلیم اور بیٹا بھی حلیم اور باپ بھی صالحین میں شمار اور بیٹا بھی صالحین میں داخل ـــــــ

مثلاً ـــــ پارہ ۱۲ ـــــ سورۃ آیت باپ کے لئے

اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ لَحَلِیْمٌ اَوَّاہٌ مُّنِیْبٌ ـــــ

اور بیٹے کے لئے فَبَشَّرْنٰہُ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ ـــــ

اور باپ یعنی حضرت ابراہیم کے لیئے ـــــــ

وَاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ـ اور بیٹے یعنی اسماعیلؑ کے لئے

اِنَّھُمْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ـــــــ

تفسیر کبیر ـــ جلد ۴ ص۱ کہ جب تمام انبیا علیہم السلام صالحین ہیں اور قرآن پاک نے انکے صالحین ہونے پر مہر ثبت کر دی ہے ـ تو پھر یہ ماننا پڑے گا ـــــــ ـ

وَذٰلِکَ یَدُلُّ اَنَّ الصَّلَاحَ اَشْرَفُ مِنْ صِفَاتِ الْعِبَادِ ـ

کہ انسانی صفات میں سے سب سے افضل صفت صالح ہونا ہے ـ

حضرت شیخ سعدیؒ بھی فرماتے ہیں کہ ——— ع

صالح ترا صالح کند ——— طالع ترا طالع کند

حضراتِ گرامی قدر ——— یہ بھی یاد رہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جناب بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے بطنِ پاک سے پیدا ہوئے مگر اس زمانہ کے ایک مشہور بادشاہ جس کا نام صادوق بن صادون تھا اور وہ قبطی تھا۔ لیکن اپنے ظلم و ستم اور جبر و تشدّد کی وجہ سے وہ جبّار کے لقب سے دُور دُور تک مشہور تھا ——— تفصیل یہ ہے۔

مشکوات شریف صـ۵۰۶ متفق علیہ کے حوالوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی زوجہ محترمہ حضرت سارہؓ کو ساتھ لے کر شام کی طرف روانہ ہوئے تو راستہ میں اس جبار نامی بادشاہ کے علاقے سے گزر رہے تھے کہ پولیس کی سرحدی چوکی والوں نے اپنے ظالم و جابر بادشاہ جبار کو اطلاع دی کہ ایک اجنبی آدمی آیا ہے ——— وَمَعَهُ امْرَاَةٌ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ۔

اور اس کے ساتھ ایک عورت ہے جو نسلِ انسانی میں سے سب سے زیادہ خوبصورت ہے! ———

اور وہ ظالم اتنا گمراہ، عیاش اور بدمعاش ہو چکا تھا کہ اپنے علاقے سے گزرنے والے مردوں کی بیویوں کو پکڑ کر ان سے زیادتی کرتا تھا۔ ہاں البتہ ایک بات تھی اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو بہن کہہ دیتا تو اُسے وہ کچھ نہ کہتا اور انہیں وہ چھوڑ دیتا تھا ——— اور شاید یہ اسلئے کہ وہ مجوسی یعنی آتش پرست تھا اور اس کے مذہب میں بہن کی عزت و تکریم اتنی تھی کہ مرد کی بہن کو اپنی شہوانی ہوس کا نشانہ نہ بنایا کرتا تھا ———

اور پھر جب اس جبّار بادشاہ نے حضرت سارہؓ کے حسن و جمال کی تعریف سُنی تو اس نے اپنے آدمی بھیج کر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت سارہؓ کے متعلق پوچھا کہ یہ عورت تمہاری کیا لگتی ہے؟ ——

قَالَ اُخْتِیْ —— فرمایا یہ میری بہن ہے! ——

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہؓ سے کہا —— کہ اگر اس ظالم جبّار کو پتہ چل گیا کہ تو میری بیوی ہے تو تجھ پر یہ غالب آجائے گا۔

اس لئے —— فَاِنْ سَاَلَكِ فَاَخْبِرِیْهِ اِنَّكِ اُخْتِیْ۔ اُخْتِیْ فِی الْاِسْلَامِ —— اگر تجھ سے یہ ظالم لوگ پوچھیں تو انہیں کہہ دینا کہ ہاں میں ان کی بہن ہوں ——

لَیْسَ عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ مُؤْمِنٌ غَیْرِیْ وَغَیْرِكِ۔

کیونکہ اس وقت زمین پر میرے اور تیرے سوا اور کوئی مومن نہیں ہے!

اشکال :—— حاشیہ ۵ یَکُوْنُ لُوْطًا یُشَارِكُ فِی الْاِیْمَانِ

کہ —— اس وقت حضرت لوط علیہ السلام بھی مومن تھے ——

جواب :—— بِاَنَّ مُرَادُهَا الْاَرْضُ الَّتِیْ وَقَعَ فِیْهَا ——

کہ اس سے مراد وہ زمین کا ٹکڑا ہے جس پر یہ وقوعہ ہو رہا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ حضرت سارہؓ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی چچا زاد تھیں جیسا کہ مشکوٰت شریف میں ہے —— صفحہ ۵۰۶ وَهِیَ زَوْجَتُهٗ بِنْتُ عَمَّتِهٖ ——

آخرکار حضرت بی بی سارہؓ کو اس ظالم و جابر بادشاہ کے ہاں پیش کیا گیا۔

قَامَ اِبْرَاهِیْمُ یُصَلِّیْ ——

تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی۔

یہ دعا کرنے کے لئے کہ یا اللہ سارہؓ تیرے پیغمبر اور تیرے خلیل کی بیوی ہے۔ اس کی عصمت و آبرو کو اس ظالم جبار سے محفوظ رکھ تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کر میرے گلشنِ نبوّت پر خزاں چھا جائے اور بی بی سارہؓ کی عزت وناموس کے سچے موتی پامال ہو جائیں ـــــــ

فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ ـــــ اور پھر جب حضرت سارہؓ اس جبار بادشاہ کے پاس گئیں اور اس ظالم نے بُری نیّت سے حضرت بی بی سارہ رضی اللہ عنہا کو پکڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ـــــ

فَغُطَّ حَتّٰى رَكَضَ بِرِجْلِهٖ۔

تو زمین نے اس کے پاؤں پکڑ لیے ـــــ

اس ظالم نے بہت کوشش کی کہ زمین اس کے پاؤں چھوڑ دے مگر کسی رسُول کی بیوی کی طرف بُرے ارادہ سے جانے والا ایسے دردناک عذاب میں مبتلاء نہ ہوتا تو اور کیا ہوتا؟ ـــــ

فَقَالَ اُدْعِی اللّٰهَ وَلَا اَضُرُّكِ۔

ظالم نے کہا کہ اللہ سے دعا کر کہ زمین میرے پاؤں چھوڑ دے تو میں تجھے کوئی دُکھ نہیں دوں گا ـــــ

حضرت سارہ نے دعا فرمائی تو زمین نے اس کے پاؤں چھوڑ دیئے بدعقیدہ اور گستاخ لوگ کہتے ہیں کہ انبیاء کی دعا قبول نہیں ہوتی ـــــ

مگر سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ نبیّ و رسُول تو بہت بڑے مقام اور مرتبے والے ہوتے ہیں اور یہاں تو نبیّ کی بیوی کی دعا شرفِ قبولیّت کا درجہ پا لیتی ہے ـــ ایسا تین بار ہوا ـ یعنی وہ جبّار بُری نیت سے حضرت سارہؓ

کی طرف آتا رہا اور زمین اسکے پاؤں پکڑتی رہی —— پھر وہ دعا کرواتا رہا۔ اور زمین اسے چھوڑتی رہی ——

اور جب قدرت الٰہیہ نے جبار بادشاہ کی فحاشی اور عیاشی کا مظاہرہ کرنے والی قوت سلب کرلی اور اسے ایک برگزیدہ پیغمبر اور اپنے پیارے خلیلؑ کی مقدس اور عفت مآب بیوی کی عصمت و آبرو بچانے کے لئے اس ظالم کے تمام راستے بند کر دیئے۔ اس نے جب اپنے آپ کو ہر طرف سے لاچار پایا۔ تو بے بس ہو کر حضرت سارہؓ کے سامنے تائب ہوگیا اور اپنی ایک لڑکی ——

فَأَخْدَمَهَا هَاجَرَہ ——

حضرت ھاجرہ ان کی خدمت کے لئے پیش کر دی جن کے بطن سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے ——

اور پھر جب حضرت سارہؓ واپس حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں —— وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي —— تو وہ نماز میں کھڑے تھے —— فاومابیدہ —— اور حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے نماز کی حالت میں ہی ہاتھ کے اشارہ سے پوچھا کہ کیا ہوا؟

حضرت سارہؓ نے جواب دیا اور کہا ؛ ——

رَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِ فِي الْحَرَامِ —— کہ اللہ تعالیٰ نے اس کافر کے دل اور سینہ سے ہر قسم کی گندگی۔ عیاشی اور بدمعاشی کے جرائم نکال دیئے ہیں۔ اور میرے قریب تک نہ پہنچ سکا اور اس کے مکر و فریب کے تمام تار و پود بکھیر دیئے اور میرے سامنے وہ اپنے گناہوں سے توبہ کر چکا ہے اور میں ہر طرح محفوظ و مامون آپ کے پاس آگئی ہوں۔ وَاَخْدَمَ هَاجَر

اور میری خدمت کے لئے اس نے مجھے یہ ھاجرہؓ بی بی عطا کی ہے !
قال ابو ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ تلک امکم یا بنی اسماء
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ ہے تمہاری ماں ۔ اے آسمان کے پانی کی اولاد ــــــ

مطلب یہ کہ جس طرح آسمان کا پانی پاک ہوتا ہے ، اسی طرح تم بھی اے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد پاک و مطہر ہو ــــــ
اشعت اللمعات جلد ۴ ۔ بخاری شریف جلد اول صـ۳۵۹ ـ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں ، ــــــ

ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ھاجر ابراھیم بسارۃ ــ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ابراہیم علیہ السلام حضرت سارہؓ کے ساتھ ہجرت کر کے ظالم بادشاہ جبّار کی سلطنت میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے جب سارہ کو اس عیاش و بدمعاش اور ظالم جبّار کے ہاتھوں ان کی عصمت ـ طہارت اور پاکیزگی کے سچے موتیوں کی لڑی کو محفوظ رکھا تو ــــ
واخذ ولیدۃ ـــ تو اپنی بیٹی ھاجرہؓ ، سارہؓ کی خدمت کے لئے دے دی ــــــ

فاخدمھا ھاجرۃ ــــــ

قارئین کرام ! بخاری شریف کی اس حدیث پاک کے ان الفاظ سے حضرت شیخ القرآن والحدیث والتفسیر جناب علامہ محمد عبداللہ صاحب قصور والے حضرت ھاجرہؓ کو جبّار بادشاہ کی بیٹی ثابت کرتے ہیں ولیدۃ !
اور آج سے کوئی چھ سال پہلے میں نے مولانا صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے

متعلق پوچھا تھا تو آپ نے یہ حدیث مجھے لکھوا دی تھی ـــــ

حضرات گرامی ـــــ یہ یاد رہے کہ چونکہ مولینا محمد عبداللہ صاحب دنیائے سُنیّت کے ایک ممتاز عالم دین اور بلند پایہ مناظر اسلام ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہت بڑی اسلامی درسگاہ کے مہتمم بھی ہیں اور انہوں نے ہی علامہ طاہر القادری کے اس ہنگامہ کا جواب دیا ہے کہ عورت کی دیت بھی مرد کے برابر ہے ـــــ تو ان کا جواب یہ ہے کہ نہیں عورت کی دیّت مرد کی دیت سے آدھی ہے ـــــ

اور پھر مولینا صاحب خوش اخلاق اور مہمان نواز ہونے اور ایک متجر عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ہمارے لئے ایک عظیم نعمت بھی ہیں ـــــ ان حالات کے پیش نظر اگر انہوں نے بخاری شریف کی اس حدیث مبارکہ اور ولیدہ کے لفظ سے ثابت کیا ہے کہ حضرت ھاجرہؓ جبار بادشاہ کی حقیقی بیٹی تھی، تو تسلیم کر لینا چاہیئے !

حضراتِ محترم ! ـــــ صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ دیکھیئے اور قرآن پاک میں انبیاء کرام کی اولادِ ذریہ کے لیئے دعاؤں پر غور فرمائیں تو پتہ چلتا ہے کہ اولادِ ذریہ یعنی فرزند ارجمند اللہ تعالےٰ کی ایک نعمت ہے کہ جس کے حصول کی خاطر کبھی حضرت ذکریا علیہ السلام بارگاہِ خداوندی کے دروازہ پر یہ دستک دیتے نظر آتے ہیں ـــــ

رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ـــــ

کہ ـ یا ربّ اپنے رحمت کے خزانوں میں سے ایک نیک سیرت اور پاک فطرت اور فرمانبردار لڑکا عطا کر دے اور کبھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کا دروازہ کھٹکھٹایا اور یہ دعا کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں کہ

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ـــــ

کہ ـــ اے رب! اپنے لطف و کرم کے گلشن میں سے ایک پھول صالح اور نیک اور اطاعت گزار بیٹے کی صورت میں میرے دامن میں ڈال دے!۔

دونوں کی دعائیں قبول ہوئیں اور حضرت ذکریا علیہ السلام کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی خوشخبری دی گئی اور ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے تحفہ کی بشارت سنائی گئی ـــــ

قرآن مجید کے ان مسلمہ حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ اگر کسی انسان کے پاس دولت کے خزانے ـــ رنگین بنگلے ـــ شاہی ساز و سامان اور ہر قسم کی شان و شوکت موجود ہونے کے باوجود اگر اس کے رنگین بنگلے میں کسی لڑکے کی رونق نہیں ہے تو وہ رنگین بنگلہ ماں باپ کے لیئے ایک ظلمتکدہ بن جاتا ہے!۔

اور ـــ اگر ماں کی جھولی اور باپ کا دامن بیٹے کے کھلونوں سے خالی ہے تو دونوں کی زندگی کے چمنستان میں کبھی بہار نہیں آسکتی ـــــ

احبابِ کرام! یہی حال میرا تھا ـــ ہم دونوں کی اولادِ نرینہ کے بغیر اداس دن اور غم و الم کی تاریک راتیں بس یہی دعائیں کرتے ہوئے گزر جاتی تھیں۔ مگر ہماری شام و سحر کی دعائیں شرفِ قبولیت نہ کر سکیں ـــ

گوجرہ شریف کا عرسِ مبارک شہنشاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا آگیا جو خطیبِ پاکستان جناب صوفی غلام حسین رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں منعقد ہوا کرتا ہے۔

پیر و مرشد حضرت صاحبزادہ پیر سیّد علی حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ علی پور سیّداں شریف نے مجھے بلایا ـــــ اور پوچھا!۔

گھر کا کیا حال ہے؟ ـــ

عرض کی حضور ـــ سب ٹھیک اور سب اچھا ہے ـــــ

مگر وارث شاہ مرحوم نے سچ کہا ہے کہ۔ ؎
ساڈے بھاہ دے پیر فقیر مر گئے ہویاں رانجھیا الٹ خدایاں وے
یہ مصرع زبان پر تھا اور آنکھوں میں آنسو ! ——
حضورؒ کے مزاجِ اقدس میں انقلاب آیا اور بڑے ہی نرالے اور خوشگوار
انداز میں کروٹ بدلتے ہوئے فرمایا ——

افتخار الحسن اپنا دامن پھیلاو —— !

مَیں نے پھیلا دیا —— آپ نے دُعا فرما دی ! اور
پورے ایک سال کے بعد اگلے عُرس مُبارک پر اور **عین ختم شریف کی** روحانی
محفلِ پاک میں تار آئی کہ صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹے کی
نعمتِ عظمیٰ سے نوازا ہے ——

تار دینے والا صاحبزادہ سیّد فیض الحسن تھا !

اور مجھ تک پہنچانے والے مولینا محمد فاضل صاحب تھے ! —— مگر
افسوس کہ وہ شہزادہ انوار الحسن شاہ مرحوم عین شباب اور بھرپور جوانی کے عالم میں
بجلی کا جھٹکا لگنے سے اس جہانِ فانی سے موت کی آغوش میں جا لیٹا ——
پھر چھوٹے بھائی سیّد مختار احمد مرحوم کی وفات اور بزرگوار مردِ قلندر
حضرت پیر سیّد محمود الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصالِ پاک کے صدمہ نے مجھے
اتنا نڈھال کر دیا اور ساتھ ہی بیماری نے کمزور کر دیا کہ چلنے پھرنے سے معذور
ہو گیا جس کے باعث کسی واقعہ کو احاطۂ تحریر میں لانا اور کسی نئی کتاب کا سرِ ورق
لکھنا بھی مشکل ہو گیا تھا ——
دل و دماغ میں یہ شوق ضرور تھا کہ کسی نہ کسی طرح سے جو کچھ میرے پاس علمی

خزانہ ہے وہ کتابی شکل میں عوام تک پہنچ جائے تو حضرت سیّد پیر زاھد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان اور مولانا حکیم عزیز احمد صاحب نے ڈھارس بندھائی — حوصلہ دیا۔ اور پورے پورے تعاون کا یقین دلایا۔ تو پھر اپنے علمی موتیوں کے خزانہ میں سے کئی قیمتی اور سچّے موتی کتابی شکل میں بکھیرنے کا ارادہ کرلیا اور پھر اس طرح "گستاخ رسُولؐ کی سزا"۔ اور۔ "اچھّی نسبت باعثِ جنّت" دو کتابیں منظرِ عام پر آگئی ہیں —

حضرات گرامی ——— سیرت اسماعیل علیہ السلام میں ایک ایسا وقت بھی آیا کہ ربِّ کریم کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ھاجرہؓ اور اپنے معصُوم بچّہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ساتھ لے کر عرب کے صحرا سے گذر کر مکّہ مکرّمہ کی دو پہاڑیوں کے قریب اور عرب کے بے آب و گیاہ خطہ میں آگئے! ———

اور ان دونوں کو ایک دو دن کا سامانِ خورد و نوش دے کر خود واپس چلے گئے ———

آفرین ہے ایسی فرمانبردار اور وفادار بیوی یعنی حضرت ھاجرہؓ پر کہ جو صرف یہ پوچھ کر خاموش ہوگئیں اور آگے آنے والے مصائب کے پہاڑوں کا عزم کرکے چپ ہوگئیں کہ اے اللہ کے خلیلؑ! ———

آپؑ جو کچھ کر رہے ہیں کیا یہ اللہ کا حکم ہے؟ ———

فرمایا ——— ہاں! ———

حفیظ جالندھری مرحوم نے خوب کہا ہے کہ ؎

خدا کا قافلہ جو مشتمل تھا تین جانوں پر ؛ معزز جس نے ہونا تھا زمین و آسماں پر

خورد و نوش کا توشہ ختم ہوگیا اور پھر حضرتِ ھاجرہؓ کو فکر ہوئی - اور اپنے لختِ جگر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ایک پتھر کے سائے میں لِٹا کر خود پانی کی تلاش میں اِدھر اُدھر دوڑنے لگیں ــــــــ

مگر ان پہاڑیوں کی وادی اور چٹانوں کی بستی اور غیر ذی ذرعہ یعنی بے آب و گیاہ خطہ میں پانی کہاں ــــــــ

عجب دردناک منظر تھا اور عجیب بے تابی کا سماں تھا کہ ایک طرف پانی کی تلاش اور دوسری طرف معصوم بچہ کی پیاس ! ــــــــ

اور پھر مصمم ارادہ کر کے پورے یقین اور پانی کی آس اور اُمید کے ساتھ حضرت ھاجرہؓ نے کوہِ صفا اور مروہ کی پہاڑیوں پر پانی کی تلاش میں دوڑنا شروع کر دیا ــــــــ

کبھی وہ مروہ سے صفا کی طرف اور کبھی صفا کی طرف مروہ کی جانب دوڑتی تھیں ــــ مگر جب بچے کا خیال آتا تو واپس لوٹ آتی تھیں -

ایک گھڑی اس دوڑ دھوپ میں ایسی بھی آئی کہ بچہ آنکھوں سے اوجھل ہوگیا تو ماں کا کلیجہ پھٹ گیا ــــ بیتابی سے یہ فاصلہ دوڑ کر طے کیا - بچہ کو دیکھا تو آنکھوں میں ٹھنڈک آگئی اور دل کو سکون ملا - پھر اُٹھیں - بچے کو سینے سے لگایا - بوسہ دیا اور اس کی تلیوں کو آنکھوں سے لگایا اور پھر دوڑنے لگیں ــــــــ

کہ اس قیامت کی گھڑی میں بچہ کے شدتِ پیاس سے بلکنے کی آواز آواز آئی تو ماں نے سمجھا کہ موت کی آخری ہچکی ہے ــــ واپس لوٹ کر دیکھا تو جس پتھر کے سایہ میں بچہ کو لٹایا گیا تھا وہ پتھر آگ کی طرح تپش ریز ہو رہا ہے -

اور حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھّر کی اس تپش سے بچنے کیلئے کبھی ادھر کبھی اُدھر کروٹیں بدل رہے ہیں ! ـــــ اور شدت پیاس سے تنگ آکر ایڑیاں رگڑ رہا ہے، بس پھر کیا تھا ـــــ ماں کی ممتا تڑپ اٹھی کہ جان و جگر کا ٹکڑا ایک قطرۂ آب کو ترس رہا ہے جو کہ تڑپتا ہوا مر جائے گا ـــــ

انتہائی حزن و ملال کے عالم میں معصوم اسمٰعیلؑ کو اپنے مقدس ہاتھوں میں اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کو بلند آواز سے پکارا ۔! **یا اللہ المدد !**

بس پھر کیا تھا ـــــ ادھر بی بی ہاجرہ کے ہاتھ دعا کے لئے اُٹھے تو ادھر! ـــــ بقول حفیظ جالندھری مرحوم ! ـــــ ع

قریب آئیں تو پر کھولے ہوئے جبرئیلؑ کو پایا
انگوٹھا چوستے سائے میں اسمٰعیلؑ کو پایا
ٹھٹھک کر رہ گئیں اک اور نظارا نظر آیا
قریب پائے اسماعیلؑ فوارّہ نظر آیا !

سیّد افتخار الحسن یوں کہتا ہے ـــــ کہ

یہاں آکر خدا کی شان کا جلوہ نظر آیا
جہاں پہ پتھّر ہی پتھّر تھے وہاں چشمہ نظر آیا۔

آبِ زمزم ـــــ کا چشمہ جاری ہو گیا ـــــ

جناب ہاجرہ کی زبانِ مبارک سے یہ الفاظ نکلے !

"زمزم"

ٹھہر جا ـــــ لیکن چشمہ کا پانی اُبلنے لگا اور پھیلنے لگا۔ حضرت ہاجرہ نے اسکے گرداگرد مٹی اور پتھّروں کی باڑھ بنا کر اسے پھیلنے سے روکا۔

نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ـــــ کہ اگر حضرت ھاجرہؓ پانی
کو نہ روکتیں تو آج ساری دنیا۔ آبِ زم زم ہی پیتی ! ـــــ
قدرت خداوندی کی کرشمہ سازی ادھر یہ ہوئی کہ اسماعیل علیہ السلام
کے پاؤں کی ٹھوکر سے آبِ زمزم کا چشمہ جاری ہوگیا ! ـــــ
اور ادھر حضرت ھاجرہ کو بیٹے کے لیئے پانی کی تلاش میں کوہ صفا
اور مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان سات بار دوڑنے اور ادھر ادھر جانے کا یہ انعام
ملا کہ خدا تعالیٰ کو ان کا دوڑنا بڑا ہی پسند آیا اسلیئے قرآن مجید میں یہ فیصلہ
فرمادیا : ـــــ

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ

کہ۔ صفاء و مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں ـــــ
اور قیامت تک کیلئے بی بی ھاجرہ کی بھاگ دوڑ ارکانِ حج مبارک
میں شامل کردی اور جب تک حاجی ان صفا و مروہ کے درمیان اسی طرح
جس طرح اماں ھاجرہ نے پانی کی تلاش میں سات چکر لگائے تھے
نہ پورے کرے اس کا حج قبول نہیں ہوتا۔ چاہے کوئی عام مسلمان ہو یا
امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ـــــ
طوافِ کعبہ کے بھی سات چکر اور صفا و مروہ کے درمیان بھی سات
پھیرے لازمی ہیں ـــــ
قارئین کرام ! ـــــ یہ یاد رہے کہ ان دونوں پہاڑیوں کے
درمیان فاصلہ ایک طرف کا ۷۵۰ ذراع ہے ـــــ
تاریخ الحرمین الشریفین حصہ اوّل ص ۲۲۶/۲۲۷ الحاج عباس کرارہ ـــــ

عن جابر رضی اللہ عنہ ـ قال ـ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ـ مَاءُ زَمْزَم لِمَا شُرِبَ لَهُ‘‘ ـ

کہ ـــ زمزم کا پانی جس مقصد کے لئے پیا جائے وہ مقصد پورا ہو جاتا ہے ! ــــــــ

یعنی ـــــ اِنْ شَرِبْتَ بِشتَشفِی شَفَاكَ اللهُ ــــــــ

کہ اگر تو اُسے شفاء کی غرض سے پیئے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے شفاء دیگا ـ

وَاِنْ شَرِبْتَهُ يَشْبَعُكَ اللهُ ــــــــ

اور تو بھوک دُور کرنے کے لیئے پیئے گا تو اللہ تیری بھوک دور کر دیگا اور اگر پناہ کے لیئے پیئے گا تو اللہ تجھے پناہ دے گا ـــ

دار قطنی کے حوالہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ : ــــ

اِذَا شَرِبَ مَاءُ زَمْزَم ــــــــ

کہ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آب زمزم پیتے تو یہ دعا کیا کرتے تھے ، ـــ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ ــ

کہ اے اللہ ـ میں تجھ سے نفع دینے والا علم کا سوال کرتا ہوں اور اور وسیع رزق کا سوال کرتا ہوں اور ہر قسم کی بیماری کی شفاء کے لئے سوال کرتا ہوں ! ـ ــــــــ

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ آب زمزم میں اتنے کمالات ہیں اور اتنی صفات اور بیماریوں کے لیے شفا ہی شفا ہے ـ پناہ تلاش کرنے والوں کے لئے پناہ گاہ اور ہر مقصد کو پورا کرنے کا نسخہ ہے ـ ! ــــــــ

یہ سب کچھ معصوم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاؤں مبارک کی برکت کی بدولت حاصل ہوئے اور ان کے پاؤں کی ایک ٹھوکر کے صدقہ میں اتنی صفات پیدا ہوگئیں۔

اور پھر ابن ماجہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ آیَتَہٗ مَابَیْنَ وَبَیْنَ الْمُنَافِقِیْنَ لَایَتَمَیَّلُوْنَ مَاءُ زَمْزَمَ۔

کہ ہمارے اور منافقین کے درمیان فرق کرنے والی ایک نشانی آب زمزم بھی ہے کیونکہ منافقین آب زمزم کم پیتے ہیں جیسے آج کے شہزادگانِ عرب آب زمزم کی بجائے فرانس کا پانی پیتے ہیں!

اور پھر آب زمزم کی اس سے بڑھکر اور کیا فضیلت ہو گی کہ دوسرے پانی اور شربت تو بیٹھ کر پینے کا حکم ہے مگر آبِ زمزم کیلئے حکم یہ ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے اور کھڑے ہو کر پیا جائے اور حاجی کے لئے حکم ہے کہ وہ آب زمزم کثرت سے اور پیٹ بھر کر پیا جائے۔

وَاِنْ یَقْصِدْ بِشُرْبِہٖ الشِّفَاءُ مِنْ اَمْرَاضِ الْجَسَدِ وَالْقَلْبِ۔

اور اس قصد اور اس غرض سے پیا جائے تاکہ جسم اور دل کی بیماریوں کو شفاء حاصل ہو ـــــــ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

وفدینٰہ بذبح عظیم!

اور ہم نے ایک بہت بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دیکر اسے یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بچا لیا! ـــــــ

قارئین کرام! آپ اک اچھی نسبت کو دیکھئے جس کے باعث حضرت اسماعیل علیہ والسلام کا دُنبہ جنت میں جائے گا ـــــ

ایک حلیم لڑکے کی اللہ کی طرف سے خوشخبری پانے کے بعد ـــ جب وہ حلیم فرزند یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کچھ جوان ہوئے تو اللہ کے خلیلؑ کو اچانک رات کو سوتے میں ایک خواب آئی کہ ـــــــ

اے اللہ کے خلیلؑ اٹھو اور اپنے بیٹے کو میری راہ میں اور میری رضا حاصل کرنے کے لیئے قربانی کرو ـــــ تین راتیں یہی خواب آتی رہی کہ کوئی اچھی اور پیاری شے قربان کرو ـــــ

حضرت ابراہیم علیہ السلام خواب سے بیدار ہوتے تو بھیڑ، بکریاں اور اونٹ قربان کرتے لیکن تیسری رات اور تیسرے حکم میں صاف کہدیا گیا کہ میں ربّ دو جہان ہوں بھیڑ بکریاں ـ گائیں اور اونٹ لے کر راضی نہیں ہونگا ـــ میری رضا تو اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی اور اسے اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے میں ہے!

انبیاء کا خواب حق اور وحی ہوتا ہے

حضرات محترم ـــ غور فرمایئے کہ قربان کر دینے کا حکم براہِ راست بیداری میں نہیں دیا گیا بلکہ خواب کے ذریعہ۔

اس کی دو وجوہات ہیں :ـــــــــ

پہلی ـــــ یہ کہ دنیا کو پتہ چل جائے ـــــ کہ رویاء الانبیاء حق ـــــ کہ انبیاء علیہم السلام کی خواب حق اور وحی ہوتی ہے!۔

دوسری ـــــ یہ کہ اپنے لختِ جگر کو جس کو آخری عمر کے حصے میں خدا تعالیٰ سے التجائیں کر کے حاصل کیا گیا اور جب وہ بڑھاپے کا سہارا بننے کے لائق ہو تو اسکو خود اپنے ہاتھ سے قربان اور ذبح کرنا ایک باپ کے لئے کوئی معمولی کام نہیں ہے، بلکہ یہ منزل بڑی ہی دشوار ہوتی ہے ـ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا خلیل کسی وسوسہ کے جال میں پھنس جائے ـــــ

اور پھر خواب میں بھی بذریعہ جبریل علیہ السلام حکم نہیں فرمایا گیا بلکہ خود ذاتِ خداوندی نے ارشاد فرمایا تاکہ اگر جبریل علیہ السلام سے کہا گیا کہ تم خلیل اللہ علیہ السلام کو میرا پیغام دے دو کہ وہ اپنے لختِ جگر اسماعیل کو ذبح کر دو راہِ خدا میں رضائے الٰہی کے لیئے تو ہو سکتا ہے کہ جبریل امین یہ کہکر خاموش ہو جائے کہ یا اللہ جس حلیم بیٹے کی بشارت تو نے مجھ سے اپنے خلیل ؑ کو دلائی تھی اور اب اسی بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم میں کیسے دوں !ـــ

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خواب سے بیدار ہوئے تو چہرہ پر کوئی حزن وملال اور نہ ہی دل و دماغ میں کوئی وسوسہ تھا ـــــ نہ بدن میں کوئی اداسی اور آنکھوں میں کوئی بیکسی کی کوئی جھلک تھی ـ بلکہ خوشی ومسرت

میں جھوم رہے تھے کہ اگر میرا پروردگار میرے فرزند کی قربانی سے راضی ہو جائے تو میرے لیئے اس سے بڑھکر اور کیا خوشی کی بات ہو سکتی ہے ———

اپنی وفا شعار بیوی سے فرمایا کہ آج ہمارے بیٹے کو اچھی طرح بناؤ، سنوارو، غسل دو اور نئے کپڑے پہناؤ کیونکہ آج ہم اپنے پیارے اسمٰعیلؑ کو ایک اچھی جگہ گھمانے لے کر جائیں گے ———

وفا شعار و جانثار بیوی نے حکم کیمطابق بچّہ کو غسل کرا کے خوب بناؤ سنگھار کر کے تیار کر دیا ——— اس کے بعد خلیل اللہ علیہ السلام نے ایک رسّی اور ایک تیز چھری لی اور کوہ بوقبیس کے منٰی کے مقام پر پہنچ گئے ———

حضرت اسماعیل صاف ستھرا لباس پہنے قریب ہی پہاڑ پر اپنی بکریاں چرا رہے تھے ——— کہ

ع ——— پہاڑی پر سے دی آواز اسمٰعیلؑ ادھر آؤ
ادھر آؤ خدائے پاک کا ارشاد سُن جاؤ
پدر کی یہ صدا سُنکر پسر دوڑا ہُوا آیا
رُکا ہرگز نہ اسمٰعیلؑ گو شیطان نے بہکایا

بیٹا حاضرِ خدمت پدر ہُوا ——— اور عرض کی!۔
ابّا جان حکم ! ———

فرمایا! بیٹا میں نے آج رات ایک ایسا سُہانا خواب دیکھا ہے اور یہ خواب میری زندگی کی کتاب کا ایک سنہری باب ہے !

عرض کی ابّا حضور کھُل کر بیان کریں ———

فرمایا: ——— ع

یہ دیکھا ہے کہ میں خود آج تجھ کو ذبح کرتا ہوں
خدا کے نام سے تیرے لہو میں ہاتھ بھرتا ہوں

بس پھر کیا تھا فرزندِ ارجمند نے نہ سوچا، نہ سمجھا، نہ تأمل، نہ گھبراہٹ اور نہ کوئی پریشانی ——— فوراً ۔ ع

سعادت مند بیٹا جھک گیا فرمانِ باری پر
زمین و آسمان حیران تھے اس اطاعت گزاری پر

اور ہوتے بھی کیوں نہ جبکہ وہ کوئی پاکستانی کا نافرمان بیٹا نہیں تھا۔ ماں باپ کا بے ادب اور گستاخ لڑکا نہیں تھا بلکہ حضرت خلیل اللہ کا اطاعت گزار۔ فرمانبردار اور حلیم لختِ جگر تھا ———

بڑے ہی تحمل مزاجی سے جواب دیا ———

ابا جان پھر دیر کیسی جو کچھ حکم ملا ہے کر گزریئے! ———

سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ۔

انشاءاللہ آپ ہر حالت میں مجھے صابر پائیں گے ——— حلیم ہونے کے ساتھ اگر مجھے صابر ہونے کا رتبہ بھی مل جائے تو مجھے اور کیا چاہیئے اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیئے اور رضائے الٰہی کے پیشِ نظر تو میرے لئے اور خوش قسمتی کیا ہوگی؟ ———

دونوں باپ اور بیٹا راضی ہو گئے باپ ذبح کرنے کیلئے اور بیٹا ذبح ہونے کے لئے ———

فَلَمَّآ اَسْلَمَا ——— جب دونوں نے تسلیم و رضا کی وادی میں قدم رکھ دیا ——— تو

سورۃ۔الصافات ۔ تفسیر روح البیان جلد ۳ ص ۲۱۳

اِنَّہٗ رَمَی الشَّیْطَانَ حِیْنَ تَعَرَّضَ لَہٗ بِالْوَسْوَسَۃِ عِنْدَ ذِبْحِ وَلَدِہٖ ۔

کہ۔ شیطان اس نیکی کے راستہ میں دیوار بن کر کھڑا ہو گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگا !

اللہ کے خلیل ہوش کرو۔ اپنی ضعیفی کا عصا اپنے ہاتھ سے توڑنے لگے ہو۔ اور اپنے بڑھاپے کا سہارا خود برباد کرنے لگے ہو۔

کیا کسی باپ نے ایسا کیا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے اپنے ہی معصوم لختِ جگر کے گلے پر چھری چلائے !

خلیل اللہ علیہ السلام نے جواب دیا۔ مجھے اللہ تعالےٰ نے حکم فرمایا ہے !

شیطان ۔ کس طریقہ اور کس انداز میں سوتے میں۔ یا۔ جاگتے میں۔ نیند میں یا بیداری۔؟

جواب دیا ۔ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ ۔ خواب میں !

شیطان ۔ یہ تو شیطانی وسوسہ ہو گا !

فرمایا ۔ نہیں ۔ رُؤْیَاءُ الْاَنْبِیَاءِ حَقٌّ وَّحْیٌ ۔ کہ انبیاء علیہم السلام کی خواب بھی حقیقت پر مبنی ہوتی ہے اور وحی الٰہی ہوتی ہے۔

پھر خلیل اللہ علیہ السلام نے پورے جلال سے پوچھا تو کون ہے جو میرا راستہ روک رہا ہے اور مجھے خدا کے حکم کی تعمیل میں دیوار کھڑی کر رہا ہے

شیطان نے کہا ۔ اَنَا اِبْلِیْسُ ۔

تو سات کنکر مارے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور فرمایا ! ——

دفع ہوجا یہاں سے ——

حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے سات کنکر ابلیس لعین کو مارے ہوئے

قیامت تک کے لئے سُنّتِ ابراہیمی بنا دیئے گئے ! ——

یہاں سے نا امید ہوکر اور اپنی شیطانی دیوار کو منہدم ہوتا دیکھکر ——

وہ حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ورغلانے —— وسوسہ میں

ڈالنے —— اور نیکی و ثواب کے اس راستہ سے ہٹانے کے لئے آگیا -

نزہت المجالس جلد ۱ ص ۱۶۹ —— فَلَمَّا خَرَجَ بِهٖ جَاءَهَا

الشَّيْطَانُ —— وَقَالَ يَا هَاجَرَةُ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ يُرِيْدُ ذَبْحَ اِسْمٰعِيْلَ -

اے ہاجرہ ! - جانتی ہو آج ابراہیم علیہ السلام، اسمٰعیل علیہ السلام

کو بنا سنوار کر کہاں لئے جا رہا ہے ! ——

فرمایا —— نہیں -

شیطان —— اسماعیلؑ کو ذبحہ کرنے کے ارادہ سے -

ہاجرہؓ —— وہ کیوں ؟ ——

شیطان —— زَعَمَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَمَرَهٗ !

اس کا وہم و خیال ہے کہ اُسے اللہ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے !

ہاجرہؑ —— قَالَتْ سَلَّمْنَا اَمْرَ اللّٰهِ ——

کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکم پر پورا پورا یقین ہے —— اور اس

کے پر ہمارا سر تسلیم خم ہے !

فَلَحِقَ اِسْمٰعِيْلَؑ —— شیطانِ لعین، حضرت ہاجرہ سے بھی

مایوس ہو کر حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کے پاس جا پہنچا۔
اور وہی الفاظ دُہرائے جو حضرت ہاجرہؓ سے کہے تھے!۔
حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے بھی وہی جواب دیا جو کر ان کی والدہ ماجدہ نے دیا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے قربان ہونے کو تیار ہوں ——
یہاں سے بھی ناامید ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جا ملا اور کہنے لگا —— اپنی زندگی کے آخری سہارے اور اپنے اس لختِ جگر کو ذبح کرنے لگے ہو جسے تم نے اللہ تعالےٰ سے مانگ کر لیا ہے ——
رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔
شیطان نے پھر کہا —— جَاءَكَ الشَّيْطٰنُ فِى الْمَنَامِ —— کہ ہو سکتا ہے کہ خواب میں آپ کے پاس شیطان آیا ہو اور اُس نے آپ کو یہ حکم دیا ہو۔
حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے شیطان سے غصّہ میں فرمایا!۔
اَلَيْكَ عَنِّیْ يَاعَدُوَّاللهِ —— کہ ——
میری طرف سے تجھ پر لعنت ہے اور اے اللہ کے دُشمن دُور ہو جا مجھ سے —— اور پھر
حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے والدِ مکرم سے کہا! ——
اِرْفَعْ قَمِيْصِىْ اِلٰى اُمِّىْ —— کہ ——
میری قمیص میری امّی جان کو دے دینا ——
وَاقْرَأْبِهَا السَّلَامَ مِنِّىْ —— اور
میری والدہ محترمہ کو میرا سلام بھی پہنچا دینا —— اور اگر

فَاِنْ سَأَلَتْكَ عَنِّیْ ـــــ اگر میری اماں جان، آپ سے میرے بارے میں دریافت کریں ـــــ تو انہیں جواب دینا ـــــ تَرَکْتُہٗ عِنْدَ مَنْ ھُوَ خَیْرٌ مِّنْکَ وَمِنِّیْ! ـــــ کہ میں اسے ایسے مہربان کے پاس چھوڑ آیا ہوں جو کہ تم سے بھی اور مجھ سے بھی بہتر ہے ـــــ

یعنی اللہ تعالیٰ کے حوالے کر آیا ہوں! ـــــ

"شاہنامۂ اسلام" ـ حفیظ جالندھری مرحوم نے اس قربانی کے دردناک واقعہ کی خوب منظر کشی اور اس ذبحۂ عظیم کے پُرسوز حادثہ کی خوب تفسیر کی ہے۔

کہ ع ـــــ عجب ہشاش تھے دونوں رضائے ربِّ عزّت پر
تامل یا تذبذب کچھ بھی نہ تھا دونوں کی صورت پر
کہا فرزند نے اے باپ اسماعیلؑ صابر ہے
خدا کے حکم پر بندہ پئے تعمیل حاضر ہے

تفسیر کبیر جلد ۷ ص ۱۵۳/۱۵۴ ـــــ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عرض کی ابا جان ـــــ یَا اَبَتِ اشْدُدْ رِبَاطِیْ ـــــ مجھے رسّی سے باندھ لیجئے ـــــ تاکہ اگر میں چھری کے نیچے تڑپوں تو آپ کو رحم نہ آجائے۔

وَاکْفُفْ عَنِّیْ ثِیَابَکَ ـــــ اور اپنے کپڑے بھی مجھ سے بچا کے رکھیں ـــــ تاکہ میرے خون کے قطرے آپ کے لباسِ اطہر پر نہ گریں۔
اس وقت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی عمر شریف صرف سات برس تھی یا پھر تیرہ سال کی ـــــ

وَتَلَّہٗ لِلْجَبِیْنِ ـ پھر باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا لیا ـــــ

بیٹے نے عرض کی — ابّا حضور! مجھے اوندھا لٹالیں ——
پوچھا — بیٹا کیوں؟ —
جواب دیا —— کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کو میری صورت دیکھکر رحم آجائے اور آپ کے ہاتھ سے چھری گر جائے۔
آخر کار —— باپ نے ایسا ہی کیا —
اور پھر —— ع

پچھاڑا اور گھٹنا سینۂ معصوم پر رکھا
چھری پتھر پہ رگڑی ہاتھ کو حلقوم پر رکھا

آسمان کے فرشتوں نے جب یہ المناک نظارا دیکھا تو ان کی چیخیں نکل گئیں —— اور زمین و آسمان کانپ گئے۔
سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ شاید اسلئے بھی کہ آجتک کوئی فرشتہ اللہ کے نام پر اسطرح قربان ہوتا نہ دیکھا گیا جس طرح یہ دونوں باپ بیٹے خدا کے نام پر اپنے آپ کو قربان ہونے اور قربان پر مائل ہیں۔ عجب انسان ہیں دونوں صبر و رضا کے پیکر — رضائے الٰہی کی خاطر باپ ذبح کرنے پر خوش اور بیٹا قربان ہونے پر راضی ! ——
نزہت المجالس۔ جلد اوّل صہ ۱۷۰ —
وَفُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ — اور جنت کے دروازے کھول دیئے گئے تاکہ آسمان کے فرشتے دیکھ لیں کہ صرف اللہ تعالےٰ کو تمہاری تسبیح و تحلیل حمد و ثناء اور رکوع و سجود کی ہی ضرورت نہیں ہے، اُسے تو ایسے بندے بھی چاہئیں جو ان صفات کے ہوں کہ خواب کو بھی وحیِ الٰہی سمجھ کر قربانی کے جذبہ

سے سرشار ہو کہ میری خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کیخاطر ایک باپ اپنے بیٹے
کو ذبح کرنے کیلئے تیار ہو جائے اور بیٹا اپنے باپ کی بات پر یقین رکھتے ہوئے
اور اطاعت گزاری کا ثبوت دینے کے لئے اللہ کی راہ میں قربان ہو جانے فخر کرے
اور پھر حضرت ہاجرہؑ جیسی مقدس ماں بھی چاہیئے جو شیطان کے جال کو
توڑ کر اپنے لختِ جگر کو خدا تعالےٰ کے حکم کی تعمیل میں اپنے وفادار بیٹے کو
ذبحہ کروا کر بھی غمگین اور اداس نہ ہو ———

وَقِیلَ ——— اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ کریم نے حضرت جبریل علیہ
السلام کو وحی بھیجی ———

اَدْرِکْهُ وَاِنْ قَطَعَتِ السِّکِّیْنُ عَنْهُ شَیْئًا لَاَمْحُوَنَّكَ مِنْ
دِیْوَانِ الْمَلَائِکَةِ ———

کہ ——— فوراً جاؤ اور دونوں باپ بیٹے کو پکڑ لو ——— اور اگر اسمٰعیل
علیہ السلام کا چھری نے ایک بال بھی کاٹا تو فرشتوں کے دفتر سے تمہارا نام کاٹ دیا جائیگا۔
ادھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کئی بار چھری چلائی مگر ——— اسمٰعیل
علیہ السلام کا ایک بال بھی نہ کاٹ سکی ———
تو غصہ میں آکر ہاتھ سے چھری پھینک دی ! ———
اور پھر چھری نے کہا ——— لِمَ تَغْضَبُ ———
یَا خَلِیْلَ اللّٰہِ ——— آپ مجھ پر غضب ناک کیوں ہوئے ———
فرمایا ——— اس لیئے کہ تو اسمٰعیل علیہ السلام کا گلا تو ایک طرف رہا
اس کا ایک بال بھی نہیں کاٹ سکی ———
چھری نے جواب دیا ——— کَیْفَ لَمْ تَحْرِقِ النَّارُ

کہ ــ آتشِ نمرود نے آپ کو کیوں نہ جلایا تھا ــــــ
فرمایا ــــ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آگ کو حکم مِلا تھا ــ
یَانَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ ــــ کہ اے
آگ ٹھنڈی ہو جا اور میرے ابراہیم علیہ السلام پر سلامتی والی بن جا ! ــ
چھُری نے پھر عرض کی ــــ خَرَجَ لِیْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً لَا تَقْطَعِیْ شَیْئًا
کہ مجھے ستر دفعہ کہا جا رہا ہے کہ خبردار اسمٰعیل علیہ السلام کی کوئی شے
نہ کاٹی جائے ــــــ
میرا اپنا شعر ہے جو کہ میں نے جامعہ نعیمیہ مُراد آباد میں جناب جگرؔ مراد آبادی
مرحوم کی صدارت میں پڑھ کر رئیس المتغزلین سے داد وصول کی تھی ــــ ع

نہ احساسِ ایذا کچھ بھی ہوا وقتِ ذبح مجھ کو
تہِ خنجر لگی تھی آنکھ اپنی چشمِ قاتل سے

غرضیکہ ــــ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین دفعہ اپنے معصوم
بیٹے پر چھری چلائی مگر بیٹے کا بال بھی چھری نے نہ کاٹا ۔ حضرت ابراہیم
علیہ السلام حیران تھے کہ کیا ماجرا ہے ــــ ایسا کیوں ؟ ہو رہا ہے اور کیا
کہیں اس امتحان میں فیل تو نہیں ہو رہا ! ــــــــ
یہ سوچ ہی رہے تھے کہ ربِّ تعالیٰ کی طرف سے آواز آگئی ــــــ
صَدَّقْتَ الرُّؤْیَاءَ ــــــــ
کہ ــ اے ابراہیم علیہ السلام ! بس اتنا ہی کافی ہے اور تُو نے
اپنا خواب سچا کر دکھایا ہے ــــ اسلئے کہ میرے حکم کے بعد نہ خود تمہارے
چہرہ پر تسکین آئی اور نہ ہی تیرے جانثار بیٹے کی پیشانی پر حزن و ملال کے

آثار دکھائی دیتے ہیں ! ——

وَسَلَامٌ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ - اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ -

اور ہماری طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر - اس جذبہ - تعمیل - اور کامیابی پر انعام کے طور پر ہزاروں سلام ہوں —— کیونکہ وہ ہمارے کامل الایمان بندوں میں سے ہے ——

چھری چلاتے وقت جبریل علیہ السلام نے کہا اللہ اکبر — اللہ اکبر

اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا —— لا الہ الا اللہ واللہ اکبر — اور ابراہیم علیہ السلام نے کہا وللہ الحمد ! ——

وَقَالَ جِبْرَئِیْلُ یَا اِبْرَاهِیْمُ اِنَّ اللّٰهَ اَعْطَاكَ بِصَبْرِكَ دَعْوَةً لَكَ مُسْتَجَابَةً —

کہ — اے ابراہیم علیہ السلام ، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس صبر کے بدلے دعائے مستجاب عطا کی ہے ——

کوئی دعا کرنی ہو تو کر لو —— تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا کی —— اَللّٰهُمَّ لَا تُعَذِّبْ اَحَدًا مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ——

کہ — اللہ تعالیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اُمتی کو بھی عذاب نہ دینا ——

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اللہ کریم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو بھیجا کہ —— اَدْرِكْهُ —— کہ

اسمٰعیل علیہ السلام کو فوراً پرواز کر کے پکڑے یعنی اسے چھری کے نیچے سے نکال لو —— تفسیر روح البیان جلد ۳ صا ۲۱۱ چنانچہ ایک

دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا ؟
هَلْ أَصَابَكَ مُشَقَّةٌ وَّتَعَبٌ فِي نُزُوْلِكَ مِنَ السَّمَآءِ ۔ کہ،
کیا تجھے آسمان سے نازل ہوتے وقت کبھی کوئی تکلیف اور مشقت بھی ہوئی ہے ؟
تو جبریل علیہ السلام نے جواب دیا !
نَعَمْ اَرْبَعَةَ مَوَاضِعَ ۔۔۔۔۔۔
ہاں چار دفعہ ! ۔۔۔۔۔
اَلْاَوَّلُ حِيْنَ اُلْقِيَ اِبْرَاهِيْمُ فِي النَّارِ كُنْتُ تَحْتَ الْعَرْشِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَدْرِكْ عَبْدِيْ ۔۔۔۔۔۔
پہلا یہ ۔۔۔ کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کی نذر کیا تو میں عرش کے نیچے یہ المناک حادثہ دیکھ رہا تھا کہ اللہ جل شانہ، کی طرف سے حکم ہوا ۔ کہ جبریل اپنا پورا زور لگا کر اور اپنے پورے چھ سو پروں کی طاقت صرف کر کے جاؤ اور میرے نیک ۔۔ صالح اور برگزیدہ پیغمبر حضرت ابراہیم کو پکڑ لو ۔۔۔ یعنی بچا لو ۔۔۔
چنانچہ میں پرواز کر کے پہنچا ۔۔۔ اور کہا کوئی حاجت ہے تو بتاؤ !
تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا ۔۔۔ اَمَّا اِلَيْكَ فَلَا ! ۔۔
حاجت تو ہے پر تجھ سے نہیں ! ۔۔۔۔۔
نزہت المجالس میں فرمایا ہے کہ ۔۔۔ نَعَمْ
کہ ہاں حاجت ہے تو جبریل نے پوچھا کونسی ؟
تو فرمایا ۔۔۔۔۔ اَنْ تَكُوْنَ مَعِيَ فِي النَّارِ
کہ میرے ساتھ آگ میں چھلانگ لگاؤ ! ۔۔۔۔۔

دوسرا ــــــ حِیْنَ وَضَعَ اِبْرَاهِیْمُ السِّکِّیْنَ عَلٰی حَلْقِ اِسْمٰعِیْلَ کُنْتُ تَحْتَ الْعَرْشِ ــــــ کہ

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے معصوم حلق پر چھری رکھی تو میں عرش کے نیچے یہ دردناک نظارا دیکھ رہا تھا۔ تو اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ آنِ واحد میں زمین پر جاؤ اور میرے ذبح ہونے والے صالح۔ صابر اور اطاعت شعار پیارے رسول حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو بچاؤ ــــــ

چنانچہ حکمِ الٰہی سنکر میں نے اپنی پوری قوت سے پرواز کر کے زمین پر پہنچا ــــــ

فَقَلَبْتُ السِّکِّیْنَ ــــــ میں نے چھری کو پھیر دیا ــــــ

تیسرا ــــــ جب کفارِ مکہ نے جنگِ اُحد میں آپؐ کا دندانِ مبارک شہید کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جاؤ ــــــ

اُدْرِكْ دَمَ حَبِیْبِیْ ــــــ اور میرے محبوب علیہ السلام کے خونِ مبارک کو اپنے پروں پر اٹھالو ــــــ کہ وہ زمین پر گرے!

فَاِنَّهٗ لَوْ سَقَطَ مِنْ دَمِهٖ عَلَى الْاَرْضِ قَطْرَةٌ مَا اَخْرَجَتْ مِنْهَا نَبَاتًا وَّلَا شَجَرًا ــــ

کیونکہ اگر میرے حبیبؐ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے خون کا قطرہ زمین پر گر گیا تو زمین پر کوئی سبزا اور کوئی درخت پیدا نہیں ہوگا ــــ تو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر آنِ واحد میں پہنچا اور آپؐ کے خونِ مبارک کو ہوا میں اڑا دیا۔ پیشتر اس کے کہ وہ زمین پر گرتا ــــــ

پچہارم ـــــ حِیْنَ اُلْقِیَ یُوْسُفُ فِی الْجُبِّ ـــــ کہ
جب حضرت یوسف علیہ السلام کو کنعان کے اندھیرے کنوئیں میں پھینکا گیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ جاؤ میرے ہونے والے صابر و شاکر نبی کو کنوئیں میں گرنے سے پہلے سنبھال لو ـــــ

چنانچہ ـــ میں نے اپنی پوری طاقت و قوت سے پرواز کی اور اپنے چھ سو پروں کو کھول کر اس اندھیرے کنوئیں میں آیا اور حضرت یوسف کو کنوئیں میں گرنے سے پہلے اپنے پروں پر اٹھا لیا اور انہیں ایک پتھر پر آرام سے بٹھا دیا ـــــ

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ یہ قدرت الٰہی کی کرشمہ سازی ہے ورنہ کہاں چھری کا حلق پر چلنا ـــــ کہاں آگ کے شعلوں میں گرنا ـــــ کہاں خون کے قطرہ کا زمین پر پڑنا ـــــ اور کہاں یوسفؑ کا کنوئیں میں آنا اور کہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام کا عرش کے نیچے ہونا اور کہاں سدرۃ المنتہاء میں بیٹھ کر خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنا اور کہاں کروڑوں میل کا فاصلہ اللہ کی شان اور خدا کی قدرت کے ساتھ ساتھ جبرئیل علیہ السلام کی قوت اور چھ سو پروں کی طاقت دیکھو! ـــــ

حضرات محترم ـــــ اگر کروڑوں میل کا فاصلہ ایک آن واحد میں حضرت جبرئیل علیہ السلام زمین پر عرش سے آسکتا ہے تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک آنِ واحد میں زمین سے عرش پر کیوں نہیں جا سکتے!

اقبال مرحوم کہتا ـــــ کہ

ع ـــ سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفٰےؐ سے مجھے
کہ عالمِ بشریّت کی زد میں ہے گردوں

تو قارئینِ کرام ! ــــــ جبریل علیہ السلام آنِ واحد میں زمین کی وادیٔ مِنا میں اترتے اور جنت سے ایک **دُنبہ** یا **مینڈھا** بھی ساتھ لائے جو چار ہزار سال تک جنت میں پلتا اور چرتا رہا ــــــ

اور پھر حکم ہُوا کہ اے میرے برگزیدہ رسُول اور صالح نبی اور صابر پیغمبر ــــــ اب اپنے لختِ جگر اسمٰعیلؑ کی بجائے اس دُنبہ کو ذبحہ کر دو ــــــ

تو ــــ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جنت سے لائے ہوئے دُنبہ کو ذبحہ کر دیا جسے قرآن مجید نے **بِذِبۡحٍ عَظِیۡمٍ** کہا ہے یعنی عظیم اور بہت بڑی شے ذبحہ کی گئی ــــ اور اس طرح اسمٰعیل علیہ السلام کی جگہ اس مینڈھے کا فدیہ دے دیا گیا ــــ ذبحہ کر دیا گیا اور قربان کر دیا گیا ــــ تو اس دنبہ کی یہ نسبت کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بدلے میں ذبحہ کر دیا گیا اسے جنت میں لے جائے گی ــــ

امام غزالیؒ اور علامہ صفوریؒ نے سچ فرمایا ہے ــــــ کہ

نسبت اچھی ہو تو جنت میں جانا مشکل نہیں

اقبالؒ مرحوم نے اس قربانی کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے ــــــ کہ

ع یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کِس نے اسمٰعیلؑ کو آدابِ فرزندی

اور ایک دوسرے شاعر نے بھی قرآنِ پاک کے اس دردناک واقعہ کو یوں بیان کیا ہے ــــــ کہ ع

دیا تھا سب سے پہلے کس نے سر میرے خدا تجھکو
کہ مقتل سے ابھی تک رسمِ قربانی نہیں جاتی

اصل میں یہ شعر یوں تھا ـــــــ

دیا تھا سب سے پہلے کس نے سر اے سنگدل تجھکو

تو سیّد افتخار الحسن نے سنگدل کی بجائے میرے خُدا کہہ دیا ہے ...
قارئین کرام ! ـــــ یہ تینوں باپ بیٹے اور ہاجرہ کی کتنی عظمت پائی جاتی ہے کہ تینوں نے شیطان کو کنکر مارے اور خُدا نے ان کے اس حسُن کردار کو اپنے حج مبارک کے لئے رکن بنا دیا ـــــ
سیّد افتخار الحسن کے نزدیک یہ قربانی ـــ یہ فدیہ اور یہ ذبیح کوئی معمولی شے نہیں تھی۔ اسلئے کہ ایک پیغمبر کے بدلے اپنی جان دینی ـــ اپنے آپ کو قربان کرنا اور اللہ کے خلیلؑ کی خواب کو سچ کرنے کے لئے چھری کے نیچے آپ ذبحہ ہو جانا ایک عظیم کارنامہ اور انتہائی جانثاری کی دلیل ہے اور اسی لئے قرآن حکیم نے اس فداکاری کو **بذبحٍ عظیم** فرمایا ہے ـــ

ع۔ غریب و سادہ و رنگین ہے داستان حرم
انتہا ہے اس کی حسین اور ابتدا ہے اسمٰعیلؑ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

اللہ کے خلیلؑ کی دعائیں
اور
عربؐ کے شہزادے

قارئین حضرات! ـــــــ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبیحہ کے جنت کی قرآن حکیم کے مطابق سچی کہانی تو آپ نے سن لی اب ذرہ دونوں باپ اور بیٹے کا ایک اور قرآنی قصہ بھی ملاحظہ فرمائیں ــــ کہ دونوں باپ بیٹے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی اللہ کا گھر بنایا اور رب دا کوٹھا تیار کیا ــــ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالے ہے ـــــــ

سورۃ البقرہ - آیت ۱۲۷ ـــــــ وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ ـــــــ

اور جب اٹھاتا تھا ابراہیم اس گھر کی بنیادیں ــــ اور اسماعیل ــــ اور دونوں یہ دعا بھی کرتے جاتے تھے کہ یا ربّ ہماری اس محنت کو قبول فرما! ــــ

بے شک تو ہی سننے اور دیکھنے والا ہے۔

اور پھر تعمیر کعبہ کے انعام کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام نے جس پتھر پر کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی اس پتھر کو جائے نماز بنا دیا۔
وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ــــــــ

خانہ کعبہ تعمیر تو ہو گیا لیکن بے آب و گیاہ خطہ میں جہاں نہ کوئی فصل۔ نہ کوئی سبزی اور نہ کوئی زراعت، نہ کھیتی باڑی۔ بس فلک بوس پہاڑوں کا سلسلہ ــــ پہاڑوں کے دامن اور چٹانوں کی بلندیوں کے ساتھ حدِّ نگاہ تک پھیلے ہوئے صحرائے عرب کے ریت کے ٹیلوں کے سوا اور کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا تھا اور آتش فشاں پہاڑ کی طرح جھلسا دینے والے گرم ہوا کے جھونکوں کے علاوہ اور کوئی شے نظر نہیں آتی تھی ــــــــ

یہ بھی ایک حضرت اسمٰعیل علیہ کا اعجازِ نبوت سمجھو کہ بچپن میں ہی پاؤں کی ٹھوکر سے "آبِ زمزم" جاری کر دیا تھا تاکہ عرب کے اس وسیع ریگستان میں پانی کی ایک لہر بھی جاری ہو جائے تاکہ آنے والی انسانی نسلیں ملتِ ابراہیمی اور اولادِ اسماعیلؑ کی شکر گزار رہیں ــــــــ

اور یہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُور اندیشی اور پیغمبرانہ فکر و سوچ ہی کا نتیجہ ہے کہ اس بے آب و گیاہ خطہ میں اور ان پہاڑوں کے دامن میں اس تپتے ہوئے ریگستان کے ٹیلوں میں کبھی نہ کبھی کوئی آبادی ہو گی اور لوگ دُور دُور سے آ کر یہاں بستیاں آباد کریں گے اور پھر ہر طرف سے خانہ کعبہ کا طواف اور خانہ کعبہ کا حج مبارک کرنے والے اہلِ ایمان یہاں آ کر کھائیں گے کیا!
یہ سوچ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں دعا کی۔

سورت البقرہ۔ آیت ۱۲۶ ــــــــ

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ــــــ اور

پھر سورۃ ابراہیم ــــ آیت ۳۵ ــــــــ

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا ــــ

اور آیت ۳۶ میں۔ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ۔

کہ ــــ یارب اس شہر کو امن والا بنا دے اور اس شہر کے رہنے والوں کو جو کہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ انہیں پاک وصاف پھلوں سے رزق عطا کر تا کہ یہ لوگ تیرے شکر گزار اور احسان مند ہوں ــــــ

رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ ــــ کہ میں اپنی اولاد کو ایک ایسی وادی میں چھوڑ چلا ہوں، جہاں کوئی خورد و نوش کا سامان اور زراعت یعنی کھیتی باڑی کا کہیں نام و نشان تک نہیں ہے۔ اس لئے انہیں تازہ پھلوں سے رزق مہیا کر ــــــ

تاریخ الحرمین الشریفین۔ حصہ اول صہ ۶۵ مکہ مکرمہ از عباس کرارہ۔

تفسیر کبیر جلد ۵ صہ ۲۴۵ ــــ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا معصوم و صابر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو گود میں لئے بیٹھی ہے۔ ایک دو دن کی خوراک بھی ختم ہو چکی ہے ــــــــ

ثُمَّ عَطِشَتْ وَعَطِشَ الصَّبِيُّ ــــــ پھر ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو بھی اور اس کے معصوم بچہ کو بھی پیاس لگی اور پھر اسماعیل ؑ کو پیاس نے تنگ کیا۔ ہاجرہ رض تو کوہِ صفا و مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان پانی کی تلاش میں دوڑنے

لگیں اور ادھر —— ضَرَبَ بِقَدَمِهٖ فَغَارَتْ عَيْنًا" ——

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنے دونوں پاؤں شدّتِ پیاس سے مجبور ہو کر پتھرؔ پر پارے تو آبِ زمزم کا چشمہ فوارے کی طرح اُبل پڑا۔ حضرت ھاجرہؓ نے چشمہ کے اردگرد پتھروں کی باڑ کھڑی کر دی تاکہ پانی اِدھر اُدھر پھیل کر ضائع نہ ہو جائے۔ نبیٔ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ——

رَحِمَ اللّٰهُ اُمَّ اِسْمٰعِيْلَ لَوْلَا اَنَّهَا عَجِلَتْ لَكَانَتْ زَمْزَمُ عَيْنًا مَعِينًا —— کہ

" اللہ تعالیٰ، حضرت اسمٰعیل کی والدہ پر رحم فرمائے، اگر وہ جلدی سے آبِ زمزم کے اردگرد باڑ نہ بناتیں تو یہ چشمہ ساری دنیا کے لئے کافی ہوتا"

حضرت ھاجرہؓ رضی اللہ عنہا پورے اطمینانِ قلب اور پُرسکون چشمہ کے اردگرد بیٹھتی ہیں اور چشمہ کے اردگرد پرندے چہچہاتے اڑتے پھرتے اور اپنی چونچیں آبِ زمزم میں ڈبو کر اپنی پیاس بجھا رہے ہیں ——

اعلیحضرت —— تفسیر کنزالایمان —— حاشیہ نمبر ۹۱

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور سب سے پہلے عرب کے مشہور اور پرانے قبیلہ جرھم کا ادھر سے گزر ہوا ——

انہوں نے دیکھا کہ اس وادیٔ غیر ذی ذرع اور کوہساروں کے وسیع سلسلہ میں پرندے اُڑ رہے ہیں۔ قبیلہ والے سمجھ گئے کہ یہاں ضرور کہیں پانی موجود ہے ورنہ یہاں پرندوں کا اڑنا کیا؟ وہ اسطرف چل پڑے جدھر پرندے اُڑ رہے تھے، جب قبیلے کے لوگ قریب آئے تو ان کے تعجّب و حیرانی کی کوئی حد نہ رہی کہ ایک صاف و شفاف، ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا چشمہ فوارے کی طرح اُبل رہا ہے۔

اور ایک خاتون خوشی و مسرت کے عالم میں سر جھکائے بیٹھی ہے۔

قبیلے کے لوگ پیاس کے مارے نڈھال ہو رہے تھے اور پانی کی تلاش میں ہی عرب کے صحراؤں اور خشک چٹیل پہاڑوں کو عبور کرتے ہوئے وہ ادھر آنکلے تھے۔ اور اب ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا چشمہ اُن کے سامنے تھا۔ ان کی خوشی کا اندازہ ان کی چھلکتی آنکھوں سے صاف لگایا جا سکتا کیوں کہ عرب کے صحراؤں میں پانی کا ملنا زندگی کی سب سے بڑی نعمت تصوّر ہوتا تھا۔

جب وہ آب زمزم کے چشمہ کے پاس آئے اور ایک عصمت و عفت مآب خاتون کو اس کے قریب بیٹھے دیکھا تو ہاتف غیبی سے ایک مسرور کُن آواز آئی۔ جس سے انہیں بھی سکون دل حاصل ہو گیا۔

شاہنامۂ اسلام — میں حفیظ جالندھری مرحوم نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے — کہ ؏

ندا آئی کہ اے جرہم کے بچّو! بادیہ گردو
ادب کی جا ہے لے بوڑھو، جوانو، عورتو، مردو
یہ وہ عورت ہے قربان عورتیں جس کی شرافت پر
یہ ایسی ماں ہے مائیں رشک کھائیں جس کی قسمت پر
یہ اُمُّ المُسلمینؑ ہے اور شہزادی ہے صحرا کی
اسی کے نازنیں قدموں سے آبادی ہے صحرا کی
یہ عورت اور اس کی گود میں بچّہ جو لیٹا ہے
یہ پیغمبر کی بیوی ہے وہ پیغمبر کا بیٹا ہے

قبیلہ جرہم کے لوگوں نے بڑے ادب و احترام اور نہایت ہی

عجز و انکساری سے حضرت ہاجرہؓ کو سلام کیا اور ساتھ کئی قسم کے نذرانے اور تحائف بھی پیش کیئے اور اس جگہ اپنے خیمے لگانے کی اجازت طلب کی۔

حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بخوشی اجازت مرحمت فرمائی۔ بس پھر انہوں نے اپنی رہائش و قیام کے لئے چشمہ کے ارد گرد اپنے خیمے نصب کر کے اپنی کمریں کھول دیں اور یہ پہلی آبادی تھی جو آب زمزم کے چشمہ کے ارد گرد بنی اور مکہ آباد ہونے لگا ——— اور

پھر رفتہ رفتہ ادھر ادھر کے قافلے پانی کی تلاش میں سرگرداں اس طرف آنکلتے اور یہیں آباد ہوتے گئے اور جو اس صحرا میں بھٹک گئے وہ سینکڑوں میل چل کر بھی سراب میں گم ہو گئے اور ان کا نام و نشان تک مٹ گیا ———

بالآخر ——— صدائے خلیل علیہ السلام اور مشیّت الٰہی اپنا رنگ دکھانے لگی، اور مکہ مکرمہ آباد ہونے لگا ——— جس کی نشاندھی قرآن مجید میں یوں کرائی ہے ——— کہ

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلنَّاسِ ——— فِیْہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ ——— مَقَامُ اِبْرٰھِیْمَ وَ مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ———

خلیل اللہ کی دعاؤں کا لُبِ لباب

حضراتِ گرامی ——— حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مندرجہ بالا قرآنی دعاؤں اور ارشادِ باری تعالیٰ کا لب لباب یہ ہے اور ان سے مندرجہ ذیل حقائق کھل کر سامنے آتے ہیں ———

۱ ——— یا اللہ اس بے آب و گیاہ وادی کے رہنے والوں کو ہر طرح کے اور ہر طرح کے اور ہر موسم یا بے موسم کے تر و تازہ پھلوں اور میوہ جات سے رزق

مہیا فرما ــــــــ

۲ ــــ اور اس شہر کو امن وسلامتی کا گہوارہ بنادے ــــ

۳ ــــ اور اس شہر میں جو بھی داخل ہو جائے اسے امان دے دے ۔

مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۔

جو بھی ان میں سے اللہ اور آخرت پر ایمان لائیں ان کے لئے یہ انعامات و اکرامات مخصوص کردے ! ــــــ

اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ ــــــ خزائن العرفان تفسیر ــــ حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ ــــ فرماتے ہیں کہ ۔ اس شہر کو امن وامان والا بنا دے ــــ اس سے یہ مراد ہے کہ حرمِ کعبہ میں قتل وغارت حرام ہے اور وہاں شکار تک کو امن ہے ــــ یہاں تک کہ حرمِ شریف میں شیر اور بھیڑئیے بھی شکار نہیں کرتے ــــ اور مومن اس میں داخل ہو جائے تو عذاب سے مامون ہو جاتا ہے ــــ اور حرم کو اس لیئے حرم کہا جاتا ہے کہ اس میں قتل ۔ ظلم اور شکار تک حرام وممنوع ہے ۔ (احمدی) ــــــ

اور اگر کوئی مجرم بھی حرم شریف میں داخل ہو جائے تو اس سے تعرض کیا جائے گا ــــ (مدارک)

وَجَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ ــــــ اور ہم نے اس گھر کو مرجع الخلائق ــــ پناہ گاہ اور دارالامان بنا دیا ــــ اور یہاں پر امن وامان کی رکھوالی اور حفاظت کے لئے یہاں تک حکم نافذ کر دیا گیا کہ ایام حج میں کسی قسم کی لڑائی جھگڑا ۔ قتل وغارت اور فتنہ وفساد کی آگ بھڑکانا تو درکنار کوئی شخص ان ایام میں ایک مکھی نہیں مار سکتا اور ایک لیک ہلاک نہیں کر سکتا ۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں قبول ہوئیں یا نہیں؟
تو قرآن پاک ہی سے ثابت ہے کہ اللہ کے خلیل نے اللہ تعالیٰ سے جو طلب کیا وہ انہیں عطاء کیا گیا — جو دعا کی وہ قبول ہوئی اور جو مانگی وہ سب کچھ اُن کو دیا گیا ——
مثلاً —— حضرت ابراہیم علیہ السلام نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ السلام کی ولادتِ باسعادت کی دعا ان الفاظ میں کی جو قبول ہوئیں ——
رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا ——
اور یا — خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے دامن کو اولادِ نرینہ سے خالی دیکھنے کے سو سال کے بعد بارگاہِ خداوندی میں ان الفاظ میں درخواست کی
رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ —— جو کہ اسی وقت قبول ہوگئی اور اسی وقت ایک حلیم بیٹے کی بشارت بھی آگئی۔
وَبَشَّرْنٰهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ —
اب دیکھنا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مندرجہ ذیل دعائیں قبول ہوئیں کہ نہیں ——
رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا - اور وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعائیں : یارب اس شہر کو امن والا بنادے اور اس وادی غیر ذی ذرع میں بسنے والوں کو تروتازہ پھلوں سے رزق مہیا فرما۔
تو احبابِ کرام ! —— پہلی دعائیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبول ہوگئیں تھیں تو یہ بھی ضرور قبول ہوگئی ہونگی —— تو پھر یہ ماننے میں کوئی باق نہیں کہ آلِ سعود اور عرب کے شہزادے جس عیش پرستی

اور کیف و مستی میں زندگی گزار رہے ہیں اور ہر صبح و شام نئے اور تر و تازہ پھلوں اور پاکیزہ میوہ جات۔ اپنے شاہی خاندان کے دسترخوان کی زینت بناتے ہیں۔ یہ سب کچھ حضرت ابراھیم علیہ السلام کی ہی دعاؤں کا اثر و نتیجہ ہے ورنہ وہاں تو سوائے گرم ہوا کے تھپیڑوں اور بلند و بالا پہاڑوں کے تپتے ہوئے سنگریزوں کے سوا اور اس بستی میں دھرا ہی کیا تھا ــــــــــــ

اور آج سونے کے پہاڑوں اور تیل کے چشموں کی بدولت آلِ سُعود اور عرب کے ان شہزادوں کی تجوریاں سونے چاندی کے خزانوں سے بھرے پڑے ہیں اور تیل کے چشموں کی آمدن سے ان کے شاہی محلات تعمیر ہو رہے ہیں۔ یہ بھی، حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی اس بے آب و گیاہ بستی کے لئے دعا ہی کا کرشمہ ہے۔ اور آج اس بستی کے رہنے والے آلِ سعود اور عربی شہزادوں کے شاہی دسترخوان پر جو امریکی بروسٹڈ مُرغے ــــ زیتون کے تیل میں تلے ہوئے شامی کباب۔ زعفران کی چاشنی سے پکے ہوئے زردہ و پلاؤ اور سربمہر یافتہ کیلئے اور سنگترے چُنے جاتے ہیں، یہ بھی حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

ورنہ یہ شہزادے تو دنیا بھر میں عرب کے بدّو مشہور تھے جو کہ ڈاکوؤں کی طرح حاجیوں کے قافلے لوٹ کر اور کھجوروں کی گھٹلیوں اور جَو کے پنیر پر اپنی گذر اوقات کیا کرتے تھے ــــــــــ اور آج دولت کی فراوانی سونے چاندی کے خزانوں اور تیل کے چشموں کی اربوں روپیوں۔ ڈالروں اور پونڈ کی آمدنی نے ان بدوؤں کو شہزادے بنا کر ان میں شیطانی تکبر و غرور اتنا بھر دیا ہے کہ مسلمان تو **آبِ زمزم** کو بطور تبرک اور بطور شفاء پیتے ہیں لیکن یہ یہ بدمست شہزادے آبِ زمزم کی بجائے فرانس کا پانی خرید کر پیتے ہیں ــــ

لیکن یہ کتنے دُکھ کی بات ہے کہ آل سعود کے شہزادے جن انبیاء علیہم السلام کے صدقے سے عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں انہی کے نام و نشان تک کو مٹا دیا گیا ہے، یہانتک کہ خاندانِ نبوّت کے مقدس مزارات کو بھی ملبڈوز کر دیا ہے! ______

شورش کاشمیری مرحوم نے اپنی کتاب "شب جائے کہ من بودم" کے ص ۲۳ میں سعودی حکومت کے گماشتوں نے صرف شرک کو ہی مسمار نہیں کیا اس کے ساتھ ہی عشق و محبّت کے جال کو بھی توڑ دیا ہے اور اس کے مضبوط قلعہ کو بھی مسمار کر دیا۔ افسوس کہ سعودی حکومت شرک اور عشق میں امتیاز نہ کر سکی ______

اور یہ لوگ مزارات کی زیارت اور ان پر پھول چڑھانے کی بدعت اور شرک کہتے ہیں مگر جب کبھی خود کافروں، مشرکوں اور غیر مسلموں کی قبروں پر جاتے ہیں تو انہیں شرک نظر نہیں آتا! ______

روزنامہ نوائے وقت ___ ۱۱ مئی ۱۹۵۵ء کی اشاعت میں لکھا گیا ہے کہ اس وقت کے وزیر اعظم امیر فیصل کی سمادی پر پھول چڑھائے ______

مسلمان بھائیوں ______ ان شہزادوں سے کوئی پوچھنے والا نہیں کہ بتاؤ خاتونِ جنت کا مقدس مزار مبارک کہاں ہے۔ (صلوٰۃ اللہ علیہا) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا روضۂ انور کس جگہ ہے اور دوسرے خاندانِ نبوّت کے چشم و چراغ کی قبریں پاک کس جگہ ہیں؟ ______

اور پھر روزنامہ جنگ ۲۷-۲۸-۲۹ ستمبر ۱۹۵۶ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ ہندوستان کا وزیر اعظم پنڈت نہرو جب سعودی عرب کے دورہ پر گیا تو سعودی عرب کے شاہی خاندان نے ان الفاظ سے اس کا استقبال کیا ______

مرحباً رسول السلام ! کہ امن کے پیغمبر ہم تمہارا خیر مقدم کرتے ہیں۔

افسوس کہ نہ کوئی عالمِ دین بولا ـــــ نہ کسی مفتی نے زبان کھولی ـــ اور نہ ہی امام کعبہ کی غیرتِ ایمانی جوش میں آئی ـــــ

حضرات محترم ـــــ یہ سب کچھ عبدالوہاب نجدی کے بنائے ہوئے ذاتی اصولوں کے پیش نظر کیا جاتا ہے اور چونکہ یہ سعودی حکومت عبدالوہاب نجدی کو ہی اپنا پیشوا اور دینی راہنما مانتے ہیں اس لئے ان کی شخصی حکومت اور آمرانہ سلطنت میں عیاشی و فحاشی کے بازار کھلے ہیں ـــــ

اور وہ مقدس وادی جس میں تازہ پھلوں اور پاکیزہ میوہ جات کے ڈھیر لگے رہتے ہیں، وہاں آج شراب کی بوتلیں ـــ سور کا گوشت اور تعیش کے سامان کے ڈھیر و انبار لگے ہوئے ہیں اور جہاں مسلمان بھائیو! ان عربی شہزادوں سے کوئی پوچھنے والا نہیں - مسلمانوں کی مذہبی کتابوں اور خصوصاً "کنزالایمان" کے سعودی عرب میں داخلے پر سخت پابندی ہے لیکن وہاں آجکل امریکہ کی عیاش فوج اور غیر مسلم فوجی سپاہیوں اور افسروں کے بے پناہ فحش لٹریچر اور عریاں تصویریں مکہ مکرمہ کے بازاروں دھڑا دھڑ بک رہی ہیں ـــــ

میں ۱۹۷۹ء میں امیر الحجاج بن کر حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرفراز ہونے کے لئے گیا ـــ حسن اتفاق سمجھیے کہ آستانہ عالیہ محدث پاکستان فیصل آباد رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین جناب صاحبزادہ پیر فضل رسول صاحب رضوی حیدر آباد اور مولانا محمد حسین صاحب خطیب مرالی والا بھی اسی سال اس خطۂ ارضی مقدس میں حاضر تھے ـــــ

ایک دن ملاقات کے دوران عرض کی! حضور حجر اسود کو بوسہ تو دیا مگر

لطف نہیں آیا اور پیاس نہیں بجھی ! ——

فرمایا —— آج رات ایک بجے چلیں گے ——

وقت پر خانہ کعبہ پہنچے —— خدا کے مقبول بندوں کا ہجوم —— حاجیوں کا اژدھام اور طواف کرنے والوں کی بھیڑ —— خیال آیا کہ ایسی صورت حال میں کیسے ہوگا اور صاحبزادہ صاحب کیا کریں گے —— مگر ان کی جوانی اور ان کے بازوؤں میں خدا جانے اتنی طاقت کہاں سے آگئی کہ دونوں بازو بکھیر دیئے لوگ پیچھے ہٹتے گئے اور راستہ ہوتا گیا ——

حجرِ اسود کے قریب جاکر بازو پھیلا دیئے اور فرمایا صاحبزادہ صاحب! جی بھر کر حجرِ اسود کو بوسے دے لو! ——

وہاں سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم پر نفل پڑھنے لگے —— دونوں رکوع میں گئے تو ایک سپاہی نے دیکھ لیا —— ایک ڈنڈا میری کمر پر اور ایک صاحبزادہ کی کمر پر پڑا ——

اسلیئے کہ عبدالوہاب کی اس مسلکی و نظریاتی اولاد —— نجدی کے ان عیاش جیلوں اور عیش پرست شہزادوں کے نزدیک یہ شرک ہے —— مگر ہم نے سامنے دیکھا تو شیعہ خاتون عربی میں کوئی قصیدہ پڑھ رہی تھی، اس میں اہل بیتِ اطہار اور بارہ اماموں کے نام لکھے ہوئے تھے —— اسی سپاہی کی نظر پڑ گئی —— فوراً وہاں پہنچا اور اس عورت کے ہاتھوں سے قصیدہ چھین لیا اور ایک لات بھی اس عزت مآب خاتون کے سر پر جڑ دی ——

بس پھر کیا تھا —— اس خاتون نے ایک آواز تو سینکڑوں ایرانی اس آواز پر اکٹھے ہو گئے اور اس بے ادب اور گستاخ سپاہی کو پکڑ لیا ——

اور پھر جب تک گورنر اور قاضی نے تحریری معافی نہیں مانگی معاملہ رفع نہ ہوا اور سپاہی کو بے ادبی کی سزا فوری مل گئی ——

مدینہ منورہ — پہنچا، تو ایک دن مغرب کی نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک نجدی — وہابی اور بے دین مولوی درس دینے لگا —— وہاں ایسے بدعقیدہ لوگوں کو تو اجازت ہے —— مگر ہم اہل سنت و جماعت والوں کو اجازت نہیں ہے - مگر وہ مکروہ چہرے والا مولوی - سیاہ فام اور چہرہ پر چیچک کے داغ نمایاں طور پر اس کے چہرے کو اور زیادہ کریہہ بنا رہے تھے، بڑے ہی بے ادبانہ انداز اور گستاخانہ، لہجہ میں آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور کی طرف ارشاہ کر کے کہہ رہا تھا - نقل کفر، کفر نباشد - نعوذ باللہ - کہ — "دیکھو وہ مرا پڑا ہے اور مشرک لوگ اس کی جالی کو چوم رہے ہیں اور اگر یہ کسی کے کام آنے یا اسے کوئی اختیار ہوتا تو جنگ احد میں اس کے دانت کیوں ٹوٹتے - وغیرہ وغیرہ ——

نماز کے بعد میں کھڑا ہو گیا اس کے سامنے اور بلند آواز سے کہا!

او بدعقیدہ و بدفطرت مولوی بند کر اپنی زبان اور مجھے بتا کہ ——

ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک — کس کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور کہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے گنہگار لوگ معافی اور بخشش طلب کرنے کے لئے پہلے تیرے پاس آئیں - میرے محبوبؐ پاک اور تو مجھے کہے گا تو میں ان کو بخش دوں گا —— تیرے کہنے پر میری رحمت جوش میں آجائے گی -

اس بے دین مولوی نے جواب کیا دینا تھا - سپاہی کو بلوا لیا - میں نے جب اس سپاہی کو بڑے غضب سے اپنی طرف آتے دیکھا تو حیران ہوا کہ کیا کروں

کیا بنے گا! ــــــــــ

نزدیک ہی دوسری طرف دیکھا تو ملک کے ممتاز قاری محمد یونس صاحب بھی نماز پڑھ رہے تھے ۔ میں نے انہیں آواز دی ــــ وہ نماز توڑ کر لڑنے بھڑنے کو تیار ہو گئے اور جب انہوں نے یہ کہا کہ پہلے تم بے ادبوں سے سمجھ لوں پھر نماز پڑھ لوں گا ۔ تو پتہ نہیں اس سپاہی کے دل میں کیا آیا کہ ہمیں لڑنے کے لئے تیار دیکھکر واپس چلا گیا ـــ یہ ہے وہاں کے بدعقیدہ اور بدمذہب آلِ سعود کے شہزادوں کی کافرانہ کارروائیاں ــــــ

اے اہلِ ایمان لوگو! اور انبیاء و اولیاء کے وفادارو یہ عبدالوہاب نجدی وہابی وہی بدفطرت ۔ بدمذہب اور بدطینت انسان ہے جس کے متعلق امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی علم غیب کے طور پر فرما دیا ہوا تھا۔

مشکوٰت شریف صہ ۵۸۲ ـــ بخاری شریف جلد ۲ صہ ۱۰۵۱ ـــــ

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ ـــ قَالَ ۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِی شَامِنَا ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِی یَمَنِنَا ۔ قَالُوْا وَفِی نَجْدِنَا ۔ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ــــ قَالَ ھُنَاکَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِھَا یَطْلَعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعا میں کہ ــــــــــ

یا اللہ ہمارے شام والوں پر اپنی برکت عطا فرما ــــ اور ۔ یا اللہ ہمارے یمن والوں پر اپنی برکت نازل فرما ۔ کچھ نجدی ـــ وہابی اور بدعقیدہ لوگ بھی بیٹھے تھے انہوں نے کہا ـــ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نجد کیلئے بھی

دعا فرمائیں ـــــ تو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ـــــ نہ کیونکہ اس میں یعنی نجد میں زلزلے آئیں گے ـــــ فتنہ و فساد اٹھیں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ ظاہر ہوگا ـــــ

زبانِ حق ترجمان سے نکلی ہوئی بات سچ ثابت ہوئی کہ عبدالوہاب نجدی پیدا ہوا ـــــ جس کے پیروکار آج بھی انبیاء کرام ـ اولیائے عظام ـ بزرگانِ دین اور ان کے مزارات کے دشمن اور ان کی پاکیزہ اور پُرنور قبروں کو بُت کہنے والے دنیا کے ہر خطے میں بستے ہیں اور یہ آلِ سعود بھی اسی نجدی ـ وہابی کو اپنا مذہبی پیشوا مانتے ہیں ـــــ

قارئینِ کرام ـــــ اب ذرا **تصویر کا دوسرا رخ** ملاحظہ فرمادیں ـــــ

پارہ ـ ۶ ـــ سورۃ المائدہ ـــ آیت نمبر ـ ۵۱

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤی اَوْلِیَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ـــ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ـــــ

ترجمہ اعلیٰحضرت ـــــ اے ایمان والوں یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں ـــ اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے !

قرآن حکیم کی اس آیت پاک پر غور کرو اور پھر دنیائے اسلام کی یہود و نصاریٰ سے دوستی دیکھو اور پھر فیصلہ کرو کہ ہم مسلمان ہیں یا انہیں یہود و نصاریٰ میں سے دوسرے اسلامی ممالک کی بات پھر ہو گی ـ پہلے سعودی عرب کی حکومت

کو دیکھو جہاں سے آفتاب اسلام کی کرنیں پھوٹیں اور جہاں قرآن پاک کی یہ آیت پاک نازل ہوئی اس کا غیر اسلامی رویّہ اور غیر دینی کردار ملاحظہ ہو کہ عراق نے کویت پر حملہ کر کے اس کے مال و متاع اور تیل کے کنوؤں پر قبضہ کر لیا تو سعودی عرب کی حکومت کو خدا جانے کیوں یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ کویت کے بعد عراق کا صدام حسین سعودی عرب پر حملہ کرے گا ــــ غیر اللہ سے مدد مانگنے والوں پر کفر و شرک کے فتوے لگانے والوں نے فوراً عیسائی مملکت امریکہ کو امداد کے لئے پکارا ــــ

سیّد افتخار الحسن زیدی کے نزدیک آل سعود کے شہزادہ فہد کی ایک عیسائی ملک سے اپنے اقتدار کی کرسی کی حفاظت کے لئے بلانا اور اس سے مدد طلب کرنا کھلم کھلا اسلام سے غداری ــــ دین سے بغاوت اور قرآن حکیم کے احکام کی خلاف ورزی ہے ــــ اور پھر اکیلا امریکہ ہی نہیں بلکہ اسلام دشمن، یہود و نصاریٰ کی ساری حکومتوں نے مل کر صدر صدام حسین کا مقابلہ کرنا شروع کر دیا ــــ الکفر ملّۃ واحدۃ کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے اور قرآن مجید کے ان الفاظ کی تائید کرتے ہوئے کہ یہ کافر و مشرک اور یہود و نصاریٰ ایک دوسرے کے دوست اور مددگار ہیں، عراق پر ٹوٹ پڑے ــــ اَوْلِيَاءُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ! ــــ مگر صدر صدام حسین کا تینتیس ۳۳ غیر مسلم اور سپر طاقتوں کا ڈیڑھ ماہ تک مقابلہ کرنا، اس کی بہادری۔ شجاعت اور جرأت مندی کی ایک روشن دلیل ہے! ــــ

بتانا یہ چاہتا ہوں کہ اللہ اور اللہ کے خلیل نے جس شہر یعنی مکہ مکرمہ کو امن و سلامتی کا گہوارہ فرمایا تھا اس سرزمین میں آج بمبار طیّارے ــــ آگ برسانے والے ٹینک!۔ آتش فشاں توپیں اور خطرناک میزائیل فضاؤں میں اڑتے دکھائی دیتے ہیں ــــ

افسوس ہے کہ ہماری نام نہاد اسلامی ریاستیں، بے پناہ مالی وسائل اور دولت کے بھرپور خزانوں کے ہوتے ہوئے اتنی کمزور اور بزدل ہیں کہ کویت کے حکام — امراء اور عوام جو آج فتح کا جشن ہوائی فائروں سے منا رہے ہیں۔ عراق کا ایک گھنٹہ بھی مقابلہ نہ کر سکے اور بمع الصباح کے سر پہ پاؤں رکھ بھاگ نکلے —

کسی کے پاس کوئی اسلحہ — کوئی سامانِ جنگ نہیں اور کوئی فوج نہیں ہے تو پھر کیوں خادمِ حرمین الشریفین بنے بیٹھے ہیں — دو لاکھ یہودیوں کے مقابلے میں دس کروڑ سے زیادہ عربی شہزادے نہ ٹھہر سکے اور اسرائیلی حکومت قائم کروا کر اب بیت المقدس بھی ان یہودیوں کے قبضہ میں دے کر اپنی شہزادگی پر ناز کرتے ہیں —

۱۹۷۹ء میں، میں بھی امیر الحجاج بن کر حج بیت اللہ گیا ہوا تھا تو چند عرب کے شہزادے کی شخصی حکومت اور آلِ سعود کی آمرانہ سلطنت کے مخالفوں نے اچانک خانہ کعبہ پر حملہ کر دیا — لیکن سترہ دن تک عرب کے سپاہی حملہ آوروں کو خانہ کعبہ سے نہ نکال سکے — پاکستانی فوج کے بہادروں نے آدھ گھنٹہ کے اندر ہی ان باغیوں کو گرفتار کر لیا تھا —

پھر یہ خادم اور محافظِ حرمین الشریفین کیسے ہوئے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی

اور

شہزادی بلقیس کا ھُدھُد

قارئینِ کرام! ــــــ جس طرح اصحاب فیل کا سفید ہاتھی۔ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی ــ حضرت یعقوب علیہ السلام کا بھیڑیا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا دُنبہ اچھی نسبت کے سبب جنت میں جائیں گے اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی اور شہزادی بلقیس کا ھُدھُد بھی اچھی نسبت کے باعث جنّت میں جائیں گے۔

اور جس طرح مذکورہ بالا جنتیوں کا ذکر پاک کو قرآن مجید کی زینت بنایا گیا، اسی طرح چیونٹی اور ہُدہُد کا تذکرہ بھی قرآن مجید کی زینت بنایا گیا ہے اور اس کا بیان بھی بڑا کھُل کر کیا ہے۔

مثلاً ــــ پارہ ۱۹ ــــ سورۃ النمل ـ آیات ـ ۱۷ تا ۲۲

پورا قصہ اس طرح ہے۔ وَ وَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ ـ اور

جب حضرت داؤد علیہ السلام کے علم وعرفان کے وارث بنے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے پہلا خطبہ ارشاد فرمایا ــــــ

وَقَالَ یٰاَیُّھَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَاُوْتِیْنَا مِنْ کُلِّ شَیْءٍ ط اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْفَضْلُ الْمُبِیْنُ ــــــ

اور فرمایا ــــ کہ اے لوگوں ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے۔

اور ہر چیز میں سے ہمکو عطا ہوا اور یہی ظاہر فضلِ خداوندی ہے ــــ

تفسیر خازن العرفان ــــ السیّد صدر الا فاضل رحمۃ اللہ علیہ جو کہ میرے استاذِ گرامی بھی ہیں مہتمم جامعۂ نعیمیہ مُراد آباد ــــ کہ

حضرت سلیمان علیہ السّلام کو نبوّت کے ساتھ ملک بھی عطاء کیا گیا ــــ اور مشارق و مغارب کا مالک بنایا گیا ــــ اور پھر چالیس سال تک اس کے مالک بھی رہے اور پھر تمام دُنیا کی مملکت عطا فرمائی ــــ اور جنّ وانس ۔شیطان ۔پرندو پرند ۔ درندے اور چوپائے اور سب چیزوں پر آپ کی حکومت تھی ــــ اور اس ساری دُنیا کی حکومت کے ساتھ ہر شے کی زبان کو سمجھ سکتے تھے ــ اس کے علاوہ بڑی بڑی اور عجیب وغریب صنعتیں آپ کے دَور میں بروئے کار آئیں! ــــ

وَحُشِرَ لِسُلَیْمٰنَ جُنُوْدُہٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّیْرِ فَھُمْ یُوْزَعُوْنَ ۔

ایک دن حضرت سلیمان علیہ السّلام اپنے تختِ حکومت پر مع اپنے لشکریوں کے بیٹھے سیر کو نکلے ــــــ

حَتّٰۤی اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰی وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَۃٌ یّٰۤاَیُّھَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰکِنَکُمْ ــــــ یہاں تک کہ اس وادی میں آ گئے جہاں چیونٹیوں کی کثرت تھی ــــ چیونٹیوں کی سردار نے چیونٹیوں

سے کہا کہ سلیمان علیہ السلام کا تخت ہوا میں اُڑتا ہُوا آ رہا ہے اور وہ اسی وادی میں اُترے گا، تم اپنی اپنی کوٹھڑیوں میں ـ اپنے اپنے گھروں، اپنے بلوں میں چلی جاؤ۔
اس لئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمان علیہ السلام اور ان کے لشکری تمہیں کچل دیں ــــــــ

چیونٹی کی یہ بات سنکر حضرت سلیمان علیہ السّلام مسکرائے اور یہ آواز اور چیونٹی کی یہ بات آپ نے تین میل کے فاصلہ سے سُن لی تھی ـ

حضراتِ گرامی! ــــــــ کیا یہ حضرت سلیمان علیہ السّلام کا اعجازِ نبوّت نہیں ہے کہ آپؑ نے چیونٹی کی بات ہوا پر اُڑتے ہوئے تخت پر تین میل کی دُوری پر سُن لی ـ اور آج جبکہ ہزاروں جدید سائنسی آلات ایجاد ہو چکے ہیں کوئی ایسا آلہ موجود ہے جو کہ چیونٹی کی آواز ریکارڈ کر سکے ـ اسکو سمجھنا تو بہت دُور کی بات ہے! ــــــــ

لیکن اللہ کریم نے اپنے انبیاء علیہم السّلام کو معجزات کے طور پر ایسے کمالات ودلیعت کئے ہوتے ہیں جو ان کی نبوّت کے شاہد ہوتے ہیں اور اسی طرح صحابۂ کبار اور اولیائے عظام پر بھی ایسی عنایات کی بارش کی جاتی ہے تاکہ انبیائے کرام کے معجزات اور اولیائے عظام کی کرامات کا انکار کرنے والوں کے لئے اتمامِ حجّت ہو سکے! ـ

جیسا کہ بہت سی کتابوں میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ **نہاوند** کی جنگ میں برسرِ پیکار تھے کہ آپ کے کانوں نے یہ آواز سُنی **یَا سَارِیَةُ الْجَبَلْ** ــــ کہ ساریہؓ پہاڑ کی جانب سے بچو! ــ اور یہ فاصلہ ۳۰۰ سو میل کا تھا ــــ یہ الفاظ حضرت فاروق اعظمؓ کی زبانِ پاک سے اس وقت نکلے جبکہ آپ مدینہ منوّرہ میں جمعۃ المبارک خطبہ ارشاد

فرمارہے تھے ــــــــــ

خطبہ کے وقت آپ کی نظرِ ولائیت اٹھی تو مدینہ پاک سے ۳۲۴ سو میل دور نہاوند کے میدان جنگ پر پڑی جہاں پر لشکرِ اسلام امیر حضرت ساریہؓ کی قیادت میں ایرانیوں کے خلاف برسرِ پیکار تھا۔ آپ نے دیکھا کہ دشمن کی فوج پہاڑ کی اوٹ سے لشکرِ اسلام پر حملہ کرنے ہی والی ہے تو آپ نے حضرت ساریہؓ کو آواز دے کر خبردار کردیا اور پھر یہ کمالِ نظرِ ولایت حضرت عمر فاروقؓ ہے تو ادھر کمالِ قوتِ سماعت حضرت ساریہؓ کی طرف غور فرمایئے کہ کوئی تار برقی نہیں، نہ کوئی لاسلکی کا نظام اور آلۂ کشادِ صوت ہے مگر پھر بھی نگاہِ فاروقؓ نے دیکھ لیا اور حضرت ساریہؓ کے کانوں نے سن لیا۔[1]

تفسیر کبیر۔ جلد ۶۔ ص ۴۰۳ ۔ چیونٹی نے کہا ــــــــــ

وَهٰذَا غَيْرُ مُسْتَبْعَدٍ ــــ اور یہ کوئی لعید نہیں ! ــــ

فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يَّخْلُقَ فِيْهَا الْعَقْلَ وَالنُّطْقَ ــ

کیونکہ ــ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ اس نے چیونٹی میں عقل اور قوتِ گویائی عطا کر دی ہو ــــــــــ

اور چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں سے کیوں کہا کہ اپنی اپنی کھڈوں میں داخل ہو جاؤ ! ــــــــــ

لِاَنَّهَا خَافَتْ عَلٰى قَوْمِهَا ــــــــ کیونکہ وہ چیونٹی اپنی قوم کی سردار اور سربراہ تھی ــ اسلئے اسے اپنی قوم کا خوف پیدا ہوا اور وہ اپنی قوم کے سردار اور سربراہ ہونے کے ناطے یہ ضروری سمجھتی تھی کہ اپنی قوم کو آنے والے خطرہ سے بچانے کی کوشش کرے ــــــــــ

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں کوفہ کا گورنر بن کر وہاں گیا تو

---

[1] مشکوٰۃ شریف ۔ باب الکرامات ص ۵۴۶ ۔

لوگوں نے بڑا پر تپاک خیر مقدم کیا ______

فَقَالَ سَلُوْا عَمَّا شِئْتُمْ ______ تو حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے عوام سے کہا کہ مجھ سے جو پوچھنا چاہو تو پوچھ لو ______

کَانَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ حَاضِرٌ وَھُوَ غُلَامٌ ______

اور حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بھی اس اجتماع میں حاضر تھے اور آپ ابھی نوجوانی کے عالم میں تھے ______

آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنا سوال پوچھا ______

اَکَانَتْ ذَکَرًا اَمْ اُنْثٰی ______ کہ کیا حضرت سلیمان علیہ السلام والی چیونٹی مذکر تھی یا مؤنث؟ ______

حضرت قتادہؓ ______ خاموش ہوگئے تو حضرت امام ابو حنیفہؓ نے خود ہی جواب دیا ______ کَانَتْ اُنْثٰی ______

کہ وہ چیونٹی مونث تھی ______

تو لوگوں نے پوچھا ______ مِنْ اَیْنَ عَرَفْتَ

کہ آپ کو کیسے پتہ چلا ______ تو فرمایا کہ اگر وہ چیونٹی مذکر ہوتی تو قَالَتْ کے بجائے قَالَ ہوتا [1] ـــ

کنزالایمان ______ سبحان اللہ ______ اس سے حضرت امام صاحب کی شانِ علم معلوم ہوتی ہے ـ چیونٹی کا نام **مُنْذِرَۃ** تھا ______

حضرت سلیمان علیہ السلام نے **وادیٔ نمل** میں اتر کر ڈیرا لگا دیا ـــ جن و انسان اور ملائکہ و چرند و پرند باادب باملاحظہ حلقہ باندھکر ارد گرد کھڑے ہوگئے ـ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب اپنے لشکر کی طرف نگاہ اٹھائی تو خوشی و مسرت

[1] :- تفسیر نسفی جلد ۴ صفحہ ۱۵

کے عالم میں پکار اُٹھے ——— القران

اور عرض کی اے میرے ربّ مجھے توفیق دے کہ شکر کروں تیرے احسانات کا جو تُو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیئے — اور میں وہ اچھا اور نیک کام کروں جو تجھے پسند آئے ———

وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ -

اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے اِن بندوں میں شامل کر جو تیرے قربِ خاص کے سزاوار ہیں ———۔ (صالحین)

حضرت سلیمان علیہ السّلام نے لشکر کو دیکھا تو ھُدھُد پرندہ دکھائی نہ دیا — پنجابی میں اسے "چکی راھا" کہتے ہیں اور اس میں کمال یہ ہے کہ یہ پتہ چلا لیتا ہے کہ زمین کے کس خطہ میں پانی ہے ! ———

وَكَانَ يَرَى الْمَاءَ مِنْ تَحْتِ الْاَرْضِ ———

تفسیر کبیر — جلد ۶ — صـ ۴۰۴ ۔ تفسیر نسفی جلد ۴ صـ ۱۰۸ ۔

تو حضرت سلیمان علیہ السّلام کو جب ھُدھُد نظر نہ آیا تو جلال اور غصّہ میں فرمایا کہ ھُدھُد میری اجازت کے بغیر کہاں اور کیوں غائب ہو گیا ! ———

مَیں اُسے اس غلطی پر سخت سزا دوں گا ! ———

ہاں ! اگر اس نے کوئی معقول جواب اپنی ———

غیر حاضری کا دے دیا تو میں درگزر کروں گا ! ———

حضرت سلیمان علیہ السلام ابھی یہ اعلان ہی کر رہے تھے کہ ھُدھُد بھی فضائے آسمان میں پرواز کرتا ہُوا — اور چہچہاتا ہُوا حاضرِ مجلس ہو گیا ———

حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا کہ میری اجازت بغیر کیوں اور کہاں گیا تھا ۔

ھُدھُد پرندہ نے جواب دیا ——— حضور! میں ملک سبا سے آرہا ہوں اور ایک عجیب وغریب اور حیران کن خبر لایا ہوں ——— اور خبر سچی اور حقیقت پر مبنی ہے ——— کہ

وہاں ایک حسین وجمیل شہزادی بلقیس ہے جو ملکۂ سبا کے لقب سے پکاری جاتی ہے۔ اسکا ملک بڑا ہی سرسبز وشاداب اور خوبصورت ہے! ——— اور وہ اور اس کی پوری قوم سورج کی پرستش کرتی ہے جو شیطان کے جال میں پھنس چکی ہے ———

وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ——— اور وہ ایک بہت بڑے تخت کی مالک ہے! ———

تفسیر کبیر جلد ۶ ص ۴۰۴ ——— تفسیر نسفی۔ جلد ۴ ص ۱۰۹ ———

كَانَ ثَمَانِيْنَ ذِرَاعًا فِي ثَمَانِيْنَ ذِرَاعًا وَطُوْلُهٗ فِي الْهَوَاءِ ثَمَانِيْنَ ذِرَاعًا ——— اسّی ہاتھ لمبا ——— اسّی ہاتھ چوڑا اور اسّی ہاتھ اونچا ہے وہ تخت ———

وَكَانَ مِنْ ذَهَبٍ وَّفِضَّةٍ وَكَانَ مُرَصَّعًا بِاَنْوَاعِ الْجَوَاهِرِ وَقَوَائِمُهٗ مِنْ يَاقُوْتٍ اَحْمَرَ ——— اور

وہ تخت سونے اور چاندی کا بنا ہوا ہے اور وہ لعل وجواہرات سے جڑا ہوا ہے۔ اس کے پائے سُرخ یاقوت کے ہیں ——— اور وہ بہت ہی خوبصورت اور سچے موتیوں سے آراستہ ہے! ———

احبابِ کرام! ——— شہزادی بلقیس کے تخت کو قرآن پاک نے عظیم فرمایا ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ قرآنِ حکیم نے اور بھی کئی اشیا کو عظیم کہا ہے ———

مثلاً ـ احسن القصص ص ۱۴۵ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ
خدا تعالیٰ نے اپنے آپ کو اور اپنے تخت کو عظیم فرمایا ہے۔
پارہ ۱۸ ـ سورۃ المومنون ـ آیت ۸۶ ــ (۱) ـــ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ
السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ـــــــــ
(۲) ـــ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ۔
(۳) ـــ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ـــــــــ
اور اپنے عرش کو اسلئے عظیم کہا ہے ـــــ لِاَنَّهٗ خَلْقٌ عَظِيْمٌ ـ کہ
یہ ساری مخلوقات سے بڑا ہے ـــــــــ
لَهٗ اَرْبَعَةُ اَرْكَانٍ وَلِكُلِّ رُكْنٍ ثَلٰثُمِائَةٍ وَسِتُّوْنَ قَائِمَةً مِنْ
يَاقُوْتٍ اَحْمَرٍ ـــــــ کہ اس کے چار ستون اور تین سو ساٹھ سرخ
یاقوت کے پائے ہیں ـــــــــ
وَمَسِيْرَةُ ثَمَانِيْنَ بِاَجْنِحَةِ الْمَلَائِكَةِ ـــــــ
اور اگر ایک تیز رفتار فرشتہ ایک پائے سے دوسرے پائے تک جانا
چاہے تو اُسے اسّی برس کا عرصہ درکار ہوگا! ـــــــ
(۴) ـــ اور پھر خدا تعالےٰ نے اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خُلق
کو عظیم فرمایا ہے! ـــــــ
وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ـ وَكَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنَ
وَلَمْ يَدْعُ حِيْنَ كُسِرَتْ رُبَاعِيَّتُهٗ عَلَيْهِمْ ـــــــ
اور میدانِ اُحد میں آپؐ کے دندانِ مبارک بھی شہید کئے گئے مگر آپؐ نے
ہرگز ان کے لئے بد دعا نہیں کی! ـــــــ

وَاَاَفِی ذَاتِ الشَّدَائِدِ اُذُوْا ــــــ

یہاں تک کہ کفّار و مشرکینِ مکّہ نے آپؐ کو طرح طرح کی اذیّتیں دیں مگر آپ صبر و شکر کرتے رہے ــــــ طائف کے بازار میں آپؐ پر اتنے پتھر برسائے گئے کہ خون جاری ہو گیا ــــــ تو صاحب خلقِ عظیم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیدؓ بن حارثہؓ نے بددعا کے لیے عرض کی ــــــ تو آپؐ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا ــــــ کہ

میں اس دھرتی میں قہر و غضب بن کر نہیں آیا ــــــ بلکہ ان کے حق میں یہ دعا فرمائی ــــــ ع

الٰہی رحم فرما آج طائف کے مکینوں پر
الٰہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

ــــــ اور ــــــ

سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

(۵) ــــــ اور پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دُنبہ کو بھی عظیم فرمایا۔

وَفَدَیْنَاہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ــــــ

کیونکہ وہ تین ہزار تین سو ستائیس (۳۳۲۷) سال تک جنت میں پلتا رہا۔

اور سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ میدانِ کربلا میں وَفَدَیْنَاہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ یعنی حضرت امام حسین علیہ السلام خاتونِ جنت حضرت فاطمہؓ کی گود میں پلتا رہا ــــــ

(۶) ــــــ اور پھر فرعون کے جادو کو عظیم کہا

وَجَاءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ـــــ کہ
وہ بہت بڑا جادو لے کر آگیا ـ حضرت موسٰی علیہ السلام کے معجزنما
عصا کے مقابلے میں ـــــــــ

(۷) ــــ اور پھر قیامت کے زلزلہ کو عظیم کہا : ــــــ
اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ـــــــ کہ
قیامت کا زلزلہ بہت بڑا ہے ! ـــــــ

(۸) ــــ اور عورتوں کے مکر کو بھی عظیم فرمایا ــــــ
اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ـــــ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ

(۹) ــــ اور پھر شرک کو بھی عظیم فرمایا ــــــ
اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ! ـــــــ

ھُدھُد کی گفتگو سن کر اور شہزادی بلقیس کی تعریف اور اس کے سنہرے تخت کی توصیف سنکر حضرت سلیمان علیہ السلام بہت ہی حیران ہوئے ـــ اور پھر آپ کو شہزادی بلقیس اور اس کے خوبصورت تخت کو دیکھنے کی تمنّا پیدا ہوئی تو آپ نے ایک خط شہزادی ملکہ سبا کو لکھ کر ھُدھُد کے حوالے کیا اور فرمایا میرا یہ خط انہیں دے آ ـــ خط یہ تھا ـــــــــ

وَاِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ ـــ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خط کا مضمون یہ تھا ـــــ کنز الایمان ـــــ کہ از جانب بندہ خدا سلیمان بن داؤد بسوئے ملکہ سبا بلقیس بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ـ اس پر سلام جو ہدایت قبول کرے ـ اس کے بعد مدعا یہ : ـــــــ

لَا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ـــــــ کہ

تم مجھ پر بلندی نہ چاہو اور میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہو ——— اور آخر میں خط پر اپنی مہر لگا کر ھُدھُد پرندہ کے پَروں میں باندھ دیا ———

ھُدھُد نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط لے کر پرواز کی ———

نزہت المجالس جلد ۱ ص ۲۶ حضرت علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ — لَمَّا اَرْسَلَ سُلَیْمٰنُ الْهُدْهُدَ اِلٰی بِلْقِیْسَ قَالَتِ الطُّیُوْرُ کَیْفَ تَذْهَبُ وَاحِدَكَ ——— کہ جب حضرت سلیمٰن علیہ السلام نے ھُدھُد کو خط دے کر بلقیس شہزادی کی طرف بھیجا تو پرندوں نے ہُدہُد سے کہا کہ تو اکیلا ملکِ سبا میں کیسے جائے گا؟ ———

تو — ہُدہُد نے پرندوں کو جواب دیا! ———

مَنْ کَانَ مَعَهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ——— کہ جس کے ساتھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا نقش ہو تو وہ ہر بلا سے محفوظ رہتا ہے۔

فَمَرَّ عَلٰی اَرْبَعَتِ آلَافِ صَیَّادٍ ———

راستہ میں چار ہزار شکاریوں نے ہُدہُد کو پکڑنے کی اور اس پر تیر چلا کر نشانہ بنا کر گرانے کی کوشش کی مگر ھُدھُد محفوظ رہا ———

چنانچہ ھُدھُد وہ خط لے کر شہزادی بلقیس کے پاس پہنچا۔ اس وقت شہزادی بلقیس کے ارد گرد ارکینِ سلطنت، وزراء و امراء دربار میں بیٹھے تھے کہ ہُدہُد نے وہ خط شہزادی بلقیس کی گود میں ڈال دیا ——— پہلے تو وہ گھبرائی مگر پھر حضرت سلیمٰن علیہ السلام کی خط پر مُہر دیکھ کر خوش ہوئی اور خط پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے الفاظ پڑھ کر اسے مزید طمانیت حاصل ہوئی اور پھر ارکینِ سلطنت سے کہا! ——— کہ

اے میرے سردارو ___ وزیرو۔ اور امیرو ! ___
اُلْقِیَ اِلَیَّ کِتٰبٌ کَرِیْمٌ ___
کہ میری طرف ایک نہایت ہی عزت و تکریم والا خط آیا ہے جس میں
لکھا ہے کہ مجھ پر بلندی نہ چاہو اور مطیع و فرمانبردار بن کر میرے حضور حاضر ہو جاؤ۔
کتاب کریم ___ اس لیئے کہ خط بھیجنے والا ایک برگزیدہ
اور مکرم و محترم بادشاہ کی طرف سے تھا ___
تفسیر کبیر جلد ۶ صـ ۴۰۷ ___ کنزالایمان۔
لِاَنَّہٗ مِنْ عِنْدِ مَلِكٍ كَرِیْمٍ ___
تفسیر قادری جلد ۲ صـ ۱۷۶ امام فخرالدین رحمۃ اللہ علیہ ___ امام قشیری
رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس خط کو بزرگی اسلیئے حاصل تھی کہ اسمیں ملک گیری
کی ہوس نہ تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کیا گیا تھا اور اللہ کی طرف ہی
بلانے والا تھا ___
پھر بتایا کہ یہ خط حضرت سلیمٰن علیہ السلام کی طرف سے ہے۔ اور
پھر **ملکۂ سبا** نے، ارکان سلطنت حکومت کے نمائندوں اور فوجی جرنیلوں
کا ایک ہنگامی اجلاس بلا کر کہا کہ مجھے بتاؤ کہ اس خط کے جواب میں مجھے کیا کرنا چاہیئے؟
تو سب نے متفقہ طور پر جواب دیا ___
نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِیْدٍ ___
کہ ہم قوت رکھتے ہیں ___ طاقت پر ہمیں ناز ہے اور ہم سخت لڑائی لڑنے
والے جنگجو ہیں ___ مگر پھر بھی جو تمہاری رائے اور مرضی ہوگی وہی ہماری ہوگی!
اب تم اپنا مشورہ دو جنگ کا یا صلح کا؟

شہزادی بلقیس اپنے ارکانِ حکومت کی باتیں سنکر سمجھی کہ یہ لوگ جنگ کرنے اور لڑنے مرنے پر آمادہ ہیں تو اسے یہ بات پسند نہ آئی تو پھر انہیں جنگ و جدال کی خرابیوں اور لڑائیوں اور قتل و غارت گری کی تباہ کاریوں کے متعلق فرمایا ——

اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَةً اَفْسَدُوْھَا وَجَعَلُوْا اَعِزَّةَ اَھْلِھَا اَذِلَّةً ——— کہ

بیشک تم لوگ میرے وفادار ساتھی ہو — بہادر ہو — قوت والے بھی ہو — شجاع بھی اور جنگجو بھی ہو — میری عزت و آبرو کیخاطر اپنی جانیں نثار کرنے والے بھی ہو مگر یہ یاد رہے کہ جب یہ دنیا کے بادشاہ فاتح کی حیثیت سے کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اُسے تباہ و برباد کر دیتے ہیں ——— اور وہاں فتنہ و فساد کا طوفان کھڑا کر دیتے ہیں اور اس بستی کے معزز لوگوں کو ذلیل و خوار کر دیتے ہیں۔ اور مال و اسباب لوٹ لیتے ہیں ———

وَكَذٰلِكَ یَفْعَلُوْنَ ———

اور وہ ایسا کرتے ہی رہتے ہیں جیسا کہ آج آل سعود کے شہزادے شاہ فہد نے ایک مسلمان حکومت کو تباہ و برباد کروانے کے لیۓ امریکہ کی عیاش فوج اور دوسری عیسائی اور کافروں، مشرکوں کی سلطنت کے اوباش لمّاشنوں کو اپنی شہزادگی کی کرسی بچانے کیخاطر بلوا کر عرب کے ریگستان کو مسلمان کے خون سے رنگین کرنے میں مصروف ہے ———

مگر افسوس کہ " الکفر ملۃ واحدۃ " کی عملی تفسیر تو ظاہر ہو گئی، مگر ابھی تک المسلم ملۃ واحدۃ کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا ——— تیس ۳۰ کافر و مشرک یعنی یہود و نصارای کے مقابلہ میں اکیلا **عراق** کا بہادر صدّام حسین۔

قرآن حکیم کا کیا خوبصورت حسنِ اتفاق ہے کہ اُدھر شہزادی بلقیس نے اپنے سرداروں سے کہا ـــــ یٰاَیُّهَا الْمَلَؤُا ! کہ اے میرے درباریو ! ـــــ اَفْتُوْنِیْ فِیْٓ اَمْرِیْ ـ مجھے اس کام کے بارے بارے اپنی اپنی رائے پیش کرو ! ـــــ اور اِدھر حضرت سلیمٰن نے بھی اپنے درباریوں سے بھی یہی فرمایا تھا ـــــ کہ یٰٓاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَیُّکُمْ ـــــ

اے میرے درباریو لشکریوں اور جرنیلوں تم میں سے کون ہے جو شہزادی بلقیس کا تخت ہمارے پاس لائے ـ

ایک جن نے کہا کہ میں لاتا ہوں ـــــ تیرے اٹھنے سے پہلے ـــــ فرمایا ـ مجھے اس سے بھی جلدی چاہیئے ـــــ تو ایک علم والے یعنی برخیا آصف نے کہا ـــــ حضور وہ تخت میں لاتا ہوں ـــــ آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے ـــــ

پس سلیمان علیہ السلام نے دیکھا کہ تخت پاس موجود ہے ـــــ حالانکہ آصف برخیا جو کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا وزیر بھی تھا اور فقیر بھی وہاں سے اٹھا بھی نہیں ـــــ غائب بھی نہیں ہوا اور ہاتھ بھی باہر نہیں نکالے ـــــ مگر پھر بھی تخت لے آیا ـــــ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ـــــ

حصول قصہ یہ ہے کہ ملکہ سبا شہزادی بلقیس نے کہا :-

رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

کہ ـــ اے ربّ ـــ آجتک تو میں اپنی جان پر ظلم کرتی رہی کہ سورج کی پوجا کرتی رہی اور اب میں حضرت سلیمٰن کے ساتھ ایک ربّ پر ایمان لاتی ہوں اور حلقہ بگوش اسلام ہوتی ہوں ـــ

تفسیر کبیر جلد ۶ صـ ۴۰۳ ۔ تفسیر کنز الایمان اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ ۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ وادی نمل میں سے گزرے تو چیونٹیوں کی سردار نے چیونٹیوں سے کہا کہ اپنی اپنی کھڈوں میں داخل ہو جاؤ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ حضرت سلیمٰن اور ان کا لشکر تمہیں کچل ڈالے ——

وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ —— بے خبری میں ——

كَانَّهَا عَرَفَتْ اِنَّ النَّبِيَّ مَعْصُوْمٌ فَلَا يَقَعُ مِنْهُ هٰذِهِ الْحَيَوَانَاتُ اِلَّا عَلٰى سَبِيْلِ السَّهْوِ —— کہ وہ چیونٹی جانتی تھی کہ حضرت سلیمٰن علیہ السلام نبیؑ ہیں اور ہر خطا سے معصوم ہیں ۔ اور صاحب عدل ہیں اور جبر اور زیادتی آپ کے شایانِ شان نہیں ہے —— اسلئے وہ گزریں اور بیخبری میں چیونٹیاں کچلی جائیں ——

وَهٰذَا تَنْبِيْهٌ عَظِيْمٌ عَلٰى وُجُوْبِ الْجَزْمِ لِعِصْمَةِ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ —— اور چیونٹی کا یہ کہنا پختہ دلیل ہے اس بات کی کہ تمام انبیاء علیہم السّلام معصوم عن الخطا ہوتے ہیں ——

سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ چونکہ اس چیونٹی نے حضرت سلیمٰن علیہ السلام کو اور تمام انبیاء علیہم السلام کو بھی معصوم عن الخطاء کہا ہے اس لیئے اس کی یہی اچھی نسبت اسے جنّت میں لے جائے گی —— اور ھُدھُد کے خط لے جانے کی اچھی نسبت کے باعث ملکہ سبا شہزادی بلقیس حلقۂ بگوش اسلام ہوئی اسلیئے وہ ھُدھُد بھی جنّت میں جائے گا۔

سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ امام غزالیؒ اور علامہ صفوریؒ نے سچ کہا ہے ۔

کہ ــــــــــــــــــ

"نسبت اچھی ہو تو جنّت میں جانا مشکل نہیں ہے۔"

جیسے حضرت سلیمٰن علیہ السّلام کی چیونٹی اور بلقیس شہزادی کا ھُدھُد ـــــ

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی وزیرِ اعظم جب بے نظیر بھٹو ہوئی تو علمائے کرام نے بخاری شریف کی اس حدیث پاک کے پیش نظر فتویٰ دے دیا کہ نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا ــــــــــ کہ

"جس قوم کی سربراہ ایک عورت ہو وہ قوم کبھی ترقی نہیں کر سکتی" ـــــ

تو پیپلز پارٹی کے جاہل اور تنخواہ دار مولویوں اور گمراہ قسم کے عوام نے شہزادی بلقیس کی سربراہی کو دلیل بنا کر پیش کرتے رہے! ــــــــــ

مگر وہ سیم زدہ مولوی اتنا بھی نہ سمجھ سکے کہ جب شہزادی بلقیسؓ ملکِ سبا کی سربراہ تھی اس وقت تو وہ کافرہ تھی ــــــــ

مسلمان ہونے اور حضرت سلیمٰن علیہ السلام کے نکاح میں آنے کے بعد کوئی مُلّا ثابت کرے کہ وہ پھر بھی کسی مُلک کی سربراہ رہی ہو! ـــــ

مثلاً ـــــ بُخاری شریف جلد ۲ صـــ ۶۳۷ :ـــ

حضرت ابی بکرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسولِ اکرم صلی اللّٰہ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچی کہ ــــــــــ

اِنَّ اَھْلَ فَارِسَ قَدْ مَلَّکُوْا عَلَیْھِمْ بِنْتَ کِسْرٰی ـــــ کہ

فارس والوں نے کسریٰ کی بیٹی کو یعنی ایک عورت کو فارس کی سربراہ بنا لیا ہے تو نبیٔ اکرم صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا ـــــــــ

لَنْ یُّفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَھُمْ اِمْرَاَۃً ــــــــ کہ یہ قوم

کبھی فلاح و ترقی نہیں کر سکتی جس قوم نے عورت کو اپنا سربراہ بنا لیا۔ اور زبانِ نبوت سے نکلی ہوئی بات سچ اور حقیقت پر مبنی ثابت ہوئی کہ جب تک پاکستان کے بے علم ــ جاہل اور عیاش لوگوں نے بے نظیر صاحبہ کو ملک کی وزیر اعظم بنائے رکھا ملک پر نحوست و یبوست کے سیاہ بادل ہی چھائے رہے اور ملک کی فلاح و بہبود اور تعمیر و ترقی کے تمام راستے بند ہی رہے!

اور ــــــ اب **بنگلہ دیش** میں بھی ایسا ہی ہونے والا ہے کہ حالیہ الیکشن میں **خالدہ ضیاء** کی پارٹی بھاری اکثریت سے کامیاب ہو گئی ہے اور وہ بنگلہ دیش کی سربراہ یعنی وزیر اعظم بننے والی ہیں ــــــ

اور اس لعنت کے متعلق جب بنگالی مسلمانوں سے پوچھا جاتا ہے اور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بخاری شریف کی یہی حدیث پاک انہیں سنائی جاتی ہے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ اس حدیث پاک کی موجودگی میں اور پاکستان کے بڑے بڑے علماء کرام کے ہوتے ہوئے جب بے نظیر اسلامی جمہوریہ پاکستان کی وزیر اعظم بن سکتی ہے تو **خالدہ ضیاء** بنگلہ دیش کی سربراہ کیوں نہیں بن سکتی۔

گویا کہ پاکستان کے اوباش اور بازاری قسم کے لوگوں کی لعنت بنگلہ دیش کے لئے بھی دلیل بن گئی ــــ اور اس لعنت کا دروازہ کھولنے والی اسلام کی ٹھیکیدار **جماعت اسلامی** ہے ــــــ

اسلئے کہ صدر ایوب مرحوم اور محترمہ فاطمہ جناح کے درمیان صدارت کا الیکشن ہوا تو اسی جماعت نے عورت کی سربراہی کو جائز قرار دیتے ہوئے ــ محمد علی جناح مرحوم کی ہمشیرہ محترمہ فاطمہ جناح کی حمایت کر کے ان کو میدانِ سیاست میں شکست دلائی اور درپردہ ان کی رسوائی کا باعث بنی ــــــ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

دُلدُل علی علیہ السلام

کتاب ـــــ احسن القصص صـ۵۰ جناب ابوالحامد امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ قارئین کرام ـــــ جس طرح اصحاب فیل کا ہاتھی ـــــ حضرت یعقوب علیہ السلام کا بھیڑیا ـــــ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی ـــــ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا دُنبہ ـــــ حضرت سلیمٰن علیہ السلام کی چیونٹی اور شہزادی بلقیس کا پرندہ ہُدہُد آدمی کی جنس کے علاوہ اچھی نسبت کے سبب جنت میں جائیں گے۔ اسی طرح حضرت علی علیہ السلام کا **دُلدُل** بھی اچھی نسبت کے باعث جنت میں جائے گا ـــــ

حضراتِ گرامی ـــــ اسلام کی عظمت، دین کی رکھوالی اور ناموسِ رسالتؐ کی خاطر اسلام اور کفر کے درمیان جتنی بھی جنگیں ہوئیں ہر جنگ میں **ذوالفقارِ حیدری** کفر و باطل کے سر پر چمکتی دکھائی دیتی ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ جس اسپِ تازی پر سوار ہو کر شیرِ خدا میدانِ جہاد میں جا کر توحید

رسالت کے پرچم کو کفر و شرک کی مضبوط دیواروں پر لہرایا کرتے تھے۔ اس گھوڑے کا لقب دُلدُل تھا ——

مدارج النبوّت —— اُردو —— ص ۲۰۱

جنگِ اُحد میں نطلحہ بن ابی طلحہ جو کہ لشکرِ کفار کا علمبردار تھا اس کے مقابلے میں حضرت علی علیہ السلام آئے —— شیرِ خُدا نے اس کے سر پر ذُوالفقار ماری جو اس کافر کا دماغ چاٹتی اور دل چیرتی ہوئی اُسے دولخت کر گئی ——

ص ۲۱۱ —— جناب علی المرتضٰے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس شجاعت اور جواں مردی کے باعث نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ——

اِنَّہٗ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْہُ —— کہ

"علیؓ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں"

حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی —— اَنَا مِنْکُمَا

کہ میں ان دونوں میں سے ہوں ——

حق و باطل کے درمیان تلواریں ٹکرا رہی تھیں اور میدانِ جنگ سے شعلے اٹھ رہے تھے کہ غیب سے آواز آئی ! ——

لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیّ —— لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارِ —— کہ

علیؓ کے علاوہ اور کوئی جوان نہیں —— اور سوائے ذوالفقار کے اور کوئی تلوار نہیں ہے ——

اسلئے کہ جس تلوار سے شیرِ خُدا کفر و باطل کی دیواروں کو پاش پاش کیا کرتے تھے کسی غیبی آواز نے اس تلوار کا نام "ذُوالفقار حیدری" رکھ دیا۔

رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ! ——

اے علی ! جانتے ہو یہ کس کی آواز تھی؟ ــــــ

عرض کی نہیں ! ــــــ

فرمایا ــــــ آسمان کے "فرشتہ رضوان" کی آواز تھی۔

صـ۲۱۲ ـ شیر خدا رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ اُحد کی جنگ میں مجھ پر تلوار دت کے سولہ[۱۶] وار ہوئے ــــ بارہ میں نے رد کیے اور چار پر میں گرتا رہا ــــ لیکن کوئی حسین وجمیل آدمی میرا بازو پکڑ کر مجھے اٹھا دیتا تھا ــــ

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ! ــــ

اے علیؓ ــــ جانتے ہو وہ کون تھا؟ ــــ

عرض کی ــــ اس کی شکل وصورت دحیہ کلبیؓ سے ملتی جلتی تھی ــــ

فرمایا ــــ جبرائیل علیہ السلام تھے ــــ

اقبال مرحوم نے سچ کہا ــــ کہ

ع ـ تیری خاک میں شرر اگر تو خیالِ فکر وغنا نہ کر
کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدار قوّت حیدری

کون علیؓ؟ ــــ جس کی نماز نبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو دیکھتے ہوئے قضاء ہو جائے تو ڈوبا ہوا سورج واپس آجائے ! ــ

کون علیؓ؟ جن کو دیکھنا عین عبادت ہے ــ

اَلنَّظْرُ اِلٰی عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ

رسولِ اکرمؐ نے فرمایا : ــــ

اور اس کی ولادت خانہ کعبہ میں ہو اور شہادت مسجد میں !

ع ـ اللہ کے گھر میں جسکی ولادت ہو جائے ۔ کیوں نہ وہ قبلۂ اربابِ ارادت ہو جائے ۔

اس کی اپنی عبادت کا کمال کیا ہوگا
جس کو دیکھنا بھی عین عبادت ہو جائے

اور

کسے را میسر نہ شد ایں سعادت
بکعبہ ولادت بمسجد شہادت

شیرِ خدا رضی اللہ تعالے عنہ جہاں حکمت و علم اور دانائی کا سرچشمہ ۔ حق و ہدایت کا مرکز ۔ لطف و کرم کا پیکر ۔ طہارت و نفاست کا مجسمہ ۔ فقر و غنا اور درویشی کا منبع اور حقیقت و معرفت کے بحرِ بیکراں تھے وہاں وہ بہادری و شجاعت کے کوہِ گراں اور وفاداری و جانثاری کی چٹان بھی تھے ۔۔۔۔

بُخاری شریف ۔ جلد اوّل صہ ۵۲۵ ۔ مسلم شریف جلد ۲ صہ ۲۷۹ ۔ ترمذی شریف جلد صہ ۲۱۴ ۔ مشکوٰۃ شریف صہ ۵۶۳ ۔

تاریخ اسلام میں جنگِ خیبر کو جو اہمیت حاصل ہے اس کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ، اسلام کا جھنڈا لے کر خیبر کی فتح کے لئے گئے مگر کسی کو بھی کامیابی حاصل نہ ہو سکی ۔۔۔۔

آخر ایک دن امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔۔۔۔

لَاُعْطِیَنَّ ھٰذِہِ الرَّایَۃَ غَدًا یَفْتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ ۔

" کہ کل میں اسلام کا جھنڈا اپنے اس غلام کو دونگا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالے فتح دے گا " ۔۔۔۔

اور ۔۔۔۔ وہ شخص ایسا ہے ۔

یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ۔۔۔۔ کہ جس سے اللہ اور اس کا رسول ؐ

محبت کرتے ہیں ـــــ اور وہ اللہ اور رسولؐ سے محبت رکھتا ہے۔"
زبانِ نبوتؐ سے یہ مژدہ جانفزا سُن کر ہر ایک کی تمنا تھی کہ اسلام کا جھنڈا اُسے عطا ہو! ـــــ لیکن صبح ہوئی تو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ـــــ

اَیْنَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ! ـــــ کہ
علیؓ ابنِ ابی طالب کہاں ہیں؟ ـــــ
جواب ملا ـــــ ان کی تو آنکھیں دُکھتی ہیں! ـــــ
حکم ہوا ـــــ انہیں بلا کر لاؤ! ـــــ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ حاضرِ خدمت ہو گئے کہ ان کی آنکھیں آشوب چشم کی وجہ سے کھُل نہیں رہی اور بہت زیادہ تکلیف میں ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعابِ دہن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کی آنکھوں پر لگایا۔
بس یہ لعابِ دہن مصطفویؐ کا اعجاز تھا کہ حضرت علیؓ کی دُکھتی آنکھیں تاروں کی طرح چمکنے لگیں اور آشوب چشم جاتا رہا ـــــ

پھر والیٔ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کا جھنڈا حضرت علیؓ کو عطا کیا۔
ذوالفقارِ حیدری کمر سے باندھی اور دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے۔ بس پھر لشکرِ اسلام لے کر خیبر کی طرف روانہ ہو گئے۔ دِل میں عشقِ رسولؐ تھا، سینہ میں دین کی تڑپ۔ ہاتھوں میں اسلام کا جھنڈا اور دماغ میں شہادت کا شوق ـــــ علیؓ نے جھنڈا ہوا میں لہرایا تو فضائے آسمانی نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اُٹھی ـــــ

احبابِ کرام! ـــــ یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جھنڈا حضرت علیؓ کو عطا کیا وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ

عنہا کی چادر مبارک سے تیار کیا تھا، جیسا کہ ـــــــــــ

انسان العیون ـ المعروف سیرۃ حلبیہ ـ جلد ۲ صـ ۲۳۴ عن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ ـــــــ

وَكَانَتْ رَايَةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْدَاءُ مِنْ بُرْدٍ لِعَائِشَةَ تُدْعَى الْعِقَابُ ـــــ اور اس جھنڈے کا نام عقاب تھا۔
وَلَعَلَّ السَّوْدَاءَ وَكَانَ كِتَابَةُ فِيْ ذَالِكَ الْعَلَمِ لِوَاءُ اَبْيَضُ مَكْتُوْبُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ ـــــــــــ کہ

رنگ اس جھنڈے کا سیاہ تھا اور اس پر سفید رنگ سے کلمہ شریف لکھا ہوا تھا۔ يُقَالُ لَهُ الْعِقَابُ ـــــ اسے عقاب کہتے تھے!

اس مسلمہ حقیقت کے بعد اگر شیعہ حضرات، حضرت علیؓ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مابین زمانہ نبوت کے وقت یا نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اختلاف یا عداوت تھی تو ایسے حضرات کی عقل و ہوش پر سوائے افسوس کے اور کیا کیا جاسکتا ہے۔! ـــــــــ

اگر دونوں میں کوئی عداوت اور نفرت ہوتی تو حضرت علی علیہ السلام، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چادر مبارک سے تیار کیا ہوا اسلام کا جھنڈا کبھی نہ پکڑتے! ـــــــــ

دوسری بات جو اس حدیث پاک سے ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے۔ کہ وہ بے ادب اور گستاخ لوگ یہ کہتے ہیں کہ سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا۔ ان کا یہ مقام نبوت اور علم رسالت پر ایک دھبہ ہے۔ اسلئے کہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ـــــ بخدا ـــ کہ کل میں جھنڈا اسے دونگا جو خیبر فتح

کر کے آئے گا اور پھر ایسا ہی ہُوا ۔ تو اور علمِ غیب کسے کہتے ہیں ۔ !

پس ثابت ہُوا ـــــــ کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ـــــــ

ـ **عالم الغیب** ہیں ـــــــ

اور پھر شیرِ خُدا نے خیبر کی زمین پر اسلام کا علم گاڑ دیا ـــ خیبر کے قلعہ قموص کا کمانڈر اور مشہورِ زمانہ یہودی شہ زور پہلوان **مرحب** جس کی بہادری اور جنگی حکمت کی داستانیں پوری دنیائے کفر و شرک میں ضرب المثل تھیں حضرت علی علیہ السلام کے مقابلہ میں آیا ۔ پورا جسم لوہے میں غرق ۔ سر پر دو من لوہے کا خود پہنے اور ہاتھ میں بھاری بھر کم فولادی گرز تھا ـــــــ

شیرِ خُدا نے یہ رجز پڑھا اور مقابلہ کے لئے آگے بڑھے ـ سمتنی امی حیدر کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہُوا ہے !

بس پھر دو تلواریں آپس میں ٹکرائیں ـــــــ ایک اسلام کو مٹانے کے لئے اور دوسری اسلام کو بچانے کے لئے ۔ ـــــــ

مرحب نے بڑی ہوشیاری سے وار کئے جنہیں حضرت علی نے بڑی جوانمردی سے روکا ـــــــ

مرحب نے گرز ہوا میں لہرائی ـــ شیرِ خدا نے پکڑ لی ـــ اور زوردار جھٹکا دیا ـ گرز زمین پر گر گئی !

حضرت علی علیہ السلام کے **دُلدُل** نے اپنے دونوں اگلے کھُر اٹھائے اور مرحب کے کندھوں پر مارے ۔ اور ساتھ حضرت علیؑ نے ذوالفقار حیدری کو یہودی مرحب کے سر پر لہرایا ۔ اس نے حیدرؑ کی شمشیر کو ڈھال پر روکا مگر ذوالفقار کی دھار ڈھال کے دو ٹکڑے کرتی ہوئی ، مرحب کے بدن اور گھوڑے کو چیرتی ہوئی

زمین پر آئی ——— تو زمین پکار اُٹھی ——— !

یا اللہ مجھے علی کی تلوار سے بچالے ! ———

جنگ کے دوران ایک ایسا وقت بھی آیا کہ اللہ تعالےٰ کے شیر نے جوش میں آکر قلعہ کی دیوار کو زور سے ہلایا — کہ زلزلہ آگیا —

اور درِ خیبر کو چالیس گز کے فاصلے پر پھینک دیا — فتح و نصرت نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قدم چومے ——— اور اسلام کا پرچم خیبر کے قلعہ پر لہرا دیا گیا ———

علامہ اقبال مرحوم نے سچ کہا ہے کہ ——— ع

کبھی تنہائی کوہ و دمنِ عشق
کبھی سوز و سرورِ انجمنِ عشق

کبھی سرمایۂ محراب و منبر
کبھی مولا علیؓ خیبر شکنِ عشق

تاریخ الخلفاء صـ۱۱۸ - ریاض النضرۃ جلد جلد ۲ صـ۲۱۷ - موضوعات کبیر صـ۳۶ - مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ______

حَمَلَ عَلِیٌّ بَابَ خَیْبَرَ فَاجْتَمَعَ بَعْدَہٗ عَلَیْہِ سِتُّوْنَ رَجُلًا لَمْ یَحْمِلُہٗ ______ کہ

"ساٹھ آدمی بھی اس دروازہ کو نہ اُٹھا سکے!"

ع
آ بتاؤں تجھے نادان میں شانِ حیدرؓ
اس جہان سے اونچا ہے جہانِ حیدرؓ
آج بھی جنگ میں اعزازِ کمالِ جرأت
مردِ میدان کو ملتا ہے نشانِ حیدرؓ

یوں تو عہدِ رسالتؐ میں اسلام و کُفر کی کوئی جنگ ایسی نہیں جس میں حضرت علی شیرِ خُدا رضی اللہ تعالیٰ عنہُ نے اپنی بہادری و شجاعت کے جوہر دکھا کر "اسد اللہ الغالب" کا تمغہ حاصل نہ کیا ہو ______ مگر غزوۂ خندق - میں حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ نے جس بہادری اور جواں مردی، جاں نثاری و شجاعت کا مظاہرہ کیا اس پر زمین والے تو کیا ______ آسمان والے فرشتے بھی دادِ تحسین کے پھول برسائے بغیر نہ رہ سکے! -

کفر و باطل مکمل اتحاد و یگانگت کا مظاہرہ کرتے ہوئے تینس۳۳ ہزار جری، آزمودہ کار، لڑاکا، بہادر اور جنگجُو جوان لے کر اسلام کے خلاف ایک فیصلہ کُن لڑائی، سامانِ حرب کی کثرت سے سرشار، اسلام اور اس کو ماننے والوں کو اس بار صفحۂ ہستی سے بالکل نیست و نابود کر دینے کا ارادہ

لے کر آیا تھا ــــــــــــــــــــــ

اور اس لشکرِ کفار میں دنیائے کفر کا ایک مشہور شہسوار عمرو بن ابنِ ودّ بھی شامل تھا ــــــــ جو کہ ایک ہزار سواروں کے برابر مانا جاتا تھا ــــــــ

باطل کے لاؤ لشکر اور سامانِ حرب کو دیکھ مٹھی بھر مسلمانوں کے دِل دہل گئے ــــــــ

اور پھر وہی ابنِ وُدّ اپنے گھوڑے کو ایڑھ لگا کر اور خندق پھاند کر لشکرِ اسلام کے سامنے آن پہنچا ــــــــ ــــــــ اور بڑے ہی تکبّر و غرور سے باواز بلند پکارا ! ــــــــ

هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ

کہ کوئی ہے مسلمان جو مقابلہ کرنے کو تیار ہے۔

شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے لشکر اسلام کی طرف نگاہ اُٹھائی، تمام مسلمان دم بخود تھے

اس کافرِ متکبّر نے پھر اپنے الفاظ دہرائے

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکرِ اسلام کے مجاھدوں کی پھر نظر دوڑائی اور سب دم بخود دکھائی دیئے، کسی میں حوصلہ و ہمت نظر نہ آیا !

پھر ــــــــ جب ابنِ وُدّ نے تیسری بار دعوتِ مبارزت دی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہُ کا دُلدُل پورے جوش سے زمین پر اپنے سُمّ مارنے لگا اور اس کے قدموں کی ٹھوکروں سے زمین چنگاریاں پھوٹنے لگیں۔ اس کے ساتھ ہی خونِ حیدرؓ بھی جوش میں آگیا۔ وہ لشکر کی صف سے

باہر آئے، رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر ان کے قدم چومے
اور ——— اجازت کے طلب گار ہوئے ———

نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کے ساتھ، شیرِ خُدا رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کو اجازت مرحمت فرمائی ——— ذُو الفقارِ حیدری عطا فرمائی
اور اپنا عمامۂ مُبارک حضرت علی المرتضٰے کے سرِ مبارک پر رکھکر فرمایا ———

علیؓ ——— جاؤ!———
اس کافر کو تیرے سُپرد کیا ——— اور ———
تجھے ——— اَللہ جَلّ شَانُہٗ کے حوالے! ———

اور ——— پھر ——— ع

پئے تعظیم جُھک کر اور ھادی کی رضا لے کر
چلا میدان میں شیرِ خُدا نامِ خُدا لے کر

نہ سینہ پر زرّہ تھی اور نہ سر پر خود پہنا تھا
فقط تلوار تھی تلوار ہی مردوں کا گہنا تھا

اور پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے بھی اپنے اسپِ تازی - یعنی
دُلدُل کو اشارہ دے کر اس کی راسوں کو ڈھیلا کیا تو وہ بھی عُقاب
کی طرح کُفر پر جھپٹنے کے لئے میدان کارزار میں آگیا ———

اور پھر ——— دو تلواریں آپس میں ٹکرانے لگیں اور شعلے اُگلنے
لگیں ——— ایک حق و اسلام کی تباہی کے لئے اور دوسری اِنکی
پشت پناہی اور حفاظت کے لئے!

ابنِ وُدّ کے پاس ——— بڑھا ——— بانا ——— بانک او کمان تھی۔

اور حضرت علی علیہ السّلام کے پاس صرف ذوالفقارِ حیدری ۔ نگاہِ مصطفیٰ
اور ــــ قوّتِ ایمان تھی ــــــــ

فولادی تلواروں کی جھنکار ــــ زہر آلود شمشیروں کا ٹکراؤ بجلی کی کڑک
اور چمک اور آہنی ڈھالوں کی کھڑکھڑاہٹ سے خندق بھی لرز رہی تھی ــــ
عین اس وقت جبکہ دونوں جنگجو اپنی اپنی بہادری کے جوہر دکھا
رہے تھے ــــ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نگاہ اٹھائی ــــ اور
اسلام و کفر کے میدان میں دونوں جرنیلوں کے اندازِ سپہ گری کو دیکھا ــــ
اور فرمایا ! ــــــ

بَرَزَ الْاِیْمَانُ کُلُّہٗ مَعَ الْکُفْرِ کُلِّہٖ ــــ کہ
" آج مکمل ایمان ، مکمل کفر سے لڑ رہا ہے ــــــ مکمل ایمان
علی المرتضیٰ ؓ ــــ اور ــــ مکمل کفر ابنِ وُدّ ــــــ

وہ جوش میں تھا ــــــــ اور ــــ یہ ہوش میں !
وہ غصّہ میں تھر تھرا رہا تھا ــــ اور ــــ یہ حوصلہ سے مسکرا رہا تھا۔
آخر کار حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے ایسی
ضربِ حیدری لگائی کہ وہ روک نہ سکا اور زمین پر گر کر تڑپنے لگا آپ نے اس مردود
کے سینے پر چڑھ کر اس کا سر کاٹ کر دوبارہ نعرۂ تکبیر بلند کیا جس سے فضائے آسمانی
گونج اٹھی ــــــــــــــــــــ اور
اس طرح غزوۂ خندق میں شیرِ خدا ؓ اور ان کے دُلدُل کی جانثاری اور
جاں سپاری سے اسلام کو کفر پر ــــــــ توحید کو شرک پر ــــــ
حق کو باطل پر ــــ اور نیکی کو بدی پر ــــ اور انسانیّت کو بربریت پر

مکمل اور فیصلہ کن فتح حاصل ہوئی ـــــــــ

اور حضرت علی علیہ السلام کو اس شجاعت کے صلہ میں دربار مصطفٰے سے یہ انعام ملا! ـــــــــ

ضَرْبَةُ عَلِيٍّ يَوْمَ الْخَنْدَقِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ - کہ

"غزوہ خندق میں علی علیہ السلام کی جنگ تمام مسلمانوں کے اعمال سے افضل ہے۔"

مدارج النبوّت ـــ جلد ۲ صـ ۲۴۴ ـــــــــ

لَمُبَارَزَةُ عَلِيٍّ ابْنِ اَبِي طَالِبٍ يَوْمَ الْخَنْدَقِ اَفْضَلُ مِنْ اَعْمَالِ اُمَّتِيْ !

تفسیر کبیر جلد ۲ صـ ۳۰۱ ـــــــــ

جنگ اور فتح کے بعد نبیؐ نے علیؑ سے پوچھا کہ جب تم ابن ودّ سے لڑ رہے تھے تو کیا محسوس کر رہے تھے؟ ـــــــــ

جواب دیا! آقا ـــــــــ

لَوْكَانَ اَهْلُ الْعَرَبِ فِيْ جَانِبِ الْآخَرِ لَقَدَرْتُ عَلَيْهِمْ۔

کہ اگر تمام عرب کے بہادر ایک طرف ہوتے تو میں اکیلا ہی ان کے لئے کافی تھا ـــــ اور میں ان پر غالب آجاتا ـــــ اور ایسا ہوتا بھی کیوں نہ! ـــــــــ

اسلیئے کہ شیرِ خدا کی شان تو یہ ہے ـــــ کہ ع

شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوّتِ پروردگار
لَا فَتٰى اِلَّا عَلِيْ لَا سَيْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار

ان تمام مسلمہ حقائق کے پیشِ نظر سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ جنگ بدر سے لیکر، جنگِ اُحد۔ حنین۔ خندق اور دوسرے غزوات میں جس **دُلدُل** پر سوار ہو کر حق و اسلام کی عظمت کے لئے ساری زندگی کفر و باطل کے ساتھ نبرد آزما رہے ——

اور آپ کا **دُلدُل** بھی ہر میدان —— ہر جنگ اور ہر لڑائی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پورا پورا ساتھ دیتا رہا، اسی اچھی نسبت کے سبب حضرت علی علیہ السلام کا دُلدُل بھی جنّت میں جائے گا ——

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے سچ فرمایا ہے۔ کہ :- " نسبت اچھی ہو تو جنت میں جانا مشکل نہیں۔"

الغرض ——

حضرت علی کی جانبازی —— شیر خدا کی مردانگی اور **اسد اللہ الغالب** کی شجاعت کا یہ عالم تھا کہ ——

میدانِ جنگ میں بڑے بڑے بہادروں نامور شہسواروں اور جنگجوؤں کے مقابلہ میں بے خوف و خطر نکل آتے تھے اور قوت ارادی کا یہ عالم تھا کہ موت پر اپنا قبضہ سمجھتے تھے ——

یہی وجہ ہے کہ آجتک کسی مؤرخ۔ کسی تاریخ دان اور کسی واقعہ نگار نے شیر خدا کی قوت و طاقت کے متعلق صحیح طور پر کچھ نہیں لکھا —— آخر کار ان کے جنگی کارناموں اور ان کی اسلامی فتوحات کو دیکھ کر یہی کہنا پڑتا ہے کہ

شاہِ مرداں، شیرِ یزداں، قوّتِ پروردگار

لَا فَتیٰ اِلَّا عَلِی لَا سَیفَ اِلَّا ذُوالفِقَار

قارئینِ کرام!

مذکورہ بالا حقائق کے ہوتے ہوئے یہ کتنے افسوس کی بات ہے اور کتنی ستم ظریفی ہے کہ خارجی لوگ اس مردِ مجاہد، مولائے کائنات۔ فاتحِ خیبر اور دامادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کو نام نہاد خلافت سمجھتے ہیں [1]

اور ان کی جرأت و شجاعت کو ایک وہم و گمان تصوّر کرتے ہیں اور سب سے بڑا ظلم تو یہ ہے کہ

یہ بے ادب و گستاخ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والدِ گرامی حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نعوذ باللہ کافر اور جہنمی مانتے ہیں ——

ان گستاخ لوگوں کے ایسے بیہودہ سوالات کا ایک ہی جواب ہے کہ

"جسے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا اعتراف نہیں
ہزار سجدے کرے کوئی گناہ معاف نہیں
بدن پہ حج کا احرام اور دل میں بغضِ علیؓ
یہ کعبہ پاک کے پھیرے تو ہیں طواف نہیں

---

[1]:- کتاب حسن بن علی ص ۴۹ از فیض عالم صدّیقی

لَافتیٰ اِلاَّعلیؓ لَاسیفَ اِلاَّذوالفقارُ

کا اعزاز خصوصی

مدارج النبوّت ——— شیخ عبدالحق محدّث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ ———

"جنگِ بدر کی ذِلت آمیز اور عبرت ناک شکست کا بدلہ لینے کی غرض سے مشرکین مکّہ نے میدان اُحد میں ایک عظیم لشکر کے ساتھ پڑے جمائے۔" ———

حضرات محترم! یاد رہے کہ اسی جنگ میں رسولِ اکرم صلی اللہ کے دندانِ مبارک شہید ہوئے اور اسی لڑائی میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے ——— اور اسلام و کُفر کے اسی تصادم میں حضرت علی علیہ السلام کو

"لَافَتیٰ اِلاَّعَلیؓ لَاسَیفَ اِلاَّ ذُوالفِقَارُ" کا تمغۂ جرأت اور شجاعت کا خصوصی اعزاز بھی عطا ہُوا۔ ———

اصل واقعہ کچھ یوں ہے کہ جنگ اُحد میں طلحہ بن ابی طلحہ جو کہ لشکرِ کفار کا علمبردار تھا کے مقابلہ میں حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کے سر پر تلوار ماری جو اس کافر کا سَر، دل اور دماغ چیرتی ہوئی نکل گئی۔ ———

لیکن شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ نے اُسے جان سے نہیں مارا ———

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کافر کو جان سے نہ مارنے کا سبب پوچھا

تو حضرت علی علیہ السلام نے جواب دیا کہ گرتے وقت اس کی شرمگاہ کھل گئی تھی اور میری شجاعت نے یہ پسند نہ کیا کہ میں اسے اس حالت میں قتل کروں۔

صـ ۲۱۱ اردو ترجمہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی شجاعت اور جوان مردی کے باعث رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ——

اِنَّهٗ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْهُ ——

کہ — "علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں" ——

حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی! ——

اَنَا مِنْكُمْ ——

کہ — "میں تم دونوں میں سے ہوں" ——

عین اس وقت جب کہ نطلحہ بن طلحہ کے مقابلہ میں حضرت علی رضی اللہ اپنی شجاعت۔ جوان مردی اور شمشیر زنی کے جوہر دکھا رہے تھے کہ غیب سے ایک آواز آئی ——

لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ —— لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارُ

کہ — "سوائے علی کے اور کوئی جوان نہیں اور سوائے علی کی تلوار کے اور کوئی تلوار نہیں ہے!" ——

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آواز سن کر فرمایا!

علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جانتے ہو کہ یہ کس کی آواز تھی؟

عرض کی —— نہیں!

فرمایا! — آسمان کے فرشتہ رضوان کی آواز تھی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ اُحد کی جنگ میں مجھ پر تلوار کی

کے سولہ[16] وار ہوئے ۔

بارہ مَیں نے روک لئے اور چار پر میں گرتا رہا لیکن کوئی حسین و جمیل آدمی میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اٹھاتا رہا ! ——

آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا جانتے ہو وہ کون تھا ؟

عرض کی —— اتنا جانتا ہوں کہ اس کی شکل وصورت دحیہ کلبی سے ملتی جلتی تھی ——

فرمایا —— حضرت جبریل علیہ السلام تھے ——

اور —— یہ بھی سچ ہے کہ حضرت علی کعبہ میں پیدا ہوئے اور یہ بھی فرمانِ مصطفٰے[14] ہے کہ ——

اَلنَّظَرُ اِلٰی عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ" —— کہ

"علی رض کو دیکھنا بھی عبادت ہے"

تو پھر یہ بھی صحیح ہے —— کہ ع

اللہ کے گھر میں جس کی ولادت ہو جائے
کیوں نہ وہ قبلۂ اہلِ ولایت ہو جائے
اس کی اپنی عبادت کا کمال کیا ہو گا ؟
جس کو دیکھنا بھی عین عبادت ہو جائے

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ط

ناقۂ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم

قارئینِ کرام! ــــــــ

جس طرح اچھی نسبت کے سبب، اصحاب فیل کا ہاتھی ــ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی ــــ حضرت یعقوب علیہ السلام کا بھیڑیا ــــ حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی اور ملکۂ سبا شہزادی بلقیس کا ہُدہُد جنت میں جائیں گے ــــــ

اسی طرح امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ بھی اچھی نسبت کے باعث جنت میں جائے گی ــــــ

حضراتِ گرامی! ــــــ

اگرچہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی سواریوں پر سواری کی ہے اور ہر سواری قابلِ تکریم ہے ۔ قابلِ تعظیم اور قابل ادب و احترام ہے۔ لیکن وہ **ناقہ** جس پر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سواری فرمایا کرتے تھے اس کی شان و شوکت، عظمت اور اس کی عزت و تکریم کچھ اور ہی ہے ــــــ اور اس ناقہ میں جو کمالات تھے وہ اور کسی سواری میں نہیں تھے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آقائے

نسبت باعث جنت

دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سواری کے لئے دس گھوڑے آئے ـــ

۱ ـــ پہلے گھوڑے کا نام **سکب** جس کے معنی پانی بہانے کے ہیں ۔ (قاموس)

مطلب یہ کہ گھوڑا اپنی تیز رفتاری میں ایسا تھا جیسا کہ پانی رواں دواں ہو!

۲ ـــ **دوسرے** گھوڑے کا نام **مُرتجز تھا** ـــ

یہ اچھی آواز میں ہنہناتا تھا ـــ

۳ ـــ تیسرے کا نام **لزاز تھا** ـــ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس گھوڑے کو بہت پسند فرماتے تھے ـــ لزاز کے معنی گوشت سے بھرا ہوا ۔

اور اسے مقوقس شاہِ اسکندریہ نے ہدیہ کے طور پر حضورؐ کی خدمت میں بھیجا تھا ۔

اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر و بیشتر اسی پر سواری فرمایا کرتے تھے ـــ

المواھب میں ہے کہ تیز رفتاری کے باعث اس کا یہ نام تھا ـــ

سیدالمرسلین ، صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی خچروں پر بھی سواری فرمائی

چنانچہ ـــ طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے ـــ کہ

غزوہ حنین میں مسلمان کمزور ہو گئے ـــ ان کے دل و دماغ پر پر لشکرِ کفار کی ہیبت چھا گئی تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے **بغلہ شہبا** پر سوار تھے ـــ یہ آپ کی خچر کا نام تھا ـــ

اور ـــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے دُلدُل کے نام سے پکارتے تھے ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا ـــ

"اے دُلدُل ذرا زمین سے قریب ہو جا تو دُلدُل نے اپنا سینہ زمین کے ساتھ لگا دیا ـــ

تو آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے دُلدُل پر بیٹھے بیٹھے ہی زمین پر سے ایک مشتِ خاک اٹھائی اور لشکرِ کفّار کے منہ کی طرف ماری ——

اور فرمایا ——

فَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ——

وہ سب مغلوب ہو گئے۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی اعجازِ نبوت ہے کہ کائناتِ ارضی و سماوی کی ہر چیز آپ سے کلام کرتی دکھائی دیتی ہے۔ کہیں شجر و حجر آپ پر درود و سلام کے پھول نچھاور کرتے نظر آتے ہیں اور کہیں جانور آپ سے ہمکلامی کا شرف حاصل کرتے نظر آتے ہیں —— اور کہیں جنگل کے خونخوار درندے آپ کے ساتھ محوِ گفتگو نظر آتے ہیں اور یہی نہیں، بلکہ چاند۔ سورج اور ستارے بھی آپ کے حکم کی تعمیل کرنے کو اپنی سعادت مندی سمجھتے ہیں! ——

چاند پھٹ جاتا ہے —— سورج واپس لوٹ آتا ہے —— ستارے جھک جاتے ہیں ——

زرقانی۔ جلد ۱ صہ ۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳ امام محمد بن عبد الباقی۔ نزہت المجالس جلد ۲ صہ ۹۷-۹۸ علامہ عبد الرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ۔ خصائص الکبریٰ جلد ۱ صہ ۴۷۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ۔ سیرت حلبیہ۔ علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ۔ المواہب اللدنیہ ——

اِنَّ کُلَّ دَابَّۃٍ کَانَتْ لِقُرَیْشٍ نَطَقَتْ —— کہ

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت قریشِ مکّہ کے

تمام جانور بول اٹھے تھے۔"

وَقَالَتْ قَدْ حُمِلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"اور کہنے لگے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطنِ پاک میں آگیا ہے۔"

وَرَبِّ الْكَعْبَةِ

"اور ربّ کعبہ کی قسم!"

وَهُوَ اَمَانُ الدُّنْيَا وَسِرَاجُ اَهْلِهَا

"اور وہ دنیا کے لئے امن وسلامتی کا ابدی پیغام لے کر آیا ہے اور وہ تاریک راتوں میں روشنی کا مینار بن کر آیا ہے!"

مدارج النبوّت ــــ ترجمہ اُردو جلد ۲ صــ ۱۰۲۸۔ سیرت حلبیہ جلد ۲ صــ ۷۲۴ علامہ علی بن محمد برہان الدّین ــــــــ

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ خیبر کے بعد

اَصَابَ حِمَارًا اَسْوَدًا

"ایک سیاہ رنگ کا گدھا ملا۔"

فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا!

مَا اسْمُكَ؟

تیرا نام کیا ہے؟

قَالَ يَزِيْدُ بْنُ شِهَابٍ!

کہا میرا نام یزید بن شہاب ہے!

اَخْرَجَ اللّٰہُ مِنْ نَسْلِ جَدِّیْ سِتِّیْنَ حِمَارًا کُلُّھُمْ لَا یَرْکَبُھُمْ اِلَّا نَبِیٌّ ۔

"اللہ تعالیٰ نے میری نسل میں ساٹھ گدھے ایسے پیدا کئے ہیں جن پر سوائے نبی کے کسی اور نے سواری نہیں کی!"

اور اب میری نسل میں کوئی گدھا نہیں رہا ــــــــ

وَلَمْ یَبْقَ مِنَ الْاَنْبِیَآءِ غَیْرُکَ ۔

اور اب آپ کے علاوہ نبیوں میں سے کوئی نبی باقی نہیں رہا۔ اور آپ مجھ پر سواری فرماویں تاکہ میری نسل کی رسم پوری ہو جائے ــــــــ

میرا یہودی مالک جب بھی مجھ پر سوار ہونے کی کوشش کرتا تو میں اُسے سوار ہونے کی ہرگز اجازت نہ دیتا ــــــــ

وہ مجھے بُری طرح مارتا۔ میرے پیٹ پر ڈنڈے برساتا۔ میری پُشت پر بے پناہ کوڑے برساتا تھا ــــــــ

فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْتَ یَعْفُوْرٌ

"رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج سے تیرا نام یعفور ہے یعنی حکم کی تعمیل کرنے والا۔"

اور اس یعفور گدھے کا کمال یہ تھا کہ جب نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی صحابی کو بلانے کی ضرورت پیش آتی تو آپ یعفور کو حکم فرماتے کہ فلاں صحابی کو بُلا لاؤ ــــ تو یعفور گلیوں اور بازاروں اور راستوں سے گزرتا ہُوا اس صحابی کے دروازے پر پہنچ جاتا ــــــــ

فَیَقْرَعُہٗ بِرَأْسِہٖ ــ اپنے سر سے دروازہ کو کھٹکھٹاتا ــــــــ

جب گھر والا دروازے سے باہر آتا ــــــــ

فَاءَ مَا اِلَیۡهِ

تو اشارہ کرتا کہ نبیٔ اکرمؐ تجھے بُلا رہے ہیں ــــــــ

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پاک کے بعد یعفور یہ صدمہ برداشت نہ کر سکا اور ایک کنوئیں میں گِر کر ہلاک ہو گیا ــــــــ

اَلۡقٰی نَفۡسَهٗ فِیۡ بِئۡرٍ

سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ دیکھو یعفور گدھا تسلیم کرتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب دفترِ انبیاء میں کوئی نبی باقی نہیں رہا یعنی آپ خاتم النبیّین ہیں ــــــــ مگر

افسوس کہ یہ مرزائی نہیں مانتے تو صاف بات ہے کہ ان سے وہ گدھا ہی بہت اچھا ہے ! اور یہ انسان ہو کر بھی گدھے سے بدتر ! ــــــــ

ہماری بعض کتابوں میں اس یعفور گدھے کو **دراز گوش** بھی لکھا ہے کہتے ہیں کہ یعفور گدھے زیادہ لمبے تھے ــــــــ

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کیا تجھے اپنی مادہ کی خواہش ہے۔

عرض کی ہرگز نہیں ! ــــــــ

تمام سواریوں سے افضل ناقہ

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام سواریوں سے افضل ناقہ تھی جس کا نام قصواء ہے ۔ قاموس میں یہی بتایا گیا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کثرت سے سواری فرماتے تھے، سفر و حضر میں اسی **ناقہ** کو یہ سعادت بھی حاصل تھی

نسبت باعثِ جنّت

کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر اس پر سواری کے دوران وحی بھی نازل ہوا کرتی تھی کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی دوسری سواری وحی کے بوجھ کو برداشت نہ کر سکتی تھی۔

صلح حدیبیہ کے وقت بھی آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسی خوش بخت ناقہ پر سوار تھے اور ہجرت کا سفر بھی آپ نے اسی مبارک ناقہ پر کیا تھا۔

نزھت المجالس جلد ۲ صہ ۲۲۸ ۔ علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"ایک دن ایک اعرابی یہ ناقہ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا۔"

معارج النبوۃ طن ۶۰۲ ـــ ملا معین الدین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ

فَلَمَّا رَأَتِ النَّاقَةُ إِلَى النَّبِيِّ قَالَتْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ الْبَشَرِ ـــ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا زَيْنَ الْقِيَامَةِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَافِعَ الْاُمَمِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حال دریافت فرمایا ـــ تو اس نے عرض کی ـــ کہ میرا مالک مجھے رات کو جنگل میں چرنے کیلئے چھوڑ آیا کرتا تھا اور رات کو جنگل کے درندے میرے گرد جمع ہو جاتے اور کہتے!

لَا تُؤْذُوْهَا فَاِنَّهَا مَرْكَبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـــ کہ "اسے کوئی ایذا نہ دو کیونکہ یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری ہے۔"

نزھت المجالس کے الفاظ یہ ہیں ـــ

لَا تَقْرَبُوْهَا فَاِنَّهَا لِمُحَمَّدٍ ـــ کہ

"اس کے نزدیک مت جاؤ کیونکہ یہ محمد کریم کے لئے ہے۔"

فَكُنْتُ اُخْرِجُ اَرْعٰى فَيُنَادِى النَّبَاتُ اِلَىَّ اِلَىَّ فَاِنَّكَ لِمُحَمَّدٍ

"اور جب میں جنگل میں چرتی تو چراگاہ کی نباتات مجھے کہتیں کہ میری طرف آؤ اور ہمیں چرو، کیونکہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خاص ہے"

یا رسول اللہ اس دن سے میں آپ کے ہجر و فراق میں رو رہی ہوں — آج اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان فرمایا ہے کہ آپ کی زیارت سے فیضیاب ہوئی ہوں۔"

میری ایک درخواست ہے یا نبی اللہ!

فرمایا کہو:

عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ سے میرے لیے یہ اجازت منظور ہو جائے کہ میں جنت میں آپ کی سواری کے کام آسکوں —

دوسری درخواست یہ ہے کہ —

آپؐ کے وصالِ پاک سے قبل مجھے موت نصیب ہو جائے تاکہ آپ کی دنیا سے پردہ پوشی کے بعد مجھ پہ کوئی دوسرا شخص سواری نہ کر سکے! —

سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تیری دونوں درخواستیں منظور ہیں اور اسی طرح ہوگا جسطرح تو چاہتی ہے —

پھر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وقت اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا! —

کہ بیٹی یہ بات یاد رکھنا کہ میرے بعد اس ناقہ پر کوئی دوسرا سواری ہرگز نہ کرے۔ تم خود اس بات کی نگرانی کرنا —

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا تھا اور حضورِ اکرم

علیہ السلام کے غمِ فرقت میں گم سُم رہنے لگی ——————

ایک رات حضرت خاتونِ جنّتؓ اس کے قریب سے گزریں تو اس نے

سیّدہ شہزادیِ کونینؓ کو دیکھ کر پکاری ! ——————

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ !

مَا شَبَاعَ لِیْ عَلَفٌ وَلَا شَرَابٌ مِنْہُ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ !

کہ — جب سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصالِ پاک

ہوا ہے میں نے کھانا پینا چھوڑ رکھا ہے ——————

اور اے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری دلبند —— آج میں آپ

کے والدِ گرامی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہونے کے لیئے تیار

ہوں —— اگر آپ نے کوئی پیغام دینا ہے تو اُن کے حضور پہنچا دوں گی ۔

خاتونِ جنّت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے اپنا دستِ شفقت

اس کے سر پر پھیرا ، بس اسی دوران اسکی رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی ۔

خاتونِ جنّت نے کفن تیار کروایا —— اور گڑھا کھود کر اسے دفن کروا دیا ۔

مگر —— تین دن کے بعد جب اس گڑھے کو کھودا گیا تو وہ **ناقہ رسولؐ** غائب

تھی یہ اس کی کرامت تھی —— کہ

فَاِنَّھَا لَمْ تَنْطِقْ اِلَّا لَھَا وَلِاَبِیْھَا —————— کہ

اس نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے والد گرامی کے علاوہ اور کسی سے

کلام نہیں کیا ——————

حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو چکا ہے —— اور اب مکہ

مکرّمہ میں ظاہری طور پر کوئی یار و مددگار نہیں ———

اس لئے ایک رات مشرکین مکّہ اور اسلام کے دشمن اور سیّدِ دو جہاں کے مخالف انہیں قتل کرنے کے ارادہ سے حجرۂ شریف کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں، درِ نبوّت بند تھا۔ اور والیِٔ کائنات علیہ السلام بسترِ نبوّت پر آرام فرما رہے تھے کہ فرستادۂ خدا یعنی حضرت جبریل علیہ السلام نے دستک دی! ———

نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا ———

کون ہے؟ ———

جواب ملا جبریل ؑ ہوں! ———

پھر پوچھا ۔ کیوں آئے ہو؟ ———

عرض کی — بتاتا ہوں! ———

دروازہ کھولا! ———

جبریل علیہ السلام اندر داخل ہوا ———

بتاؤ رات کے اندھیرے میں کیوں آئے ہو! ———

جواب دیا — خدا تعالیٰ کی طرف سے سلام لے کر اور ایک انتہائی ضروری پیغام لے کر حاضر ہوں ———

فرمایا ——— جلدی سے پیغام سناؤ!

عرض کی! ———

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکَ اَلْہِجْرَۃَ! ——— کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہجرت کا حکم فرمایا ہے کہ اٹھو اور مکّہ مکرّمہ کی مقدس بستی کو چھوڑ کر مدینہ منوّرہ کی طرف روانہ ہو جائیے! ———

فرشتہ ہجرت کا پیغام دے کر چلا گیا ـــــــ تو مرکزِ کائنات نے حرکت کی ۔
عرش نے جھک کر دیکھا ـــــــ فرشتوں نے درود پڑھا ـــــــ حوروں نے سلامی دی ۔ شجر و حجر اداس ہو گئے ! ـــــــ

نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے باہر دیکھا ـــــــ ننگی تلواریں چمک رہی تھیں ، نیزے تنے ہوئے اور تیر کمانوں میں ڈال کر چلے کھینچے حجرۂ نبوت مشرکین مکہ نے اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا ـــــــ

عرض کی ـــــــ اللہ پاک مکان پوری طرح دشمن کے نرغے میں ہے اور ـــــــ ننگی تلواریں رات کے اندھیرے میں چمک رہی ہیں ـــــــ کیسے نکلوں ؟
جواب آیا ـــــــ سورۂ یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے کفارِ مکہ اور مشرکینِ مکہ کے قریب سے بےخوف نکل جاؤ آپ کسی کو نظر نہیں آئیں گے ۔ !
رسولِ خدا نے دروازہ کھولا ـــــــ اور سورۃ یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے دشمنوں کی ننگی تلواروں کے سایہ میں نکل گئے ـــــــ
مشرکین آپ کے قدموں کی چاپ تو سنتے تھے مگر ان کو دکھائی کچھ نہ دیتا تھا ۔ وہ انتہائی حیران و پریشان نظر آرہے تھے ـــــــ اسلئے کہ اللہ کریم نے ان مشرکین کے آگے پیچھے کاغذ کی طرح باریک دیواریں کھڑی کر دی تھیں فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ کا اندھیرا ان کی آنکھوں پر چھا گیا تھا ۔
حفیظ جالندھری مرحوم نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے ـــــــ ع

وہ ڈراتا ہوا وحدت کا دم بھرتا ہوا نکلا
تلاوت سورۂ یٰسین کی کرتا ہوا نکلا
کھنچی ہی رہ گئیں خون ریز خوں آشام شمشیریں
کسی نے کھینچ دی ہوں جس طرح کاغذ کی تصویریں

شنہشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم — حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لے گئے — اور فرمایا!

علیؓ — میں اللہ تعالےٰ کے حکم سے مکہّ مکرّمہ کو خیرباد کہکر مدینہ طیبّہ کی طرف اسی وقت روانہ ہورہا ہوں اور مشرکینِ مکہّ نے میرے قتل کے ارادہ سے میرے مکان کا محاصرہ کر رکھّا ہے! —

آج رات میرے بستر پر تم سو جاؤ! —

شیرِ خدا سمجھ گئے کہ آج امتحان سخت ہے —

اس لئے کہ آج رات نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پہ سونا گویا دشمنوں کی تلواروں کے سائے میں سونا تھا —

اور یہ موت و ہلاکت سے دست بدست جنگ تھی! —

عشق و محبّت کی آزمائش اور قربانی و جانثاری کا امتحان تھا — اور مکہّ مکرّمہ کے مشہور قبیلوں کے سربرآوردہ بہادر شمشیرزنوں سے مقابلہ تھا!

ہر لمحہ جان جانے کا خطرہ اور ہر گھڑی موت کا انتظار کرنا تھا —

کیونکہ کافر آج اٹل ارادہ سے آئے تھے اور آج وہ نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرکے — حق و اسلام کا خاتمہ کرنے آئے تھے — توحید و رسالت کی شمع کو ہمیشہ کے لئے بجھانے کے ارادہ سے آئے تھے — اور نیکی و شرافت کے چراغ بجھانے آئے تھے! —

مگر یہ سب کچھ جاننے کے باوجود بھی علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغیر کسی تامّل کے اپنے آقا علیہ السلام کے بستر پہ سونا منظور کرلیا —

اس لئے کہ آقا کے حکم کے بعد سوچنا ایمان کی توہین ہے — اور پھر علیؓ

کو تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خندق میں **ایمانِ کُل** کی سند دے دی تھی! ———

تعجب ہے کہ کفارِ مکہ کو نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کا پتہ چلا اور نہ ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے آنے کا! ———

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا ———

اے ابوبکرؓ میں اللہ کے حکم کے تحت مکہ مکرمہ چھوڑ کر مدینہ منورہ جا رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی حکم ہے کہ میں آپ کو بھی اپنے ساتھ لے کر جاؤں ———

اور آج اگر تم نے میرا ساتھ دیا تو جنت میں بھی آپ میرے ساتھ ہوں گے!

تفسیر امام حسن عسکری ص ۲۱۲

وَاَمَرُكَ تَسْتَصْحِبَ اَبَا بَكْرٍ

محبوب اکیلے نہ جانا ابوبکرؓ کو بھی ساتھ لے کر جانا ——— اس لئے کہ

آج رات اگر ابوبکرؓ نے تمہارا ساتھ دیا ——— تو

كَانَ فِي الْجَنَّةِ مِنْ رُفَقَائِكَ

پھر جنت میں تمہارا رفیق ہوگا ——— مزید فرمایا ———

لِاَبِي بَكْرٍ اَرَضِيتَ اَنْ تَكُوْنَ مَعِيَ ——— کہ

اے ابوبکر کیا تو راضی ہے۔ آج رات میرے ساتھ چلنے کو ———

عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ———

اَمَّا لَوْ عِشْتُ اَنَا عُمْرَ الدُّنْيَا ——— کہ

اگر میں تمام آپ کی محبت میں سخت عذاب میں مبتلا رہوں تو پھر بھی

مجھے آپ کی محبت میں منظور ہے ——————

بخاری شریف جلد ۱ صـ۵۱۵ — تفسیر کبیر جلد ۴ صـ۴۳۷ مشکوٰۃ شریف

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ——————

رَحِمَ اللّٰہُ اَبَا بَکْرٍ زَوَّجَنِیْ بِنْتَہٗ وَاَعْتَقَ بِلَالَ

وَحَمَلَنِیْ اِلٰی دَارِ الْھِجْرَتِ —————— کہ

اللہ تعالیٰ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ پر رحم فرمائے کہ اس نے اپنی بیٹی

میرے نکاح میں دے دی ——————

حضرت بلالؓ کو آزاد کروایا اور مجھے کندھوں پر اٹھا کر ہجرت کی

رات مدینہ منورہ لے گیا ——————

شیعہ حضرات کی کتابوں کے حوالہ جات

حملہ حیدری —— ملا باذل ایرانی جلد ۱ صـ۴۸-۴۹ - حیات القلوب مُلّا

باقر مجلسی جلد ۲ صـ۳۲۱ اور تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام کی صـ۲۱۲

الغرض —— حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی بغیر سوچے سمجھے حضرت علی

کرم اللہ وجہہ کی طرح نبی علیہ السلام کے ساتھ جانے کی حامی بھر لی ——————

حالانکہ وہ جانتے تھے کہ آج رات نبی علیہ السلام کے ساتھ جانا گویا موت

کو دعوت دینا ہے - اسلئے کہ یہ کوئی تفریحی اور کوئی تجارتی سفر نہیں ہے بلکہ ،

زندگی اور موت کا سودا ہے ! ——————

اور کفارِ مکہ کی خوں آشام شمشیروں سے کھیلنا اور آقا سے پہلے اپنی جان

قربان کرنے کا فیصلہ ہے ! ——————

غارِ ثور سے مدینہ منوّرہ کی راہ پر

غارِ ثور سے نکلے تو مدینہ منوّرہ کی راہ پر چلنے لگے ــــ ایک محب اور دوسرا محبوب۔

ایک طالب اور دوسرا مطلوب ، ــــ

ایک غلام اور دوسرا آقا ، ــــ

اور ــــ ایک صادق ــــ اور دوسرا صدیق ! ــــ

حضراتِ گرامی ! ــــ آئیے ذرا پیچھے پلٹ کر دیکھیں کہ کفارِ مکہ کی تلواروں ــــ اور ــــ قریشی بہادروں کی فولادی اور آبدار شمشیروں کا کیا بنا ؟

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے بسترِ نبوّت سے اُٹھ کر نکل آئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ یمنی چادر تان کر حضور علیہ السلام کے بستر پر جا کر لیٹ گئے۔

مشرکین مکہ ساری رات اسی انتظار میں رہے کہ آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کس وقت گھر سے باہر آئیں اور کب آپ کا کام تمام کر دیا جائے ۔

رات گزرتی جا رہی تھی اور بالآخر گذر گئی ــــ پو پھٹنے لگی ــــ اور لَو پھیلنے لگی ــــ

تو ابوجہل نے رات بھر کے انتظار سے تنگ آ کر چھلانگ لگائی ــــ اور حجرۂ نبوّت میں پہنچ گیا ! ــــ

تلوار کا وار کرنے ہی والا تھا کہ حضرت علی علیہ السلام نے چادر کا پلّہ سرکایا۔

ابوجہل ٹھٹک کر رہ گیا ــــ وہ حیران و پریشان ہو گیا تھا یہ معاملہ اس کی سمجھ سے بالا تھا ــــ کہ وہ بسترِ نبوت پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کو دیکھ کر عالمِ حیرت میں گم تھا ! ــــ

ابوجہل نے پوچھا! ——
علیؓ —— محمدؐ - کہاں ہے؟ ——
حضرت علیؓ نے مسکرا کر جواب دیا —— کہ
ساری رات پہرہ تم نے دیا ہے — اور پوچھ مجھ سے رہے ہو! ——
محمدؐ اور ابوبکرؓ تو اس وقت مدینہ منوّرہ میں پہنچنے والے ہوں گے!
اور —— پھر مدینہ آ ہی گیا —— مدینہ والوں کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد اطلاع بھی مل چکی تھی —— انہوں نے راستوں کو صاف ستھرا کر کے شہر لوئیں سجایا ہُوا تھا کہ کوئی بڑی ہی عظیم ہستی آ رہی ہے جس کے استقبال کے لیئے یہ تیاریاں ہیں —— اسمیں بھی شک نہیں کہ واقعی دو عالم کے سردار آج مدینہ والوں پر احسان کر کے ان کے مہمان بن رہے تھے اور وہ بھی ہمیشہ کے لئے بلکہ تا قیامت مدینہ منورہ میں رہنے کے لئے ——
آج مدینہ والوں کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا —— ہر گلی و بازار کو انتہائی شاندار طریقہ سے سجایا گیا تھا۔ حسین و جمیل محرابیں بنائی گئیں تھیں۔ پورے شہر میں چہل پہل تھی، لوگ خوشی و مسرت میں جھوم رہے تھے — ہر ایک نے اپنے مکان کو دُولہا بنا رکھا تھا ——
اور — ہر ایک کی تمنّا تھی کہ رسُولِ اکرم علیہ السلام اس کے گھر کو رونق بخشیں اور انہیں اپنی خدمت کا موقع دیں ——
سارا مدینہ — نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جگمگا رہا تھا —— لوگ باادب قطاریں باندھیں کھڑے تھے —— یہی نہیں بلکہ ——
مسلم شریف جلد ۲ — باب الھجرت ص۴۱۹ ——

فَصَعَدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُيُوْتِ ۔

"مرد اور خواتین مکانوں کی چھتوں پر چڑھ کر شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ کا راستہ دیکھ رہے تھے!"

وَتَفَرَّقَ غِلْمَانُ وَالْخَدَمُ فِى الطَّرِيْقِ يُنَادُوْنَ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُوْلَ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) ۔

"اور چھوٹے چھوٹے لڑکے اور خادم ایک بہت بڑے اور عظیم الشان **جلوس** کی شکل میں گلیوں اور بازاروں اور راستوں میں گھوم رہے تھے اور یہ نعرے لگا رہے تھے یا محمدؐ ۔ یا رسول اللہ ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔"

اور ساتھ ہی یہ ایمان افروز نغمے الاپ رہے تھے ——

مدینہ میں استقبال

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا — مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا — مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ

اور کہیں معصوم ننھی منی بچیاں تھی جو دف بجاتی تھیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب اشارے کر کے گاتی تھیں کہ —— ع

ہم ہیں لڑکیاں نجار کے عالی گھرانے کی

خوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی

اور لو وہ آ گئے ۔ ناقہ پر سوار ۔ صدیق اکبرؓ ہمراہی ۔ مدینہ پاک میں بہار

آگئی اور نبیؐ کے پسینہ سے مدینہ کے گلشن مہک اُٹھے ـــــــ

اونٹنی ـ ناقہ ــــ خراماں خراماں نہایت ہی ادب واحترام سے قدم اٹھاتی ہوئی بازاروں سے گزر رہی تھی ــــــ اور اہلِ مدینہ دست بستہ عرض کر رہے تھے ــــــ

حضورؐ میرے گھر ـــــــ یا رسول اللہ میرے غریب خانہ پر! ــــ

یا نبیؐ محترم ــ میری رہائش گاہ میں ـــــــ

ہر ایک کی التجاء ــ ہر ایک کی تمنا اور ہر ایک کی آرزو ہے ــــــ کہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم میرے غریب خانہ پر رونق افروز ہوں ــــــ مگر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ـــــــ مدینے والو! تمہاری عقیدت ومحبّت کا شکریہ اور تمہارے ذوق وشوق پر آفرین ہے لیکن

نَاقَتِی مَامُوْرٌ مِنَ اللّٰہِ ـــــــ کہ

میری ناقہ اللہ تعالےٰ کے حکم کے تحت چل رہی ہے ـــــــ یہ جانتی ہے کہ میں نے کہاں ٹھہرنا ہے ــــــ اسے روکو مت ــــ اسے چلنے دو ــــ شہنشاہِ عرب وعجم پورے جاہ وجلال کے ساتھ ناقہ پر سوار ستّر ہزار فرشتوں کے پروں کے سایہ میں جا رہے تھے ـــــ ناقہ بھی بڑی شان وتمکنت کے ساتھ مدینہ منوّرہ کی گلیوں ــ بازاروں اور راستوں سے گزرتی ہوئی حضرت ابوایوبؓ انصاری رضی اللہ تعالےٰ کے غریب خانہ پر جا کر رُک گئی ـــــــ اس لئے کہ ـــــــ

وہ جانتی تھی کہ یمن کے بادشاہ تبع حمیری کا وہ خط جو اس نے حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت سے نوسوسال قبل حضورِ اکرم

کی طرف لکھا تھا ــــــ وہ حضرت ابو ایوبؓ انصاریؓ کے پاس محفوظ تھا۔

قارئینِ کرام!

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آدمی کی جنس کے علاوہ آٹھ نو اشیاء ایسی ہیں جو کہ جنّت میں جائیں گی ــــــ

لیکن سوچنے کی بات اور غور کرنے کا مقام یہ ہے کہ آخر یہ حیوانات نہ نمازی۔ نہ حاجی۔ نہ عالم و عامل اور نہ مکلّف بالشرع یعنی اصحاب کہف کا کُتّا۔ حضرت یُونس علیہ السلام کی مچھلّی ــــ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا دُنبہ حضرت یعقوبؑ علیہ السلام کا بھیڑیا اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی **ناقہ** یعنی اونٹنی ــــــ

پھر یہ کہ ان کے جنّت میں جانے کا سبب کیا ہے؟

تو میں دو سال تک غور و فکر اور تحقیق کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ کسی اچھی نسبّت کے سبب یہ جانور جنّت میں جائیں گے اور پھر ان کی نسبّت کو میں نے قرآن و حدیث کی روشنی میں ثابت کر دیا ہے ــــــ کہ

"نسبت اچھی ہو تو جنّت میں جانا کوئی مُشکل نہیں

اور پھر کوئی ایک اچھی نسبت کے باعث لیکن

سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی **ناقہ** کئی نسبتوں کے سبب جنت میں جائے گی ــــــ

اوّل: ــــ جب ناقہ نے نبیؐ پاکؐ کو دیکھا تو بول اٹھی، السلام علیک یا خیر البشر ــــ دوم: ــــ اس پر سواری فرماتے تو

وحی نازل ہوتی تھی جبکہ دیگر کسی سواری پر وحی نازل نہ ہوئی ــــــ

سوم: ـــــ ہجرت کے سفر اور مدینہ منوّرہ پہنچ کر نبیّ اکرم علیہ السلام نے فرمایا۔

نَاقَتِیْ مَامُوْرٌ مِّنَ اللّٰہِ ــــــ کہ

میری ناقہ اللہ کے حکم کے تحت چلتی ہے ــــــ

چہارم: ـــــ یہ جانتی تھی کہ تبع حمیری کا خط حضرت ابو ایوب انصاری کے پاس ہے۔ ــــــ

تبع حمیری اور اس کا خط

حضراتِ محترم ــــــ تبع حمیری کا ذکر قرآن مجید میں دو بار آیا ہے۔

ایک ــــ سورۃ الدخان ــــــ آیت ۳۷

اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ــــــ

ترجمہ اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ۔ "کیا وہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم"۔ ان سے پہلے تھے ۔ ہم نے انہیں ہلاک کر دیا، کیونکہ وہ مجرم آدمی تھے۔"

دوم ــــ سورۃ قٓ۔ پارہ ۲۶ ــــــ آیت ۱۴

وَاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ــــــ یعنی

"اور بن کے رہنے والے اور تبع کی قوم"

تفسیرِ حسینی ــــ قادری فخر العلماء مولوی فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ

لکھتے ہیں کہ تبع حمیری یمن کا بادشاہ تھا اور صاحب ایمان تھا ——

اور ان کی قوم تھی جو نہایت ہی طاقتور۔ قوی اور کثیر التعداد تھی ——

تفسیر نسفی جلد ۴ ص ۹۹ -

وَهُوَ تُبَّعٌ حُمَيْرِيٌّ كَانَ مُؤْمِنًا وَقَوْمُهُ كَافِرِيْنَ

کہ تبع حمیری خود تو صاحب ایمان تھا لیکن اس کی قوم کافر تھی ——

تفسیر کبیر جلد ۷ ص ۴۵۵ — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

لَاتَسُبُّوا تُبَّعًا اِلَّا نَّهٗ كَانَ اَسْلَمَ —— کہ

"تبع کو گالی نہ دو کیونکہ وہ مسلمان تھا" ——

اسلئے —— ذَمَّ اللّٰهُ قَوْمَهٗ وَلَمْ يَذُمَّهُ ——

اللہ کریم نے اس کی قوم کی مذمت کی ہے، تبع کی نہیں -

وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا كَانَ تُبَّعٌ رَجُلًا صَالِحًا -

کہ- تبع ایک نیک آدمی تھا ——

تفسیر روح البیان— جلد ۴ - ص ۶۰۸ ——

وَتُبَّعٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ بِمَنْزِلَةِ الْخَلِيْفَةِ فِي الْاِسْلَامِ کہ

تبع جاہلیت کے زمانہ میں ایسا ہوتا تھا جیسے کہ اسلام میں خلیفہ

اسعد الحمیری —— مرد مومن وصالح بودہ وبعیسیٰ علیہ السلام ایمان

آوردہ وچوں حدیث وصفات رسول صل اللہ علیہ وسلم شنید از اہل کتاب برسالت

دلے ایمان آورد وگفت ——

کہ —— اسعد الحمیری مرد مومن اور صالح انسان تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام

پر ایمان رکھتا تھا مگر جب اس نے اہل کتاب سے امام الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ

علیہ وسلم کی صفات اور ان کے معجزات و کمالات کو سُنا تو وہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا ـــــــــ

اور اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں یوں اپنی عقیدت کے پھول نچھاور کرتا ہے ـــــــــ

شَہِدْتُ عَلٰی اَحْمَدَ اَنَّہٗ

رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰہِ بَارِیِ النَّسَمِ

کہ ـــ میں گواہی دیتا ہوں کہ احمد مجتبیٰ صل اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کے سچے رسُول ہیں ـــ وہ اللہ جو تمام روحوں کو پیدا کرنے والا ہے۔

فَلَوْ مُدَّ عُمْرِیْ اِلٰی عُمْرِہٖ

لَکُنْتُ وَزِیْرًا لَّہٗ وَابْنُ عَمٍّ

"اور ـــ اگر میری عمر نے ان کی عمر تک وفا کی یعنی اگر میں ان کی ولادت تک زندہ رہا تو میں ان کا وزیر بنوں گا ـــ اور ان کی محبت میں اتنا گم ہو جاؤں گا کہ گویا میں انہیں میں سے ہوں۔"

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسلام کے ظہور اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے نو سو سال پہلے کی ایک زندہ حقیقت اور ایمان افروز کہانی ہے کہ وہ چار ہزار علماء و حکماء کو ساتھ لے کر اور ایک عظیم لشکر لے کر مکّہ مکرّمہ میں آیا، لیکن کسی نے اس کی عزت نہ کی ـــــــ

تبع حمیری نے وزیروں سے پوچھا کہ میں جہاں بھی گیا ہوں لوگوں نے میرا احترام کیا۔ میرے استقبال کے لیے عوام نے راستے سجائے۔ سنہری تخت بچھائے اور میری عزت افزائی کی مگر یہاں کے لوگوں نے نہ میرا شاہانہ استقبال کیا اور نہ ہی میری عزت افزائی کی ـــــــ

آخر بات کیا ہے ؟ ــــــــــــ

اور ایسا کیوں ہُوا ؟ ــــــــــــ

گُفت الیشاں را خانۂ خدا ہست کہ آں را کعبہ گوئیند ــــــــــــ

وزیروں نے جواب دیا کہ ان لوگوں کے ہاں ایک خانۂ خدا ہے اور اسے یہ کعبہ کہتے ہیں ــــــ اس کعبہ کے مقابلہ میں یہ لوگ کسی اور کی عزت نہیں کرتے ! ۔

یہ سُن کر تبع حمیری کی آتشِ غضب بھڑک اُٹھی اور اُس نے خانہ کعبہ کو ڈھانے کا ارادہ کرلیا ــــــــــــ

لیکن ابھی اُس نے اس کی نیّت ہی کی تھی کہ ــــــــــــ

ربّ العزّت بدرد سر مبتلا کرد ــــــــــــ

کہ ـــ ربّ تعالیٰ نے اسے دردِ سر میں مبتلا کر دیا ــــــــــــ

تبع حمیری کے ساتھ آنے والے علماء نے دعائیں کیں ـــــ حکماء نے دوائیں دیں اور وزراء نے حوصلہ دیا ـــ مگر سب بے سود اس کے سر کا درد کم نہ ہُوا ۔ اور کوئی دُعا با اثر نہ ثابت ہوئی اور نہ ہی کوئی علاج کارگر ہُوا ــــــــــــ

بالآخر ــــ تمام لشکریوں ـــ وزیروں ـــ علماء اور حکماء نے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے اور توبہ کرنے کی درخواست کی اور بُری نیّت سے دست بردار ہونے کی التجاء کی ! ــــــــــــ

تبع حمیری نے ایسا کیا اور خانہ کعبہ کی دیوار سے لپٹ کر اور اللہ تعالیٰ کے گھر کے دروازہ سے چمٹ کر اور رو رو کر معافی کی درخواست کی تو فوراً اسے شفاء حاصل ہوگئی ــــــــــــ

پس کعبۃ اللہ را جامہ پوشد ــــــــــــ کہ

خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا ـــــــ
اَوَّلُ مَنْ کَسَا الْکَعْبَۃَ اَسْعَدُ الْحُمَیْرِیُّ ـــــ کہ
جس نے سب سے پہلے خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا وہ اسعد الحمیری ہے۔
توبہ کرنے اور خداوند کریم سے معافی مانگنے کے بعد وہ یعنی تبع حمیری
مکہ مکرّمہ سے مدینہ منوّرہ کی طرف روانہ ہوگیا ـــــــ
اِن دنوں وہاں کوئی شہر ـــ کوئی آبادی اور کوئی بستی آباد نہ تھی۔ صرف
ایک پانی کا چشمہ تھا۔

لشکر کو وہاں ٹھہرایا
علماء نے ـ درکتب خوانده بودند کہ آں زمینِ یثرب (طیبّہ) مہاجر رسُولِ خُدا
نبیٔ آخر الزّماں صلی اللہ علیہ وسلم است۔

چونکہ علماء نے کتابوں میں پڑھا تھا کہ یہ خطۂ زمین مبارک آخری نبی حضرت محمد مصطفٰے
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت گاہ ہے۔ اسلئے انہوں نے فیصلہ کرلیا کہ ہم یہاں سے نہیں
جائیں گے تا وقتیکہ آخری رسُول خُدا کی زیارت سے مشرف باد نہ ہوجائیں۔
علماء نے تبع کو بھی یہ ایمان افروز خبر سنائی تو اس کے ایمان کے گلشن میں
اور بھی تازہ بہار آگئی ـــ چارسو مکانات تعمیر کروائے اور محبوبِ خُدا صلی اللہ
علیہ وسلم کی آمد کی خوشخبری سن کر اُس نے کئی لونڈیاں خرید کر آزاد کیں اور ایک سال
تک خود بھی خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں قیام پذیر رہا ـــ
اور پھر اس نے محبّت و عقیدت کے بھرپور جذبات میں امام الانبیاء صلی
اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک خط لکھا اور علماء کے حوالے کیا اور تاکید کی کہ نسل در
نسل میرا یہ خط آخری نبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دیا جائے ـــــ

چنانچہ تبع حمیری کا وہ خط مبارک مدینہ منوّرہ میں حضرت ابوایوّب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس موجود تھا جس کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ انہیں کے مکان پر آکر ٹھہری! ———

خط کا مضمون

تبع حمیری کے خط کا مضمون یہ تھا ———

"اے پیغمبر آخر الزماںؐ — اے برگزیدۂ خداوندِ جہاں۔ اے بروزِ شمارِ مجرماں۔ من کہ تبعم بتو ایمان آوردم و بر ملتِ توام۔ و بر ملت پدرِ تو ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام۔ مرا فراموش ناکنی و مرا در روزِ قیامت شفیع باش۔"

نزہت المجالس۔ جلد ۲۔ صـ ۹۲ ———

وَكَتَبَ كِتَابًا يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰمَنْتُ بِكَ وَبِرَبِّكَ وَاَنَا عَلٰى دِيْنِكَ۔ فَاشْفَعْ لِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاِنِّيْ مِنْ اُمَّتِكَ الْاَوَّلِيْنَ — کہ

"اے آخری نبیّ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ پر اور آپ کے رب پر ایمان لایا۔ قیامت کے دن مجھے بھول نہ جائیے گا اور روزِ محشر میری شفاعت ضرور فرما دیجئے۔"

جذب القلوب (اردو) صـ ۳۵۷۔ "حجۃ اللہ علی العالمین" علامہ یوسف النبھانی صـ ۱۳۹ ———

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو لیلیٰ کو دیکھا تو فرمایا۔

اَنْتَ اَبُوْلَيْلٰى وَمَعَكَ كِتَابٌ ——— کہ

تو ابو لیلیٰ ہے اور تبع حمیری کا خط تیرے ہی پاس ہے؟

جواب ملا ———— جی ہاں!

فَلَمَّا قُرِأَ قَالَ مَرْحَبًا ————

جب وہ خط پڑھا گیا تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحبا فرمایا۔

بے ادب اور گستاخ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب نہیں تھا ———————— مگر

سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ نبیٔ پاک تو رہے ایک طرف نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ یعنی ڈاچی کو بھی علم تھا کہ تبع حمیری کا رسولِ خدا کی ولادت سے نو سال پہلے کا لکھا ہوا خط مدینہ پاک میں حضرت ابو ایوب انصاری کے پاس محفوظ ہے۔

فضائل مدینہ منوّرہ

مدینہ منوّرہ ــــ عرشِ اعظم سے بھی افضل

مکّہ پاک دا شہر عجب ہے
پر مٹھڑی جھوک مدینہ ــــــ ٹھارم سینہ
مکّہ مرکز ہے بے نیازیاں دا
اَتے مدینہ جاہے کل مسکیناں ــــــ ٹھارم سینہ

ہے شام کا وقت اور دُور ہوں میں اب تک بھی مدینہ سے یاربّ
یہ وقت ہے وہ جب ہر طائر نزدیکِ نشیمن ہوتا ہے

نہ جنت نہ جنت کی کلیوں میں دیکھا
مزہ جو مدینہ کی گلیوں میں دیکھا

واہ واہ مکے مدینے دی شان واہ واہ
ہے جلال اُودھر تے جمال ایدھر
اُودھر ہون سجدے تے سلام ایدھر
اُودھر کالا غلاف تے بلالؓ ایدھر

اودھر چار مصلّے نے گرد کعبے
چار یار سوہنے باکمال ایدھر
اودھر مالک ہے کُل خزانیاں دا
ونڈن والا ہے بے مثال ایدھر

مسلم شریف جلد ۱ - صہ ۴۴۴ - مشکوٰۃ شریف صہ ۲۴۰

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی نے فرمایا ہے
عَلٰی اَنْقَابِ الْمَدِیْنَۃِ مَلَائِکَۃٌ لَا یَدْ خُلُھَا
الطَّاعُوْنَ وَلَا الدَّجَّالُ ــــــــ کہ
"مدینہ منوّرہ کے دروازوں پر فرشتے مقرر ہیں ــــ طاعون کی بیماری اور دجّال مدینہ منوّرہ میں داخل نہ ہوسکیں گے۔"

سیّد افتخار الحسن کہتا ہے۔ کہ وہ لوگ جو کعبۃ اللہ کا طواف کر کے مکّہ مکرّمہ سے ہی واپس آجاتے ہیں اور مدینہ منورہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے روضہ انور پر جانے کو شرک سمجھتے ہیں وہ ایسے لوگ تو نہیں جو طاعون زدہ ہوں یا پھر ان کا شمار دجّال لعین کے ساتھیوں میں سے ہے۔

کنز الاعمال ـ جلد ۶ ـ صہ ۲۴۸

غُبَارُ الْمَدِیْنَۃِ شِفَاءٌ مِنَ الْجُذَامِ ــــ
یُبْرِأُ الْجُذَامَ ــــ یُطْفِیُ الْجُذَامَ ــــ کہ
"مدینہ منوّرہ کی خاک پاک میں ہر قسم کے کوڑھ وجذام کے واسطے شفاء رکھی ہے۔"

مدارج النبوت فارسی ۔ جلد ۲ ۔ صـ ۱۴۰ ۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ـــــــــــ کہ

"بعد ازاں خبیبؓ را بردار آوردند روئے مبارک وے بر جانب مدینہ مطہرہ باشد واز کعبہ منحرف بود ـــــ کہ

"مشرکین مکہ نے بعد ازاں حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تختۂ دار پر لے آئے کہ اس وقت ان کا منہ مبارک مدینہ مطہرہ کی طرف تھا اور کعبہ کی طرف سے چہرہ مبارک پھرا ہوا تھا۔"

کفارِ مکہ نے پوچھا تو فرمایا ـــــــــــ

مرا ازچہ ضرر ـــ حق تعالیٰ فرمودہ است

فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ ـــــــ کہ

مجھے اس کا کوئی نقصان نہیں ہے اسلئے کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ جس طرف بھی پھروگے اللہ کریم ادھر ہی ہوں گے ۔

ومدینۃ العظیم قبلہ حقیقی اوست کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم درآں جا است ـــــــــ

"اور میرے لئے حقیقی قبلہ مدینہ منورہ ہی ہے ـــــ کیونکہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم وہاں مدینہ مطہرہ میں آرام فرما ہیں۔"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

حمارِ عزیر علیہ السلام

گرامی قدر حضرات ـــــ جس طرح آدمیوں کی جنس کے علاوہ
اصحابِ کہف کا کُتا ـــــ اصحابِ فیل کا ہاتھی ـــــ حضرت یُونس علیہ
السلام کی مچھلی ـــــ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا دُنبہ اور حضرت نبی اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم کی ناقہ یعنی اونٹنی مبارک اچھی نسبت کے سبب جنت میں جائیں گے
اسی طرح اچھی نسبت کے باعث حضرت عزیر علیہ السلام کا گدھا بھی جنت
میں جائے گا ـــــ

قرآن پاک ـــــ سورۃ البقرہ ـــــ پارہ ـ ۳ ـــــ
اَوْ كَالَّذِىْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى
عُرُوْشِهَا ـــــ

تفسیر کبیر ـ جلد ـ ۲ ـ ص ۳۲۱ ـــــ تفسیر خازن ـ جلد ۱ ـ ص ۲۰۳ ـ تفسیر
روح المعانی ـ جز ـ ۳ ـــــ ص ۳۴ اور ترجمہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ :ـــــ
اِنَّ بُخْتِ نَصَّرْ خَرَّبَ بَيْتَ الْمُقَدَّسْ ـــــ کہ
بخت نصر نے بیت المقدس کو تباہ و برباد کردیا ـ بنی اسرائیل کو قتل کیا ـ
اور قیدی بنایا تو اس کے بعد حضرت عزیر علیہ السلام ایک دراز گوش یعنی گدھے پر

سوار ہو کر وہاں سے گزرے ! ———

دیکھا کہ سارا شہر تباہ ہو چکا ہے ۔ چھتیں گری پڑیں تھیں —— دیواریں

ہی کھڑی ہیں اور کوئی انسان نظر نہیں آتا —— اجڑے ہوئے بیت المقدس کو دیکھ

کر حضرت عزیر علیہ السلام نے بڑے تعجّب سے کہا ! ———

کہ —— اللہ کریم اس مبارک بستی کو جو کہ اُجڑ چکی ہے اور برباد ہو چکی

ہے ۔ اب کیسے آباد کرے گا اور کیوں کر اسے زندہ کرے گا ———

میرا اپنا ایک شعر سُنیئے ! ؎

نہ کر برباد میرا دل نہ پھر آباد یہ ہوگا !
اُجڑ جائے بستی اگر تو پھر بستی ہے مُشکل سے !

حضرت عُزیر علیہ السلام کے یہ کہنے پر کہ اب یہ بستی جو کہ اجڑی

ہوئی اور برباد پڑی ہے اور برباد شدہ شہر کو اللہ کریم کس طرح زندہ کرے گا ۔

اور اس کی بوسیدہ دیواروں اور ٹوٹی پھوٹی چھتّوں کو کیسے نئی حیات عطا کریگا ۔

اپنی قدرت اور دسترس دکھانے کے لئے اور اپنے کارخانۂ قدرت کی کارسازی

اور ہر شے پر قادر ہونے کا مظاہرہ کروانے کی خاطر حضرت عزیر علیہ السلام کی رُوح

قبض کر لی اور ساتھ ہی ان کے حمّار کو بھی موت کی نیند سُلا دیا ———

دو چار سال کے لئے نہیں —— بلکہ پورے ایک سو سال یعنی پوری ایک

مکمل صدی تک ان پر موت کو طاری رکھا ———

فَأَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ !
فَلَمَّا تَامَ نَزَعَ اللّٰهُ رُوحَهُ

اور جب ان کی روح قبض کی گئی تو صبح کا وقت تھا اور جب سو سال کے بعد

انہیں زندہ کیا گیا تو ـــــ آفتاب غروب ہو رہا تھا ! ـــــ

حضراتِ محترم ـــــ

اعجازِ نبوّت اور کمالِ رسالت ملاحظہ ہو کر کھلے میدان میں حضرت عزیر علیہ السلام اور ان کا دراز گوش مرے پڑے ہیں ـــــ مگر کسی کو نظر نہیں آتے۔

کیونکہ ـــــ

وَقَدْ مَنَعَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنَ السِّبَاعِ وَالطَّيْرِ وَمَنَعَ الْعُيُوْنَ اَنْ تَرَاهُ ـــــ

"اللہ کریم نے درندوں ـــ پرندوں کو ان کے بدن مبارک کو کھانے روک دیا تھا اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تھا تاکہ کوئی آنکھ ان کو دیکھ نہ سکے!" ـــــ

جب ۷۰ برس گزر گئے تو ـــــ

اَرْسَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی مَلَكًا اِلٰی مَلِكٍ مِنْ مُلُوْكِ فَارِسٍ ـ

"اللہ تعالےٰ نے فارس کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کو وہاں کا حکمران بنا دیا۔"

يُقَالُ لَهٗ يُوْشَك

جسے یوشک کے نام سے پکارا جاتا ہے ـــــ اور

اس نے پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت طریقہ سے بیت المقدس کو تعمیر و آباد کیا، باغ باغیچے لگائے اور ان کو پھولوں سے سجایا اور در و دیواروں پر نقش و نگار بنوائے اور جو بنی اسرائیل زندہ بچ گئے تھے انہیں دوبارہ وہاں پر آباد کیا۔

ایک سو سال کے بعد اللہ کریم نے حضرت عزیر علیہ السلام کو دوبارہ زندہ کر کے فرمایا! ـــــ

کَمْ لَبِثْتَ ـــــــــــ

کتنی دیر آپ ٹھہرے ؟ ـــــــــــ

جواب دیا ـــــ ایک دن یا آدھا دن ! ـــــ

فرمایا نہیں ـــــ سو سال کے بعد اُٹھے ہو ! ـــــ

پھر ـــــ آپ کے حمار کو بھی آپ کے سامنے زندہ کیا ـــــ

اور پھر فرمایا ! ـــــــــ

اپنے کھانے پینے کی اشیاء کو دیکھ لو ـــــ نہ گلی ہیں اور نہ سڑی ہیں اور نہ ہی ان کی رنگت بدلی ہے اور نہ ہی بدبو دار ہوئیں ہیں ـــــ

بلکہ وہی مزا ـــــ وہی لذّت اور وہی ترو تازہ پن ـــــ

سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ ایسا ہوتا بھی کیوں نہ ـــــ کسی بدمذہب کے ستو نہیں تھے اور نہ ہی کسی بدعقیدہ کی کھجوریں تھیں جو دو تین دن بعد فریج میں رکھنے کے باوجود گل سڑ جاتی ہیں اور ان میں سے بدبو آنے لگتی ہے۔ بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ رسول علیہ السلام کی اشیاء تھیں وہ کیسے گل سڑ جاتیں جب کہ ان کی نسبت اچھی تھی۔ یعنی ـــــ

اللہ کریم کے ایک برگزیدہ پیغمبر کے ساتھ ! ـــــ

اور پھر خداوند تعالیٰ نے حضرت عُزیر علیہ السلام کے سامنے ان کے حمار کو زندہ کیا۔ ہڈیاں جو بوسیدہ ہو چکی تھیں اور گوشت جو گل سڑ کر ختم ہو چکا تھا۔ ایک ایک کر کے تمام اعضاء جُڑتے چلتے گئے۔ اور بالآخر پورے کا پورا حمار حضرت عُزیر علیہ السلام کے سامنے زندہ ہو کر ہنہنانے لگا۔ ـــــ

وہ۔ اللہ کریم کی قدرتِ کاملہ اور مُردوں کو زندہ کرنے کی عظیم صفت کو دیکھ

کر پکار اُٹھے ــــــــــ کہ

اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ! ـــــ کہ

"میں نے جان لیا ہے کہ اللہ کریم ہر شے پر قادر ہے۔"

یعنی ــ وہ مُردوں کو زندہ کر سکتا ہے ــــــ ع

بادِ خزاں کو بادِ بہاری میں بدل سکتا ہے

سوکھے ہوئے درختوں کو ہرا بھرا کر سکتا ہے

پتھروں کی چٹانوں سے پانی کے چشمے جاری کر سکتا ہے اور جسمانی و روحانی بیماریوں سے نجات دِلا کر اپنے بندوں کو آرام و راحت کا سامان مہیا کر سکتا ہے!

آخر کار ــــ حضرت عُزیر علیہ السلام، اللہ کی قدرتِ کاملہ کا نظارہ کر کے اُٹھے ــــــــ اور

رَکِبَ حِمَارَہٗ حَتّٰی اَتٰی مَحَلَّتَہٗ فَاَنْکَرَ النَّاسُ ۔

اپنے حمار پر سوار ہوئے اور اپنے محلّے میں آ گئے لیکن لوگ آپ کو پہچان نہ سکے ــــــــ

فَاِذَا الْعَجُوْزُ عُمْیَاءُ مُقْعَدَۃٌ" ــــــ پھر

آپ ایک اندھی بوڑھی عورت سے ملے، جو کہ اپنی ٹانگوں سے معذور تھی ـــــــــــ

حضرت عُزیر علیہ السلام نے اس بزرگ بڑھیا سے پوچھا! ـــــ

ھٰذَا مَنْزِلُ عُزَیْرٍ (عَلَیْہِ السَّلَامُ)۔؟

کیا یہ عُزیر علیہ السلام کا مکان ہے؟۔

فَقَالَتْ نَعَمْ ۔ اس نے جواب دیا ـــ ہاں!

وَ بَکَتْ ——— اور پھر وہ زار و قطار رونے لگی ! ——— اور
کہنے لگی کہ اتنی مدّت گزر گئی ہے کہ ہم نے عزیر علیہ السلام کو نہیں دیکھا !

فَقَالَ اَنَا عُزَیْرٌ ———
کہا ——— مَیں ہی عزیرؑ ہوں !

فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰہِ اِنَّ عُزَیْرًا فَقَدْنَا مِنْ مِائَۃِ سَنَۃٍ
بڑھیا نے تعجب سے کہا سُبحان اللہ عزیر تو ہم سے سو سال پہلے گم ہُوا ہے۔
فرمایا ——— مَیں ہی عزیر ہوں خدا تعالےٰ نے مجھے سو سال موت کی
نیند سُلائے رکھا اور پھر مجھے زندہ کیا ہے ! ———

بڑھیا نے کہا ! ———
اِنَّ عُزَیْرًا کَانَ رَجُلًا مُسْتَجَابَۃَ الدَّعْوَۃِ ۔ کہ
عزیر علیہ السلام ایک مستجاب الدعوۃ آدمی ہیں اور ان کی دُعا سے
ہر مرض والا مریض شفایاب ہو جاتا ہے اور ہر مصیبت اور بلا ٹل جایا کرتی ہے۔

فَادْعُ اللّٰہَ اَنْ یَرُدَّ بَصَرِیْ
حَتّٰی اَرَاکَ اِنْ کُنْتَ عُزَیْرٌ

اور ——— اگر تو عُزیرؑ ہے تو دُعا کر کہ اللہ کریم میری آنکھوں کو
بینائی لوٹا دے تاکہ مَیں تجھے دیکھ سکوں اور تجھے پہچان سکوں ! ———

فَدَعَا رَبَّہٗ وَمَسَحَ بِیَدِہٖ عَلٰی عَیْنَیْہَا ———
پس حضرت عزیر علیہ السلام نے اس اس بڑھیا کے لئے دعا فرمائی۔
اور اپنا دست اس بڑھیا کی آنکھوں پر پھیرا تو وہ فوراً ہی روشن ہو گئیں اور اس
کی آنکھوں کی بینائی لوٹ آئی اور ٹانگوں کی معذوری بھی جاتی رہی ———

فَنَظَرَتْ وَقَالَتْ اِنِّیْ اَشْهَدُ اَنَّكَ عُزَيْرٌ۔ بڑھیا نے انہیں دیکھا تو پکار اٹھی کہ تم تو واقعی حضرت عزیر علیہ السلام ہو ـــــــ

پھر وہ بڑھیا بنی اسرائیل کے پاس گئی اور انہیں لے آئی اور ایک گروہ سے کہا۔ کہ حضرت عزیر علیہ السلام دوبارہ آگئے ہیں ۔ یہ دیکھو ان کی دعا سے مجھے بینائی مل گئی ہے ۔ اور میری ٹانگیں بھی درست ہو گئی ہیں ـــــــ

وَقَالَ اِبْنُهٗ كَانَ لِاَبِیْ شَامَةٌ سَوْدَاءُ مِثْلَ الْهِلَالِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ ۔ حضرت عزیر علیہ السلام کے فرزند نے کہا کہ میرے باپ کے کندھوں کے درمیان سیاہ بالوں کا ایک ہلال کی طرح کا ایک ہالہ بھی موجود تھا۔ فَكُشِفَ ۔ جب وہ کھولا گیا تو وہ ہالہ موجود تھا۔ پھر سب نے اس کی تصدیق و تائید کر دی کہ یہ حضرت عزیر علیہ السلام ہی ہیں ـــــــ

قارئین کرام !۔ یاد رہے کہ ہر نبی مستجاب الدعوات ہوتا ہے یعنی ہر نبی کی ہر دعا قبول ہوتی ہے اور چونکہ حضرت عزیر علیہ السلام میں یہ صفت کثرت سے پائی جاتی تھی اور پھر آپکو ایک سو سال تک مردہ رکھا گیا ۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو اور آپ کے حمار کو زندہ کیا گیا ۔ اپنی قدرت کاملہ کا اظہار کرتے ہوئے آپ کے کھانے پینے کی اشیاء کو بھی تر و تازہ رکھا گیا کیونکہ ان اشیاء کی اور آپ کے حمار کی نسبت اچھی تھی اسلیے حضرت عزیر علیہ السلام کا گدھا بھی اچھی نسبت کے باعث جنت میں جائے گا ـــــــ

لہٰذا سید افتخار الحسن زیدی یہ کہتا ہے کہ نسبت اچھی ہو تو جنت کا ملنا کوئی مشکل نہیں ہے ـــــــ مگر افسوس کہ حضرت عزیر علیہ السلام کے معجزات کو دیکھ کر اور آپ کی ہر دعا قبول ہوتی دیکھ کر یہودیوں نے کہہ دیا عزیر (علیہ السلام) ابن اللہ ـــــــ کہ حضرت عزیر علیہ السلام ۔ اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں !۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

دعوات الانبیاء

انبیاء علیہم السلام کی ہر دعا قبول ہوتی ہے۔ اسلیئے کہ یہ شانِ نبوت کے خلاف ہے کہ نبی دعا کرے اور خدا تعالیٰ ان کی دعا قبول نہ کرے!

جیسا کہ قرآن مجید، فرقان حمید میں ہے

پارہ ۲ — سورۃ البقرہ — آیت ۱۸۶

اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔

فرمایا اللہ کریم نے کہ "میں دعا کرنے والے کی دعا اور پکارنے والے کی پکار کو قبول کرتا ہوں وہ جب بھی دعا کرے اور مجھے پکارے۔"

یہ تو عوام کے لئے مشروط و مژدہ جانفزا ہے —— اور اگر نبی دعا کرے تو کیا خدا تعالیٰ قبول نہ کرے گا ——

مشکوٰۃ شریف ص ——

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَۃٌ مُّسْتَجَابَۃٌ —— کہ

"ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے۔"

حضرت ابراھیم علیہ السّلام کی دُعا ــــــــــ

۲: ــــ رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِیۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ ــ کہ

"اے اللہ کریم خانہ کعبہ مَیں نے تعمیر کر دیا ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ مبعوث فرمادیں۔"

اور پھر نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ــــــــــ

اَنَا دَعۡوَۃُ اِبۡرَاهِیۡمَ ــــــــــــ کہ

"مَیں حضرت ابراھیم علیہ السلام کی دعا کے نتیجے میں پیدا کیا گیا ہوں"۔

پارہ ۳ ــ سورۃ اٰلِ عمران ــ آیت ۳۷

۳: ــــ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِیَّا رَبَّهٗ

"حضرت زکریا علیہ السلام نے ایک بیٹے کے لئے اپنے ربّ تعالٰی سے دعا کی۔"

تو قبول ہوئی اور انہیں حضرت یحیٰی علیہ السلام کی بشارت دی گئی!

حالانکہ دونوں میاں بیوی اس قابل ہی نہیں تھے کہ بچّہ پیدا کرسکیں!

حضرت ابراھیم علیہ السلام کی دعا بھی ایک فرزندِ ارجمند کے لئے

۴: ــــ رَبِّ هَبۡ لِیۡ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ــــ

دعا نے شرفِ قبول پایا اور حضرت اسماعیل علیہ کی خوشخبری دی گئی،

حالانکہ آپ ایک سو سال کی عمر کو پہنچ چکے تھے اور زوجہ محترمہ ۹۰ سال کی ہو چکی تھیں۔

حضرت ایوبؑ علیہ السلام کی دعا شفاء بیماری کے لئے تھی۔

پارہ ۱۷ ــ سورۃ الانبیاء ــــ

۵: ــــ وَاَیُّوۡبَ اِذۡ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیۡ مَسَّنِیَ الضُّرُّ ــــ

کہ اے میرے ربّ کریم بیمار ہوں شفاء عطا فرما دے۔

۶:۔۔۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ ۔۔۔۔۔

ہم نے دعا قبول کرتے ہوئے اپنے برگزیدہ رسول کو شفاء عطا فرما دی

پارہ ۔۔ ۲۳ ۔۔۔۔ سورۃ ص ۔۔۔۔۔

۷:۔۔۔ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا اَيُّوبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ ۔۔۔۔۔

پارہ ۔ ۱۷ ۔ سورۃ الانبیاء ۔۔۔۔۔

۸:۔۔۔ وَزَكَرِيَّا اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ ۔۔۔۔۔

زکریا علیہ السلام کی بیٹے کیلئے دعا۔

۹:۔۔۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى ۔۔۔۔۔

ہم نے دعا قبول کرتے ہوئے زکریا علیہ السلام کو ان کے بیٹے یحییٰ علیہ السلام کی خوشخبری دی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

آئینِ وفا

احباب کرام!

معاف رکھنا بات دور نکل گئی ——— میں بیان کر رہا تھا کہ واقعات کربلا کے المناک ذکر میں ہر منزل پر آئینہِ وفا کا جذبہ نظر آتا ہے ———

ملاحظہ ہو ——— کوفہ کے بے وفا مسلمانوں نے یزیدیت کے خلاف ایک محاذ قائم کرنے کے لئے نواسۂ رسول حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کئی خطوط ارسال کئے کہ یہاں تشریف لے آؤ ———

تو امام مظلوم نے حالات کا جائزہ لینے کی غرض سے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بمعہ چھوٹے چھوٹے دو معصوم شہزادوں محمد اور ابراہیم کے کوفہ بھیج دیا ———

ادھر حضرت مسلم بن عقیلؓ کوفہ پہنچے اور ادھر محبّ اہل بیت، عاشق رسولؐ اور آل محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفادار غلام نعمان بن بشیر کی جگہ، یزید کی طرف سے ابن زیاد کوفہ کا گورنر بن کر کوفہ میں آن وارد ہوا۔

حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ستر سال کے بوڑھے اور محبّ اہل بیت حضرت ہانیؓ کے مکان میں قیام پذیر ہو گئے اور ابن زیاد کوفہ کی گورنری کے تحت

پر بیٹھ گیا ——————— اور

پھر اس ظالم نے اعلان کر دیا کہ جس گھر سے مسلم بن عقیل رضؓ اور حضرت حسین رضؓ علیہ السلام کی آواز سنائی دی، اس گھر کو مسمار کر دیا جائے گا ——— اور جس زبان سے حسین ابنِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا اقرار ہُوا وہ زبان بھی کاٹ دی جائے گی ——— اور جو ہاتھ حسین علیہ السلام کی بیعت کے لئے اُٹھیں گے، انھیں توڑ دیا جائے گا ———

زیاد کی اس خوفناک تقریر کے بعد کوفہ میں سناٹا چھا گیا اور کوفہ والوں نے خلافتِ حقہ اسلامیہ کا ساتھ چھوڑ دیا اور **وفا کی مقدّس چادر** کو پھاڑ کر گھروں میں چھپ کر بیٹھ گئے۔

مگر عاشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور رسمِ **وفا** پر دل و جان سے نثار ہونے والے حضرت ہانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فیصلہ کر لیا کہ جان جاتی ہے تو جائے مگر ایمان نہ جائے۔

جلاد اور یزید کے گماشتے ابنِ زیاد کو پتہ چلا کہ مسلم بن عقیل، ھانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مکان میں پناہ گزین تھے اس نے اپنے ہرکارے بھیج کر حضرت ہانی رضؓ کو اپنے دربار میں بلایا ———————

اور پھر کوفہ کے دغاباز اور بدسرشت بے وفا لوگوں نے ہی نہیں بلکہ آسمانوں کے معزز و مکرم فرشتوں نے بھی دیکھا کہ حضرت ھانی رضؓ پابجولاں ابنِ زیاد کے سامنے کھڑے ہیں! ———————

دربار پر گہرا سکوت طاری تھا اور دربار میں ہر آدمی دم سادھے کھڑا تھا کہ ظالم ابن زیاد نے مہر سکوت توڑا —— اور کڑک کر بولا —— کہ —— او نمک حرام!

نسبت باعث جنت

کیا تُو نے میرا کل کا اعلان نہیں سُنا تھا کہ جس نے مسلم بن عقیلؓ کو پناہ دی اُسے قتل کر دیا جائے گا! ——

حضرت ہانیؓ نے بڑی متانت سے جواب دیا! ——

ہاں سُنا تھا! ——

ابن زیاد نے گرج کر کہا ——

تو پھر تو نے خلیفہ یزید کے باغی کو میرے حوالے کیوں نہ کیا؟ ——

حضرت ہانیؓ نے بڑے حوصلہ اور پامردی سے جواب دیا! —— کہ

مَیں یزید کو خلیفہ ہی تسلیم نہیں کرتا! ——

ابن زیاد —— غصہ میں

تو پھر تمہارا خلیفہ کون ہے؟ ——

حضرت ہانیؓ —— جوش میں،

حسینؓ ابن علیؓ! ——

ابن زیاد —— بھنجھلا کر

یہ کیوں؟ ——

حضرت ہانیؓ ——

کہ حسینؓ مجسمۂ حق ہیں اور یزید پیکرِ باطل ——

ابن زیاد —— تمہاری گردن مار دی جائے گی! ——

حضرت ھانیؓ —— ع

ہری ہے شاخِ تمنّا ابھی جلی تو نہیں

وفا کی آگ دبی ہے ابھی بجھی تو نہیں

اور___ جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی سے
کٹی ہے برسرِ میداں مگر جھکی تو نہیں!

ابنِ زیاد___ اب بھی اگر مسلمؓ کو میرے حوالے کر دو ____ تو
تمہاری جان بچ سکتی ہے

حضرت ھانیؓ

ع
یہ سُنکر حضرت ھانیؓ نے بیباکانہ فرمایا
ارے او ظالم انساں تجھے یہ کس نے بہکایا
کہ ھانیؓ جان کے بدلے تجھے ایمان دے دیگا
تیری شمشیر سے ڈر کر وہ اپنی آن دے دیگا
نہیں ہرگز نہیں میں ھاشمی مہماں نہیں دوں گا
مَیں اپنی جان دے دونگا مگر ایماں نہیں دوں گا

اور پھر ابن زیاد، حضرت ھانیؓ کی اس حق گوئی سے آگ بگولا ہو گیا اور
غصّے میں آکر اپنا عصا حضرت ہانیؓ کے سر پر پوری قوت سے دے مارا۔
اس فقیرِ اہل بیت کا سر پھٹ گیا اور اس وفا کے گلشن کے ایک
مہکتے ہوئے پھول پر موت کی خزاں کا جھونکا آگیا ____
خون کا فوارہ بہہ نکلا اور پھر تلوار سے ان کا سر قلم کر کے تن سے جدا
کر دیا گیا ________ اور ________
حضرت ھانیؓ کی رُوح مبارک بہشت بریں کی طرف پرواز کر گئی اور
رسمِ وفا کے اس پیکر نے اپنا مقام و مقصد حاصل کر لیا!
مسلمانو!___ یہ ہے رسمِ وفا کی پاسبانی ____ اور

یہ ہے آئین وفا پر جان کی قربانی ـــــــــ

سیدؒ افتخار الحسن کا یہ پیغام ہے کہ ـــــــــ

مسلمانو! تم بھی وفا سیکھو اور وفا کرو ! ـــــــ

احباب کرام ـــــ غور کرو کہ حضرت ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خاندان نبوت میں سے نہیں تھے ـــــ اہل بیت میں شامل نہ تھے اور ان کا تعلق عترت رسولؐ سے بھی نہیں تھا، صرف محبِّ اہل بیت تھے۔ خاندان نبوت سے عقیدت رکھتے تھے اور یزید بدمعاش کی غیر اسلامی قیادت کے مخالف تھے، اسی عقیدت و محبت کی بنا پر رسم وفا کو نبھاتے ہوئے اور اپنی وفا کا ثبوت دیتے ہوئے جفا کی تیغ سے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر گئے ـــــــ

اور پھر حضرت حُرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ـــــ اہل سادات میں سے نہ تھے اور حضرت امام حسین علیہ السلام سے ان کا دُور کا بھی رشتہ نہ تھا ـــــ

بلکہ ـــ انہوں نے نواسۂ رسولؐ کے مقدس قافلہ کو راستہ میں روکا تھا اور امام پاک کے نوری ساتھیوں کے ارد گرد گھیرا ڈال کر کربلا کے خونی میدان تک لایا تھا ـــــــ

لیکن ـــ جب میدان میں نیکی و بدی کی فوجیں ـــــ اسلام اور کفر کے لشکر اور حق و باطل کے سپاہی آمنے سامنے ہوئے تو لشکر یزید میں سے سب سے پہلے لڑنے کے لئے یہی حضرت حُرؓ نکلے ـــــــ

راکب دوش مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایمان افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس سے لشکر اعداء میں ایک سکوت طاری ہو گیا۔ کسی کو جواب دینے کی ہمت نہ ہوئی، مگر ـــــ مظلوم کربلا کی اس پر تاثیر تقریر نے حُرؓ کی آنکھوں سے غفلت کے تمام

پردے اُٹھا دیئے ——————

اور پھر —— اس نے محبّت بھری نظروں اور عقیدت سے بھرپور نگاہوں سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف دیکھا — تو

نواسۂ رسولؐ کی پیشانی میں جلوۂ نور مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نظر آیا تو حیا آگئی گردن جھکا دی اور پھر رسمِ وفا، کو ادا کرنے کے لئے دوڑ کر دامنِ حسینیت سے لپٹ گیا —————— حضرت امام حسین نے پوچھا! —

حُرؓ —— کیا ہُوا - اور - کیوں آئے ہو؟

عرض کی —————— آقا! ع

بھکاری بن کے یا حضرت تیرے قدموں میں آیا ہُوں
مَیں آنسو شرمساری کے پھٹے دامن میں لایا ہُوں

یا امام برحق —— مَیں قصور دار ہوں کہ آپ کو گھیر کر یہاں لایا ہوں! گنہگار ہوں کہ آپ کو اس بیابان میں اتارا اور شرمندہ ہوں کہ میں نے آپ کو اس شہادت گاہ تک لانے کی جسارت کی اور آپ سے بغاوت کر کے آپ کو اس آفت میں مبتلاء کر دیا ——————

مگر اے جگر گوشۂ بتولؓ اب میں اس نافرمانی و بغاوت کی سیاہی کو مٹانا چاہتا ہُوں اور محبّت و عقیدت کی شمع روشن کرنا چاہتا ہوں — اس ظلمت و عداوت کا خاتمہ کر کے عقیدت کے چراغ جلانا چاہتا ہوں، اپنی غلطی کا خمیازہ بھگتنا چاہتا ہوں تاکہ آخرت کے عذاب سے بچ سکوں ——————

اور چونکہ آپ کی امامت میں نماز پڑھ چکا ہوں لہذا اپنے مقتدی ہونے کا حق ادا کرنا چاہتا ہوں ——————

اور جفا کے اندھیروں میں وفا کی قندیل کی روشنی پھیلا کر مسلمانوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ ______

جہنم سے نکلتے ہیں یوں رسمِ وفا والے" !

اسلئے ______ یا امام علیہ السلام ! ع

بنامِ سیّدِ عالم میری بگڑی بنا دینا
بصدقہ سیّدہ زہرا جہنم سے بچا لینا

حضرت امام علیہ السلام نے حُرؓ کے سر پر دستِ امامت پھیرا اور اس کو مبارزت کی اجازت مرحمت فرمادی ______

شوقِ شہادت میں جھومتے ہوئے حضرت حُرؓ میدانِ کارزار میں پہنچ گئے۔

اور ع ______

پہنچ کر لشکرِ باطل میں پھر شمشیر کو تولا
ہزاروں دشمنوں کے سامنے للکار کر بولا

کہ ___ میرے عہدِ جفا کے ساتھیو ہوشیار ہو جاؤ
مجھی سے جنگ کرنے کے لئے تیّار ہو جاؤ

مَیں ساقیٔ کوثر کی چوکھٹ پر سے تمہاری جفا کے مقابلہ میں وفا کا پیالہ پی کر آیا ہوں ______

اور ___ نگاہِ لطف ساقی نے مری فطرت بدل ڈالی !
ذرا سی دیر میں بدبخت کی قسمت بدل ڈالی !

اور پھر کئی یزید کے وحشی درندوں کو موت کے گھاٹ اتار کر دربارِ امامت میں اپنی جان قربان کردی اور اسطرح حضرت حُرؓ نے وفا کے دامن پر اپنے خون کی

سرخی سے ایسا نقش و نگار کیا کہ آسمانوں کے فرشتے بھی تحسین و آفرین کے تحفے بھیجتے رہیں گے ———

سیّد افتخار الحسن زیدی کا پیغام ہے ——— کہ

مسلمانو! تم بھی وفا سیکھو اور مقتدیو! وفا کرو!

اور ——— پھر حضرت بی بی شہر بانو بھی تو ایران کے شہنشاہ کی بیٹی اور نوشیرواں عادل کی پوتی تھی ——— اور

جس کی سادات سے کوئی نسبت نہ تھی ——— مگر پھر بھی ایک وفا شعار شریک حیات ہونے کے ناطے سے میدان کربلا کے حق و باطل کے خونیں معرکہ میں اپنے بچوں عون و محمد کو نثار کر کے مسلمان عورتوں کو ایک **وفادار** بیوی ہونے کی راہ تبلا گئی

نواسۂ رسول بی بی شہر بانو کے خیمہ میں گئے اور فرمایا -!

شہر بانو! میں جانتا ہوں کہ تم نوشیرواں عادل کی پوتی اور ایران کے ایک نامور شہنشاہ کی بیٹی ہو - اور سنہری تخت پر لیٹنے والی اور پھولوں کی سیج پر سونے والی - سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے اور پینے والی ایران کی مشہور شہزادی ہو ——— مگر

میرے گھر میں آکر تو مٹی کے پیالوں میں گم ہو گئی اور ریشمی لباس کو ٹھکرا کر تم نے ٹاٹ کی چادر میں اپنی شرم و حیا کے موتیوں کو چھپایا ہے -

جنگ کا نقارہ بجنے والا ہے اور آج میرے پاس سوائے موت کے اور کچھ نہیں ہے ——— اس لئے

بہتر ہے کہ تم اپنے بچوں کو ساتھ لیکر ایران چلی جاؤ میں سفر کا انتظام کر دیتا ہوں ———

نسبت باعث جنّت

وفا شعار بیوی نے مظلومِ کربلا کے قدم چوم لیئے اور دست بدستہ عرض کی !

یا امام و میرے وارث اگر میں آج مصیبت کے وقت آپ کو چھوڑ گئی تو پھر قیامت تک مسلمان خواتین مجھے طعنہ دیں گی کہ آخر بیگانی تھی جو کہ مشکل اور آڑے وقت میں اپنے شوہر کا ساتھ چھوڑ گئی ۔ ——————

اور —— اگر آج میں واپس ایران چلی گئی تو کل قیامت کے روز آپ کے نانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھاؤں گی ۔ اور سید المرسلین، امام الانبیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دے سکوں گی ۔

اور آپ کے والد گرامی شیرِ خُدا حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالےٰ کے پاس کیا منہ لے کر جاؤں گی اور جناب سیّدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے کیسے آنکھیں چار کر سکوں گی ——————

اور اے میرے مالک و آقا حسینؓ ۔ یہ ٹھیک ہے کہ میں نوشیرواں عادل کی پوتی اور شہنشاہِ ایران کی بیٹی ہوں ——————

اور —— یہ بھی درست ہے کہ ایران کے تخت و تاج اور خوبصورت محلات میں رہنے والی شہزادی ہوں ——————

مگر —— یا حسین رضی اللہ عنہ ! ؏

نہیں ہے مجھ کو کوئی ناز کسرای کے گھرانے پر
مجھے تو فخر ہے آقا تمہارے آستانے پر
زہے قسمت محمد مصطفےٰ کے گھر کی لونڈی ہوں
مجھے بزدل نہ سمجھو مرتضےٰؓ کے در کی لونڈی ہوں
بوقت امتحاں یہ گود خود ویران کر دوں گی
نبیؐ کے دین کی خاطر بچےّ قربان کر دوں گی

مگر جُھکنے نہ دُوں گی عظمت اسلام کا پرچم
سدا اُونچا رہے گا مصطفٰے کے نام کا پرچم

سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ بی بی شہر بانو تیرے قدموں پہ نثار ——— تیری اطاعت و فرمانبرداری پر قربان اور تیری وفا پر فدا۔

تیرے لئے ایران کا تخت و تاج کہاں اور پھر مدینہ منورہ کا حجرہ کہاں — ریشمی بستر کہاں — اطلس و کمخواب کا لباس کہاں اور پھر کھجور کی چٹائی اور بوریا ٹاٹ کی چادر کہاں ———

اور تیرے لئے سونے و چاندی کے برتن کہاں اور پھر مٹی کے پیالے اور آبخورے کہاں اور تیری فطرت میں بھلا سا جور و جفا کہاں اور پھر اپنے دین پناہ حسین سے تیری عادت میں محبّت۔ عقیدت اور رسم وفا کہاں ———

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی کی گذارش ———

مسلمانو! تم بھی وفا سیکھو! اور وفا کرو!

راکب دوشِ رسول ——— اپنی وفادار بیوی سے گفتگو کرنے کے بعد اپنے وفادار ساتھیوں کے خیمہ میں گئے ——— اور فرمایا! ———

بہادر ساتھیو! اسلام کے پیاسے وفادارو
جہان کُفر میں حق و صداقت کے مددگارو
تمہیں معلوم ہے شب کی سحر ہوگی تو کیا ہوگا
چلو مانو وہی ہوگا جو منظورِ خُدا ہوگا
اُٹھو اور اپنا سامان سفر باندھو چلے جاؤ

اندھیری شب کا عالم ہے جدھر چاہو چلے جاؤ
نہ شرماؤ تمہیں اپنی خوشی سے چھوڑتا ہوں مَیں
جو بندھن ہے میری بیعت کا وہ بھی توڑتا ہوں مَیں

میری قافلہ سالاری میں جو حق و صداقت کا پرچم بلند رکھنے کے لئے اور اسلام کے عَلَم کو سربلند رکھنے کی خاطر تم نے جس خلوص و جذبہ سے میرے ساتھ آئے ہو، میں تمہاری اطاعت گذاری اور فرمانبرداری پر فخر کرتا ہوں اور ——— تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ رات کے اندھیرے میں اس خونی میدان سے نکل جاؤ ——— کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تمہارے بچے یتیم ہوں ——— اور تمہاری بیویاں بیوہ ہوں ———
اسلئے ——— کہ آج حسینؓ کے پاس موت کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔
میں تمہاری اس عقیدت و وفا کا صلہ تمہیں کل قیامت کے دن جنت کے باغات کی صورت میں دوں گا ———

وفا شعار ۔ ساتھیوں نے امامِ برحق کی دل ہلا دینے والی تقریر سُنی تو تڑپ گئے۔ قدموں کو بوسہ دیا اور گردنیں جھکا دیں اور ۔ شوقِ شہادت میں پکار اُٹھے یا آقا حسین ——— آج اگر ہم نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا ——— تو کل قیامت کے دن خدا کی رحمت ہمیں چھوڑ دے گی اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہم سے منہ موڑ لے گی ———

اسلئے ——— اے حضرت فاطمہؓ کے لختِ جگر ——— آقا حسین ۔ اب ہمیں
نہ کچھ پینے کی حاجت ہے نہ کھانے کی تمنا ہے
تیرے سر کی قسم اب سر کٹانے کی تمنّا ہے

اے میرے امامِ برحق کے وفادار ساتھیو!

تمہاری وفاداری کا نام قیامت جاری رہے گا۔ اور تم نے جو رسمِ وفا کی شمع میدانِ کربلا کے تپتے ہوئے صحرا میں اپنے خون سے روشن کی ہے۔ اس کی روشنی دنیائے اسلام کے مسلمانوں کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوگی —

سیّد افتخار الحسن عرض گذار ہے ———— کہ

مسلمانوں تم بھی وفا کرنا سیکھو اور وفا کرو۔

بابا نانک —— جو سکھ دھرم کے بانی اور جنہوں نے توحید باری تعالیٰ کے مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ نسلِ انسانی کو مساوات کا سبق بھی دیا — اور اُن کے دل و دماغ پر اسلامی تعلیمات کا اثر غالب تھا اور ان کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و محبّت رکھتے تھے ——

مثلاً — "جنم ساکھی بالا" ص ۳۲۷ بابا نانک فرماتے ہیں ———

ہُن ڈِٹھا نور محمّدی ہُن ڈٹھا نبی رسُول

نانک قدرت دیکھ کے خودی گئی سب بھول

لکھیا وِچ کتاب دے اوّل ایک خدائے

دوجا نور محمّدی جو خاصہ یار کہائے

لکھیا وِچ کتاب دے اوّل ایک خدائے

دوجا نور محمّدی جس جانن کیتا آئے

کہتے ہیں کہ میں ایک دن دورانِ سیر و سیاحت ایک جنگل سے گزرا، تو میں نے دیکھا ایک سوکھے درخت کو آگ لگی ہوئی ہے اور وہ جل رہا ہے، مگر کئی پرندے اور جانور اس جلنے والے درخت پر اداس و غمگین بیٹھے ہیں۔ میں حیران ہوا

اور ان پرندوں سے کہا ——— ؎

آگ لگی اس برچھ کو جلن لگے سب پات
تم کیوں جلتے ہو پنچھیو جب پنکھ تمہارے ساتھ

کہ ——— اس سوکھے ہوئے درخت کو آگ لگ چکی ہے اور یہ جل رہا ہے مگر جب اللہ بھگوان اور واہگرو نے تمہیں پر عطا کر رکھے ہیں۔ تو تم اڑ کیوں نہیں جاتے اور جانیں کیوں نہیں بچاتے! ———

تو ان پرندوں نے باباجی کو جواب دیا ———

کہ ——— بابا نانک جی ——— اڑنے کے لئے ہمارے پر بھی ہیں۔ اور ہم اڑ کر اپنی جان بھی بچا سکتے ہیں ——— مگر ہم اڑ کر نہیں جائیں گے ———

باباجی نے پوچھا۔ آخر ایسا کیوں؟ ———

تو پرندے بولے ——— کہ ؎

پھل کھایا اس برچھ کا اور بیٹھ لپیٹڑے پات
یٹھ ہمارا جیوناں جے جلیں نہ اس کے ساتھ

کہ ——— اس درخت کا ہم نے پھل کھایا ہے اور اسکی ہری بھری شاخوں پر ہم چہچہاتے رہے ہیں اور اس کی ٹھنڈی چھاؤں میں ہم سکون حاصل کرتے رہے ہیں ——— اسلئے اب ہماری وفا کا تقاضا یہ ہے کہ ہم بھی اس کے ساتھ ہی جل جائیں ———

اقبال مرحوم بھی بابا نانک کو خراجِ عقیدت یوں پیش کرتا ہے۔!

؎ پھر اٹھی آخر صدا توحید کی پنجاب سے
ہند کو اِک مردِ کامل نے جگایا خواب سے

سیّد افتخار الحسن زیدی ـــــــــ انتہائی افسوس سے کہتا ہے۔
کہ کُتّے نے اولیاء اللہ سے وفا کی اور اچھی نسبت حاصل کر لی اور جنت کا حقدار
بن گیا ـــــــــ امام پاک حضرت امام حُسین علیہ السلام کے ساتھیوں
نے وفا کی اور اچھی نسبت پائی جس کی وجہ سے فرشتوں کے لیئے بھی باعث رشک بن
گئے اور پرندوں نے وفا کی تو کبوتروں کی صورت میں خانہ کعبہ اور گنبد خضرا میں
غٹرغوں غٹرغوں کرنے کی سعادت پا گئے ـــــــــ
مگر آج ـــــــــ سیّد شبیر حُسین زیدی انجم نے ٹھیک کہا ہے۔ کہ

ع ـــ سمجھ نئیں آوندی میں کس گل تے ہسّاں یا فر رووَاں
اِک دِل میرا تے غم نے لکھّاں میں کدّھر کدّھر ہوواں
رُل گئے پیار دے سُچّے موتی اُجڑ یا باغ وفاواں
یا ربّ ہن میں کِتھّوں لبھاں پیار دیاں خوشبوواں

اور آخر میں ایک میرا اپنا قطعہ بھی سُنیئے جسے میں نے مراد آباد میں
جگر مُراد آبادی کی صدارت میں ہونے والے ایک مشاعرہ میں پڑھا تھا۔ کہ

ع ـــ جب تھا بچپن تو تھے ہر روز وفا کے وعدے
جوبن آیا ہے تو آئینِ وفا بھول گئے
مَیں نے آنکھوں سے زمانے کا تغیّر دیکھا
کُفر کہتا ہے مُسلمان خُدا بھول گئے

مطلب یہ ہے کہ آئینِ وفا پر کاربند رہنا ایک عبادت ـــــــــ اور رسم وفا
پر عمل پیرا رہنا ایک ریاضت ہے جس کے سبب انسانوں میں دوستی کے ستارے
کی چمک بڑھتی رہتی ہے اور محبّت کے شہد کی مٹھاس میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

آئینِ وفا پر پابندی عینِ عبادت ہے

اور یہی خُدا پرستی ہے ——— جو آئینِ وفا کو بھول گیا، وہ خُدا کو بھی بھول گیا اور جس نے رسمِ وفا کو ٹھکرا دیا ——— اُس نے نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پامال کر دیا ———

اسلئے کہ ——— دوستی کا بھرم رکھنے والے اور عقیدت کا اظہار و دعویٰ کرنے والے اگر رسمِ وفا کے موتیوں کی مالا اپنے گلے میں نہیں رکھتے تو دوستی منافقت کا روپ دھار لیتی ہے اور عقیدت کے دعویٰ کے بعد اگر کوئی شخص وفا کے دامن کی ٹھنڈی ہوا اپنے محبّی ——— اپنے دوست یا اپنے امام و پیشوا کو نہیں دے سکتا تو پھر ایسی عقیدت اور ایسی محبت کانٹوں کا ہار بن کر ہمیشہ اس دوست کے گلے کو زخمی کرتی رہتی ہے ———

عارف کھڑی شریف حضرت میاں محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو کہتے ہیں ——— کہ

"پیار کرنے والے لوگ اور عشق و محبّت کے متوالے انسان تو محبوب و معشوق کی ہر خفگی کو خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہیں اور اسکی ہر سختی کو کشادہ دلی سے برداشت کرتے ہیں اور معشوق کی ہر ناراضگی کو بھی وسعتِ قلبی سے ہنس کر ٹال دیتے ہیں۔"

مثلاً ——— معشوق، عاشق کو غصّہ سے جھڑک دیتا ہے۔ کہ

ع دیندے جھڑک جواب پیارے پھیر نہ آویں ایتھے
جے آیوں تے قتل کراں گے اسی کِتھے توں کِتھے

ادھر عاشق کا کام معشوق کے دروازہ کو پھر بھی چھوڑنا نہیں ہے!

ع۔ جے توں عاشق بننا لوڑیں پلّہ پکڑ سجّن دا
جان منگے تے دے شتابی صرفہ کریں نہ تن دا

کہ معشوق کی طرف سے جھڑک اور ناراضگی دیکھ کر عشق و محبّت کی وادی سے فرار اختیار نہیں کرنا چاہیئے —— بلکہ

ع۔ جے دلبر تینوں منہ نہ لاوے توں مُکھ مول نہ موڑیں
ڈونگی ندی عشق دی اندر جیو جامہ سب بوڑیں

اگر تیرا دلبر تجھے منہ نہیں لگاتا اور تیری پرواہ نہیں کرتا تو تم پھر بھی اس کی محبّت کے دامن کو ہرگز نہ چھوڑنا — بلکہ اس کے پیار کی بہتی ہوئی ندی میں پوری طرح غرق ہو جانا —— اور

ع۔ جے او نال نہ چلن دیوے، پچھّا کدی نہ چھوڑیں
لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ والی آس امید نہ توڑیں

اور اگر تیرا محبوب کسی خفگی اور ناراضگی کی وجہ سے محبّت کی راہ میں تجھے اپنے ساتھ نہیں رکھتا تو پھر بھی تیری عقیدت کا حق یہ ہے کہ تُو اس کے پیچھے پیچھے ہی چلتا رہ ——

اور معشوق کی خفگی کو مسرّت میں تبدیل کرنے تک اور اسکی ناراضگی کو راضی نامہ تک اور اس کے غصّہ کو پیار کی منزل تک لانے میں اس کی ہر جھڑک کو نظر انداز کرتا جا اور اس عرصہ میں اللہ کی رحمت سے ہرگز نا امید اور بے آس نہیں ہونا چاہیئے۔ آخر کسی نہ کسی دن محبُوب کا غصّہ اُتر جائے گا۔ اس کی خفگی دُور ہو جائے گی اور اسکی ناراضگی کی آگ ٹھنڈی ہو جائے گی ——

ع۔ جے توں سر دے پیر بنا کے مگر سجن دے چلیوں
تاں فیر پکڑ دلاسا دیسی سمجھیں سنگ رلیوں

لیکن وہ لوگ جو محبّت کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر ذرا سی ناراضگی پر مِلنا جُلنا ترک کر دیتے ہیں تو ایسے لوگ محبّت کے آئین اور وفا کی رسم سے ناواقف ہوتے ہیں اور ان کی محبّت کا دعویٰ جھوٹا ہوتا ہے ۔۔۔ ان کی عقیدت ریت کی دیوار ثابت ہوتی ہے اور ان کا ہاتھ پاؤں چومنا ایک دھوکہ ہوتا ہے!۔

آخر میں صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی، اپنے مسلمان بھائیوں کو پیغام دیتا ہے کہ ۔۔۔۔ تم بھی وفا کرنا سیکھو اور دوستوں سے وفا کرو! ۔۔۔

اور اگر کسی وجہ سے محبّ و محبُوب کے درمیان کوئی نزاع پیدا ہو جائے اور عاشق و معشوق کے مابین کوئی اختلاف کی کالی گھٹا چھا جائے تو عاشق کو چاہیئے کہ رسمِ وفا نہیں نبھا سکتا تو نہ سہی ۔۔۔ آئینِ محبّت سے تو دستبردار نہ ہو اور محب کو دستورِ عقیدت سے کنارہ کشی اختیار نہیں کر لینی چاہیئے ۔۔۔۔۔ اسلئے ۔۔۔۔ کہ

ع۔ چنگی مندی سجناں ولوں سے واری ہو جاندی
پر دِل تے داغ لیاندے نائیں پکی پریت جنہاندی

احباب کرام! ۔۔۔۔۔

رسمِ وفا اور آئینِ وفا کی تفصیل کے بعد حضرت بابا وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا وفا و بے وفائی کا نظریہ لکھنا بھی ضروری سمجھتا ہوں جو انہوں نے آج سے ساڑھے چار سو سال پہلے بیان کیا ہے ۔۔۔۔۔

وہ لکھتے ہیں کہ ۔۔۔۔ اس دنیا میں "رن یعنی عورت" سے

نسبت باعث جنت

بڑھکر اور کوئی جنس بے وفا نہیں ہے ! ـــــــــ

تخت ہزارہ کا ایک خوبصورت جوان رانجھا جب - بھائیوں، بھرجائیوں اور رشتہ داروں سے ناراض ہو کر ہیر سیال کے شہر جھنگ کی طرف روانہ ہونے لگتا ہے تو اس کی ایک بھرجائی اس کا رستہ روک لیتی ہے تو دھیدو عرف رانجھا ـــــ اپنی بھابی ینگہ سے کہتا ہے ـــــ کہ

ع- تساں پیر- ولی- غوث -قطب مارے

ٹکراں نال سمجھے برماریونی

وارث رن دی ذات بے وفا ہوندی

پوری نال نہ کسے اُتاریونی

اور- پھر -تخت ہزارے دا جٹ رانجھا جوگی بن کے جھنگ شہر میں گداگری کرتا پھرتا اور بھیک در بدر مانگتا پھرتا ہے۔ اسی دوران وہ ہیر کی نند (ننان) سہتی نال متھا لا لیندا اے -تے بڑے ہی پیارے انداز میں اسے کہتا کہ ـــــــــ

ع- نبی باہجھ شفاعت نہ کسے کرنی

رب باہجھ کوئی بخشنہار نائیں

کوئی نئیں سردار سادات جیہا

تے حضرت شاہ علی جیہا ہور دربار ناہیں

تے - فقر ہو کے صبر نہ کرے جیہڑا

بُجّے فقر دے دا اور روا دار نائیں

عدل باہجھ سردار ہے رُکھ[1] اپھل

تے رن گدھی ہے جو وفادار نائیں

---

[1] : پھل نہ دینے والا درخت ۔

باہجھ عشق دے موت شہید نائیں

تیغ صبر دی باہجھ ہتھیار نائیں

باہجھوں ہجر دے ذوق تے شوق نائیں

وارثؔ رن تلوار فقیر گھوڑا

چارے تھوک ایہہ کِسے دے یار نائیں !

سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ —— پاکستانی عوام کو ——
سیّد پیر وارث شاہ رحمۃ اللہ کے ان اشعار پہ پوری طرح غور وفکر کر کے فیصلہ کرنا
چاہیئے کہ کیا ایک عورت ملک وقوم، تعمیر وترقی اور فلاح وبہبود کے لئے سود مند
ہوسکتی ہے کہ نہیں ! ——

حضراتِ محترم ! ——

پیر وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا عورت کے متعلق بے وفائی کا نظریہ حق اور
سچ —— لیکن سیّد افتخار الحسن زیدی —— وارث شاہ کے اس نظریہ سے
تھوڑا سا اختلاف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اگر ——

رَن یعنی عورت —— اتنی ہی بے وفا ہوتی تو گجرات کی سوہنی کمہارن
بلخ بخارہ کے شہزادہ عزت بیگ کے عشق میں رسم آئین وفا کو نبھاتی ہوئی ،
دریائے چناب کی طوفانی لہروں میں غرق نہ ہو جاتی —— ع

کچّا گھڑا کھُر گیا تے ہتھ بدّھے

سوہنی یونس دا واسطہ پان لگ پئی

مینوں کچھ کے کنڈھے تے پے چلو

کرو مچھیو کجھ امداد میری

اور ــــ پیر وارث شاہ کے نزدیک اگر عورت ہی بے وفائی کا مجسمہ ہوتی ہے تو پھر بھنبھور شہر کے حکمران آدم جام کی بیٹی سسّی ــــ ــــ تپتے مکران کے خان پنوّں کی محبت میں فنا ہو کر ــــــــ اور پھر آئینِ وفا پر عمل کرتی ہوئی تپتے ہوئے مارو تھل کے ریگستان اور آتش فشاں ریت کے ٹیلوں میں پنوّں کے شُتر کا کھوج تلاش کرتی ہوئی گرم اور دہکتے ہوئے صحرا میں گُم نہ ہو جاتی ــــــــــ

دنیائے اسلام کے عظیم شاعر جناب سردار حسین سردار نے اس دردناک منظر کو یوں بیان کیا ہے ــــــــ کہ ؏

سسّی کھوج شُتر تے بہہ کے دیندی خان پنوّں نوں طعناں
انج لبھپال کریندے ناہیں جیویں توُں کیتی اے خاناں
توُں نہ ہوندوں سسّی انج نہ رُلدی میریا بانکیا ڈھول جواناں
سردار پنوّں ہُن آ کے ویکھیں میرا رُل گیا سوٗٹ شہاناں

قارئین کرام ! ــــــــــ

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ اگرچہ سسّی اور سوہنی عشق و محبت کے گھرانہ کی دونوں بہنیں تھیں اور دونوں ہی آئین وفا سے واقف اور دونوں ہی آئین وفا سے آشنا ہونے کے ساتھ ساتھ ہی دونوں وفاداری اور جانثاری کے جذبہ سے سرشار تھیں ــــــــــ

لیکن ــــ دونوں کا نوشتۂ تقدیر جدا جدا تھا ! ــــــــ

ذرا ان کے نوشتۂ تقدیر کو دیکھئے کہ سسّی اپنے محبوب کو تلاش کرتی ہوئی تپتے ہوئے ریگستان کی دہکتی ہوئی ریت میں پانی کے ایک قطرہ کو ترستی ہوئی مر گئی۔۔ اور

سوہنی اپنے محبوب کو ملنے کیخاطر بپھرے ہوئے دریائے چناب کے پانی میں ڈوب گئی ——————

سسّی گرم بگولوں کے جھکڑوں میں پھنس کر دن کے وقت جھلس گئی، جبکہ سوہنی کو کالی رات کی خوفناک ناگن نے ڈس لیا ——————

اور سسّی بیابان، ریگستان کے تپتے ہوئے ٹیلوں میں گم ہوگئی — جبکہ سوہنی دریا کی طوفانی موجوں میں ہمیشہ کے لئے روپوش ہوگئی ——————

اور دونوں نے نمازِ عشق پڑھی - سسّی نے ریت پر تیمم کیا —— اور —— سوہنی نے پانی سے مکمل غسل و وضو! ——————

اور دونوں کے امام تھے - سسّی نے حضرت الیاس علیہ السلام کی دُہائی دی اور سوہنی نے حضرت خضر علیہ السلام کو پکارا ——————

اور —— دونوں ہی دھوکا کھا گئیں ——————

سسّی شُتربانوں کی ٹلیوں کا —— اور سوہنی کچے گھڑے کا -

اور سسّی نے شتربانوں کی ٹلیوں کو جرسِ کارروان اور بیابان سے اُٹھنے والے گرد و غبار کے ہر بگولے کو غبارِ قافلہ سمجھ لیا —————— اور سوہنی نے کچے گھڑے کو محبوب تک پہنچنے کا وسیلہ جان لیا ——————

اور سسّی کے لیے یہ کہنا ٹھیک ہے —————— کہ

ع - تھا بیابان کا بگولا جو اٹھا اور مِٹ گیا
دُور سے جس کو غبارِ کارروان سمجھا تھا مَیں

اور — سوہنی کی روح کو ایصالِ ثواب کے لئے اِتنا کہنا ہی کافی ہے کہ -

ع کچے کچ کیتا کجّا ئے ٹھِلّی کچے چاہڑیا توڑ نہ پُور میرا
اگے تھّاں تے موت نئیں جان دیندی پچھّارہ گیا سجناں دُور میرا

نسبت باعث جنت

صاجزادہ سیّد افتخار الحسن ـــــ اپنے مسلمان بھائیوں سے ایک بار پھر لازوال پیغام کے ساتھ درخواست کرتا ہے کہ کسی امام کے مقتدیو! ـــــ اپنے امام سے وفا کرو ـــــ اور اے کسی پیر کے مریدو۔ اپنے پیر سے وفا کرو ـــــ اور اے کسی استاد کے شاگردو اپنے استاد سے وفا کرو۔ اور اے اپنے نبیؐ کے اُمتیو اپنے نبیؐ سے وفا کرو اور اے اپنے خدا کے بندو اپنے خدا سے وفا کرو! ـــــ

اور اے پاکستان کے پتھر دِل سرمایہ دارو اور دولتمند زر پرستو ـــــ اور لاکھوں، کروڑوں روپے کی کوٹھیوں میں عیاشی کرنے والو ـــــ مغرور مِل مالکو ـــــ کسی غریب کی جھونپڑی کو ڈھانا بند کر دو ـــــ اور اے کپڑے کے بڑے بڑے تاجرو اور اپنے بیوی بچوں کو امپورٹڈ ریشمی لباس پہنانے والو۔ سنگدل انسانو! ـــــ بیوہ عورتوں اور یتیم بچیوں کے ننگے سروں کو بھی ڈھانپنے کے لئے اپنی مِلوں کے ہزاروں تھانوں میں سے دو چار گز کپڑا اللہ اور رسولؐ کی خوشنودی حاصل کرنے کی، دینے کی بھی عادت بناؤ ـــــ

اور اپنے خوبصورت بنگلوں کو بجلی کے قمقموں سے روشن کرنے والو۔ امیرو دولت مندو! ـــــ کسی مفلس و فقیر کی کُٹیا میں ٹمٹماتے ہوئے تیل کے چراغ کو اپنی سرمایہ داری کی وحشیانہ پھونکوں سے بجھانا چھوڑ دو! ـــــ

ے۔ کیا ملیں اسی لئے ریشم کے ڈھیر بُنتی ہیں
کہ دخترانِ وطن تار تار کو ترسیں

اور۔ کیا چمن کو اسلئے مالی نے خون سے سینچا تھا
کہ اس کی اپنی نگاہیں بہار کو ترسیں

علامہ اقبال مرحوم بھی خدا کے حضور یہی فریاد کرتا ہے ——— کہ

ع ——— کب ڈوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ

دُنیا ہے تیری منتظرِ روزِ مکافات

اور ——— تو قادر و عادل ہے مگر تیرے جہاں میں

ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات

اور ——— یہ علم — یہ حکمت — یہ تدبر — یہ حکومت

پیتے ہیں لہو دیتے ہیں تعلیم مساوات

اور سید افتخار الحسن! اپنے مسلمان بھائیوں سے یہ بھی کہتا ہے۔ اپنے خوبصورت بنگلوں ——— اپنے خوشنما باغات اور اپنے بلند و بالا پلازوں کی طرف سے ذرا توجہ ہٹا کر اپنی آخری آرامگاہ قبر کا تصور بھی کبھی کر لیا کرو ——— اور اس دُنیا کے مسافر خانہ میں ہمیشہ زندہ رہنے کی بجائے آخرت کے شہرِ خموشاں میں روزِ قیامت تک تہِ خاک لیٹنے پر بھی کبھی غور و فکر کر لیا کرو! ———

علامہ اقبال مرحوم نے سچ کہا ہے ——— کہ

کیا عشق ایک زندگیٔ مستعار کا

کیا عشق پائدار سے ناپائیدار کا

اور دن میں کم از کم ایک دفعہ تو موت کے فرشتہ کو بھی یاد کر لیا کرو۔ کیونکہ موت برحق ہے اور ملک الموت کا آنا بھی سچ ہے۔

سید ہاشم شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب کہا ہے ——— کہ

ع — سدا نہ تاج سراں تے رہندا تے سدا نہ تاج شہانہ

ہاشم شاہ اتھے دِل نہ لاویں ایہہ جگت مسافر خانہ

مولوی جان محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دنیائے فانی کی مذمت کرتے ہوئے اور ملک الموت کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے کیا ہی اچھا لکھا ہے۔ کہ

ی ۔ یار تیرے لدھی بھار جاندے اکدن توں بھی بھار لدھاوناں اے
ملک الموت جدوں گھیرا آن پایا پھیر کسے نہ تینوں چھڑا ناں اے

اور

ی ۔ یار تیرے لدھی پار جاندے یاراں جاندیاں دی تینوں سار نائیں
ملک الموت لنگھائے نے پور لکھاں تے توں غافلا ہویوں ہشیار نائیں

میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دنیا کی بے ثباتی اور زندگی کی بے یقینی اور زندگی کے فانی ہونے کا یوں ذکر کرتے ہیں ؎

سدا نہ لاٹ چراغاں والی سدا نہ سوز پتنگاں
سدا نہ جھوپے پا محمدؐ بہنا رل مل سنگاں

اور ۔ سنگدے ساتھی لدھے جاون اساں دی ساتھ لداناں
ہتھ نہ آوے پھیر محمد جاں ایہ وقت وہاناں

اور ۔ لکھ ہزار بہار حسن دی اندر خاک سمانی
لا پریت محمد بخشا جگ وچہ رہے کہانی

اور ۔ مان نہ کرئیے روپ گھنے دا وارث کون حسن دا
سدا نہ رہسن شاخاں ہریاں سدا نہ پھل چمن دا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کی دُعائیں

دُوسرے انبیاء کرام سے ہمارے رحمتِ دو عالم نبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی
کی حیثیت ایک علیحدہ اور مثالی ہے۔ اسلیئے ہر دعا آپ پر درود شریف پڑھنے کے
سبب قبول ہوتی ہے ـــــــ
مثلاً ـــــــ

۶: ـــــــ ترمذی شریف ـ جلد ۱ صـ ۶۴ ـ حضرت عمر فاروق رضی
اللہ عنہٗ نے فرمایا ـــــــ
اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ ـــــــ
"کوئی دعا دربارِ خداوندی تک نہیں پہنچتی اور زمین و آسمان کے درمیان
معلق رہتی ہے۔"
حَتّٰی تُصَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ
کہ جب تک رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود نہ پڑھا جائے۔

۷: ـــــــ ترمذی شریف ـ جلد ۲ صـ ۲۰۹ ـ مشکوٰۃ شریف صـ ۵۵۷
حضرت ابنِ عباس و عقبۃ بنِ عامر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں ـــــــ کہ

نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لئے حلقہ بگوش اسلام ہونے کی دُعا کی! ——————

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَھْلِ بْنِ ھِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

اور پھر وہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کے نتیجہ میں حلقہ بگوش اسلام اور نبیؐ پاک علیہ السلام کے غلام بن کر اسلام کے سدا بہار گلشن میں ایک تازہ پھُول بن کر اور دینِ مبین کے مضبوط قلعہ کی حفاظت کے لئے ایک بہادر سپاہی کی طرح اور ایک سرفروش جرنیل کی طرح اپنے دورِ خلافت میں کا پرچم لے کر اور بہادر مجاہدوں کا ایک معمولی سا دستہ لے کر مدینہ منوّرہ سے نکلا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اللہ کریم کی بچھائی ہوئی زمین کے آدھے حصّہ پر چھا گیا ——

حضرتؓ ابوھریرۃ کی والدہ کے لئے مسلمان ہونے کی دُعا فرمائی اور وہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دُعا کا اثر انہوں نے اسطرح دیکھا کہ ابوھریرۃ دعا کے لبعد اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب وہ گھر پہنچے تو دروازے کو اندر بند پایا۔ جو کہ ایک غیر معمولی بات تھی۔

ابوہریرۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دروازے پر دستک دی تو اندر سے میری والدہ نے کہا —————— کہ

ابوُہریرۃؓ ! ذرا انتظار کرو! میں غسل سے فارغ ہو کر دروازہ کھولتی ہوں۔

انہوں نے دروازہ کھولا اور بڑی پیار بھری نظروں سے دیکھکر اندر آجانے کا حکم دیا۔ اور مجھے کہا! — ابوہریرۃؓ مجھے مسلمان بناؤ۔ یہ سنکر میری حالت خوشی کے مارے بے حال ہو گئی اور میری والدہ نے مسلمان ہونے کا اقرار کر لیا۔

یہ اثر تھا نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کا کہ فوری طور پر شرفِ قبولیت پا گئی۔

۸ :ـــــ جیسا کہ ــ مسلم شریف جلد ۲ ص ۳۰۱ ـ مشکوٰۃ شریف ص ۵۲۵

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ میری ماں کفر کے منحوس راستوں میں بھٹکتی پھرتی تھی ـــــــــ

مگر میری دلی آرزو تھی کہ میری والدہ بھی اسلام کے گلشن کی ایک مہکتی ہوئی کلی بن جائے اور اہلِ ایمان کے دل و دماغ کو مہکانے لگے !

چنانچہ ــــ ایک دن میں نے اپنی یہی آرزو دربارِ رسالت میں پیش کر دی جبکہ میری یہ حالت تھی کہ میں رو رہا تھا ـــــــــ

رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری یہ حالت دیکھی تو انتہائی محبت سے دریافت فرمایا ـــــــ

ابوہریرۃ رضی ـــــ کیوں روتے ہو ؟ ـــــ

میں نے عرض کی ـــــ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ کافرہ ہے اور ــــ میں آپ کا غلام !ـــــ

میں نے بہت کوشش کی ہے اور بہت دعائیں کیں ہیں مگر سب ناکام ہوگئیں اور میری ماں کے دل پر لگا ہوا کفر کا تالا ٹوٹنے میں نہیں آتا ـــ اور اس کی آنکھوں پر پڑے ہوئے شرک کے سیاہ پردے نہیں اٹھ سکے ـ

اب آپ میرا آخری سہارا ہیں اور میں اس امید پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ کی دعا سے میری ماں کے کفر و شرک کے اندھیروں میں، ایمان و اسلام کی شمع جل اٹھے گی اور جہنم کی آگ سے بچ جائے گی ـ

اسلئے ـــ اُدْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّھْدِیَ اُمَّ ھُرَیْرَۃَ ! ـــــ

آپ دعا فرمایئے کہ ابوہریرۃ کی ماں کو ضلالت و گمراہی کی ظلمتوں میں رشد و ہدایت

کی قندیل روشن ہو جائے ـــــــ

بس پھر کیا تھا۔ میری درخواست پر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لئے دست مبارک اُٹھائے اور ان الفاظ میں دعا فرمائی ـــــــ

اَللّٰھُمَّ اِھْدِ اُمَّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ۔

"کہ اے اللہ کریم ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں کو ھدایت فرما۔ کفر و شرک کے اندھیروں سے نکال کر دین و ایمان کی روشنی میں لے آ!" ـــــــ

اس کے دل و دماغ سے لات و منات کی محبّت نکال کر خدا و رسولؐ کی الفت عطا کر دے ـــــــ

اور پھر ایسا ہوا ـــــــ ابو ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر آئے تو ماں کی تقدیر ہی بدل چکی تھی ! ـــــــ

اور اس کا دامن، دین و ایمان کے پھولوں سے بھر چکا تھا ـــــــ

۹ : ـــــــ دحیہ کلبی کے لئے ایمان لانے کی دعا فرمائی جو کہ قبول ہوئی اور وہ بھی کفر کی تاریکیوں سے نکل کر اسلام کی روشنی میں آ گیا !

جیسا کہ ـــــــ تفسیر روح البیان جلد ۱ ص ۱۲۴ اور درۃ الناصحین ص ۱۴۲ ۔ علامہ اسمٰعیل حقّی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور علامہ عثمان بن حسن بن احمد رحمۃ اللہ علیہ ـ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ـــــــ

اِنَّ دَحْیَۃَ کَلْبِیْ کَانَ مَلِکًا کَافِرًا مِنَ الْعَرَبِ ـــــــ کہ دحیہ کلبی کفر کے ایک ناپاک گروہ کا سردار تھا ـــــــ

وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ اِسْلَامَہٗ ۔

اور ـ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اسلام لانے کی خواہش رکھتے تھے

کیونکہ وہ سات سو آدمیوں کا سردار تھا ـــــ اسلیئے نبیٔ پاکﷺ کی یہ تمنّا تھی کہ اگر یہ اسلام لے آئے تو اس کی ساری جماعت بھی حلقہ بگوشِ اسلام ہو جائے گی ـــــ

وَكَانَ مِنْ اَجْمَلِ النَّاسِ وَجْهاً ۔

اور وہ اتنا حسین و جمیل انسان تھا کہ جب وہ کبھی شہر میں نکلتا تو شہر کی خواتین اسے دیکھنے کے لیئے مکانوں کی چھتّوں پر چڑھ جاتیں یا دروازوں سے باہر آجاتیں ۔
ایک دن حسنِ اتفاق یہ ہُوا کہ ادھر سے رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آرہے تھے اور دوسری طرف سے دحیہ کلبی آرہا تھا ـــــ حسین و جمیل تو تھا ہی ۔ محبّت بھری نظروں سے جب نگاہِ رسالت نے دیکھا تو معاً بارگاہِ خُداوندی میں عرض پرداز ہوئی ـــــ
یا اللہ پاک ! ایسی خوبصورت صورتیں بھی دوزخ میں لے جائیں گے ! ـــــ
آواز آئی محبوبؐ ـــــ کیا چاہتے ہو ؟ ـــــ
حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ایمان لانے کی آرزو کر دی ـــــ اور عرض کی : ـــــ

اَللّٰھُمَّ اَرْزُقِ الْاِسْلَامَ دَحْیَۃَ الْکَلْبِیْ ـــــ کہ

اے اللہ دحیہ کلبی کو اسلام کی دولت سے بہرہ ور فرما دے ـــــ
زبانِ نبوّت سے نکلی ہوئی دعا نے قبولیّت کے دروازے کھول دیئے ۔
اگلی صبح ہوئی تو نماز کے بعد والیٔ دو جہان مصلّے سے اٹھنے ہی والے تھے ۔ کہ حضرت جبریل علیہ السلام حاضرِ خدمت ہوئے ـــــ
اور عرض کی ـــــ یا محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ـــــ

قَذَفْتُ نُوْرَ الْاِیْمَانِ فِیْ قَلْبِ دَحْیَۃَ الْکَلْبِیِّ !

کہ اللہ کریم نے سلام کہا ہے اور فرمایا ہے ! ———

محبوبؐ آپ کی دعا قبول ہو چکی ہے اور آپ کی خواہش کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے ہم نے دحیہ کلبی کے دل میں تاریکی کو دُور کر کے نورِ ایمان کی شمع روشن کر دی ہے اور وہ تھوڑی دیر بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہونے والا ہے !

فَلَمَّا دَخَلَ دَحْیَۃُ الْکَلْبِیُّ الْمَسْجِدَ رَفَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُرْدَاءَہٗ عَنْ ظَھْرِہٖ وَبَسَطَ عَلَی الْاَرْضِ وَاَشَارَ اِلٰی رِدَائِہٖ -

پھر جب دحیہ الکلبی مسجد نبوی میں داخل ہُوا تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کندھے پر رکھی ہوئی مبارک تہ شُدہ والی چادر اتار کر فرش پر بچھا دی اور اسے اشارے چادر پر بیٹھ جانے کے لئے فرمایا - ؏

دُشمن آ جائے تو چادر بھی بچھا دیتے ہیں !

لیکن جب دحیہ کلبی نے صاحب خُلق عظیم کا یہ حسنِ اخلاق دیکھا - تو

بَکٰی ——— وہ رونے لگا ———

اور — رَفَعَ رِدَاءَہٗ فَقَبَّلَہٗ وَمَسَحَ عَلٰی رَاْسِہٖ وَعَیْنَیْہِ

چادر مُبارک کو اٹھایا ——— اسے بوسہ دیا اور سر اور آنکھوں پر لگایا -

اس نے کہا ! ———

حضوُر مجھے نورِ ایمان سے سرفراز فرما دیں ! ———

آپؐ نے فرمایا ! ———

قُلْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ———

اس نے کلمہ شریف پڑھا ———

پھر وہ زار و قطار رونے لگا ———

شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ ———
اب کیوں روتے ہو؟ ———

دحیہ کلبیؓ نے عرض کی ؛ سرکار! میں بڑے بڑے کبیرہ گناہ کرتا رہا ہوں اور اب تک ستر لڑکیاں اپنے ان ہاتھوں سے زندہ دفن کر چکا ہوں! ———

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم حیران ہو گئے ———

جبریل علیہ السلام اسی عالم میں تشریف لائے اور آپ کو سلام بھیجتے ہوئے فرمایا! ———

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ قُلْ لِدِحْیَۃَ الْکَلْبِیِّ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ ——— کہ

دحیہ کلبی سے فرما دیں کہ مجھے اپنے جاہ و جلال کی قسم ہے کہ جب اس نے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونے کا اقرار کیا تھا اور اسلام کی دولت سے مالا مال ہوا اور ایمان کے خزانہ سے بھرپور ہوا تو ہم نے
غَفَرْتُ لَکَ کُفْرَکَ سِتِّیْنَ سَنَۃً ـ

تمہارے ساٹھ سال تک کے سارے گناہ معاف کر دیئے ہیں ـ
فَبَکَی النَّبِیُّ وَاَصْحَابُہٗ

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رونے لگے ـ
آواز آئی ——— حبیبؐ روتے کیوں ہو؟ ـ
عرض کی ——— یا اللہ!

ایک دفعہ کلمہ شریف پڑھنے والے کے آپ نے ساٹھ سال کے گناہ معاف فرما دیئے ——— مگر میری وہ اُمّت جو تیری توحید اور میری رسالت کی گواہی

صبح و شام کثرت سے دیتی ہے، اِسے آپ کس طرح نہ بخشیں گے ۔۔۔۔

جواب آیا ۔۔۔۔۔۔

ہاں! بخش دوں گا۔ ۔۔۔۔۔۔

اور حضرت دحیۃ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت و تکریم اور اُن کے حسن و جمال کی شان تو دیکھو کہ ۔۔۔۔ اسلام کے دامن میں آنے کے بعد ۔۔۔۔ اور کفر و شرک کے اندھیروں سے نکل کر دین و ایمان کی روشنی حاصل کرنے کے بعد اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کے اثر کے بعد خداوند کریم کی طرف سے یہ انعام بھی ملا ۔۔۔۔۔۔ کہ

كَانَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَأْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى صُوْرَةِ دَحْيَةَ لِجَمَالِهٖ ۔۔۔۔ کہ

"اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام، دحیہ کلبی کے حسن و جمال کی بنا پر نبی کریم علیہ السلام پر اس کی صورت پاک میں آتے رہے!"

بارش کے لئے دُعا

۱۰: ۔۔۔۔ بخاری شریف جلد اوّل ص۵۰۶ ۔۔۔ مسلم شریف جلد اوّل ص۲۹۳ مشکوٰۃ شریف ص۵۳۶ ۔۔۔۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیٔ پاک صل اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قحط پڑ گیا ۔۔۔ حضور علیہ السلام جمعۃ المبارک کا خُطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی نے عرض گزاری یا رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم مویشی ہلاک ہونے شروع ہو گئے ہیں، اور بچے بھوک سے مرنے لگے ہیں ۔۔۔۔۔

فَادْعُ اللّٰہَ لَنَا ۔!

بارش کے لئے اللہ سے دعا کریں ۔! ——

فَرَفَعَ یَدَیْہِ !

پس اُمّت کے غمخوار نے دعا کے لئے اپنے دستِ مبارک اٹھائے اور عرض کی ! ——

اَللّٰھُمَّ اَسْقِنَا ! ——

یا اللہ کریم ہم پر اپنی رحمت کی بارش برسا دے ۔ اور یہ الفاظ آپ نے تین بار دہرائے ——

آسمان شیشہ کی طرح صاف تھا یعنی بادل کا نام ونشان تک نہیں تھا ۔ مگر —— رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کا اُن کے منہ سے نکلنا تھا کہ مشرق و مغرب ، شمال وجنوب سے کالی گھٹائیں امڈنا شروع ہوگئیں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے موسلا دھار بارش ہوگئی اور یہ بارشیں آئندہ جمعہ تک ہوتی رہیں اور پورے عرب کی سرزمین جل تھل ہوگئی اور قحط دُور ہوگیا ——

یہاں تک کہ اگلے جمعہ کو اُسی اعرابی اور دیگر بہت سے مسلمانوں نے کھڑے ہو کر عرض کی ! ——

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ مکانات گرنے لگے ہیں اور مال ومتاع غرق اور تباہ ہو رہا ہے ۔ آپؐ دعا فرمائیں کہ بارش تھم جائے ——

آپؐ نے دُعا فرمائی ! ——

اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا ——

کہ یا اللہ! ۔ ہم پہ بارش کا سلسلہ ختم کردیں ۔ ——

پتہ چلا کہ ساری کائنات کا نظام امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں اور زبان پاک اور دعاؤں میں ہے ــــــــ

بارش نہ برسنے کا سبب

دوسرے انبیاءِ کرام کی طرح حضرت ھود علیہ السلام بھی عاد قوم کی طرف نبی بن کر تشریف لائے اور قوم کو دعوتِ توحید و رسالت دی اور حکم دیا کہ ایک اللہ کی عبادت کرو ــــــــ پارہ ۱۲ سورۃ ھود ــــ

مَا لَكُمْ مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرُهٗ

کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی الٰہ نہیں ہے ــــــــ اور اے میری قوم میں نے جو تمہیں توحید و رسالت کا درس دیا ہے اور تمہیں نیکی کا راستہ بتایا ہے اور تمہیں پتھروں کی پرستش کرنے کی بجائے ایک وحدہٗ لاشریک الٰہ کی عبادت کرنے کا حکم دیا ہے ــــ میں تم سے اس کا کوئی اجر طلب نہیں کرتا۔

إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى الَّذِي فَطَرَنِي ـ

بلکہ اس کا اجر میں اپنے اس ربّ سے لوں گا جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ــــــ

کیا تمہیں عقل نہیں ہے کہ ــــــــ

میری تبلیغ اور میری دعوت کو سمجھ کر ایک اللہ کی عبادت کرنی شروع کر دو۔

مگر واقعی قوم بے عقل ثابت ہوئی اور اپنے کفر پر ڈٹے رہے ــــــ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کے سبب اور رسالت کو جھٹلانے کے باعث تین سال تک بارش بند کر دی ــــ اور ان کی عورتوں کو بانجھ کر دیا ــــــــ

تو حضرت ہود علیہ السلام نے پھر اپنی قوم پر رحم کھاتے ہوئے اور قوم کو تین

سال تک بارش بند ہونے کے باعث ان پر جو قحط کا عذاب آن پڑا تھا۔ اسے دور کرنے کے لئے اور خشک سالی کی مصیبت کو ٹالنے کے لئے اور بارش برسانے کیلئے پھر اپنی قوم سے فرمایا: ــــــــــــ

وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ ۔ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ !

اور فرمایا کہ ــــــــــــ

کہ اے میری قوم اپنے ربّ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر توبہ و استغفار کرو تو اللہ تعالیٰ آسمان سے موسلا دھار بارش برسا دے گا اور ساتھ ہی تمہارے عورتوں کے بانجھ پن کو دور کرکے اور تمہیں کثرت سے لڑکے عطا کرکے تمہاری قوت میں اضافہ فرما دے گا۔!

اور تم مجرم بن کر اپنے منہ راہِ راست سے نہ موڑلو ــــــــــــ

مگر ــــ وہ قوم اتنی سرکش اور نافرمان تھی کہ حضرت ہُود علیہ السلام کی تبلیغ اور دعوتِ حق کے باوجود اپنے کفر پر ڈٹی رہی اور حضرت ہُود علیہ السلام کے ساتھ داہیات قسم کی بحث کرتے رہے ! ــــــــــــ

اور پھر جب اس قوم کے راہ راست پر آنے اور رشد و ہدائت کی روشنی پانے کی کوئی اُمید نہ رہی تو پھر اللہ کی طرف سے ان پر ایک دردناک عذاب لایا گیا جس سے ان کا نام و نشان مٹ گیا ــــــــــــ

لیکن ــــ اس دردناک عذاب سے خداوند کریم نے اپنی رحمت کے سبب حضرت ہُود علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے افراد کو نجات دیدی۔

قارئینِ کرام ! اور برادرانِ اسلام آج محرّم کی ۲۷ تاریخ اور ساون

کی ۲۵ تاریخ ہے ۔ مگر مون سون ہواؤں کا رخ اور بارش برسنے کا راستہ ابھی تک فیصل آباد کی طرف نہیں دیکھا گیا ــــــ اور فیصل آباد کے لوگ ایک سال سے بارش کے چند قطروں کے لئے ترس رہے ہیں ــــــ

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ ــــــــــ کہیں

ہم پر بھی حضرت ہود علیہ السلام کی گمراہ اور بے دینی قوم کی طرح ۔ ہماری عیاشیوں ــــ بدمعاشیوں ــــ اور ــــ فحاشیوں کے باعث اور ہماری دین و اسلام سے غداری اور رسالت سے بغاوت کے سبب بارش بند رکھنے کا تین سالہ منصوبہ تو نہیں ہے ــــــــــــــ

مسلمانو ! ــــــ آؤ حضرت ہود علیہ السلام سے بڑھ کر اپنے آقا و مولا ــــ رحمت دو عالم اور مشفق و شفیق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام ۔ ان کی تبلیغ حق اور ان کی دعوتِ اسلام پر عمل پیرا ہو کر اپنے ربّ کریم سے معافی طلب کریں ــــــــــ اور ــــــــــ

توبہ و استغفار کر کے آسمان سے بارش کے دروازے کھول دیں اور اللہ کریم کی رحمت کا دروازہ کھٹکھٹا کر ایک سالہ خشک سالی کے عذاب سے نجات حاصل کریں ــــــــ اور

یتیموں ــــ مسکینوں اور بے آسرا لوگوں کو کھانا کھلا کر اور صدقہ و خیرات کے خزانے کھول کر اللہ کی راہ میں خرچ کریں ــــــــــــــ

نزہت المجالس ــــ جلد اوّل ص ۹۷ علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ

لِاَنَّ الْفَاحِشَۃَ اِذَا فَشَتْ فِیْ قَوْمٍ فَشَا فِیْھِمْ طَاعُوْنٌ ۔ وَاِذَا انْقَصُوا الْکَیْلَ وَالْمِیْزَانَ جَاءَ ھُمُ الْقَحْطُ وَاِذَا مَنَعُوا الزَّکَاۃَ

حُبِسَ عَنْهُمُ الْمَطَرُ ــــــــــــ کہ

جس قوم میں بے حیائی پھیل جائے۔ اس قوم پر طاعون کی بیماری مسلط کر دی جاتی ہے۔ اور جو قوم کم تولنا شروع کر دے۔ اس قوم پر قحط اور جورِ سلطان بادشاہ کا قہر و غضب اور ظالم حکمران مسلط کر دیا جاتا ہے اور جو قوم زکوٰۃ ادا نہ کرے تو اس قوم پر بارش بند کر دی جاتی ہے۔

برادرانِ اسلام!

غور کرو اور سوچو کہ کہیں یہ تمام خرابیاں ہم میں تو پیدا نہیں ہو گئیں ــــ

علاج بس

توبہ و استغفار ہے ــــ!

حسنِ جمال کیلئے دُعا

مدارج النبوت ــــ جلد اوّل صـ ۴۳۸ ــــ بیہقی

بیہقی از انس آوردہ کہ یہودی گرفت از لحیہ شریف وے صلی اللہ علیہ وسلم چیزے کہ در لحیہ شریف افتادہ بود۔

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک میں ایک تنکا پھنس گیا جسے ایک یہودی نے دیکھ لیا اور وہ تنکا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک سے نکال دیا ــــــــ اور بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی کہ ــــــــ

"میں ایک حسین اور خوبصورت جوان ہوں مگر میرے بال سفید ہو چکے ہیں جس کے باعث میری خوبصورتی میں کمی آگئی ہے۔ دعا فرمائیں

کہ اللہ تعالیٰ میرے حسن کو قائم رکھے!۔"

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی ——————

اللّٰھم جمّلہٗ ! ——————

کہ — یا اللہ اس کو خوبصورت بنا دے ! ——————

شفاء بیمار کے لئے دعا۔

مدارج النبوّت — جلد اول۔ صـ ۴۳۸ ——————

"بیمار شد ابو طالب عم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — ایک دفعہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہو گئے تو حضرت ابُو طالب رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی۔" ——————

اے برادر زادہ من دعا کُن پروردگار خود را تا عافیت دہد ——————

یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اے میرے بھائی کے بیٹے دعا کرو کہ آپ کا پروردگار مجھے شفاء عطا فرما دے ! ——————

تو — امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں دعا کی —

اَللّٰھُمَّ اشْفِ عَمِّیْ ! ——————

کہ یا ربّ میرے چچا محترم کو شفا عطا فرما دے! ——————

پس برخاست ابوطالب ——————

پس حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی وقت اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ گویا کہ شفا ہو گئی! — اور بیماری جاتی رہی ——————

حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا! ——————

"کہ اے میرے بھتیجے! جو تو خُدا سے مانگتا ہے، تجھے خدا تعالیٰ فوراً ہی عطا کر دیتا ہے۔"

خصائص کبریٰ — جلد اوّل - ص ۱۲۴

حضرات محترم ——————

حضرت عزیر علیہ السلام کی تو ایک دُعا سے بوڑھی عورت کی آنکھوں کی بینائی واپس آگئی اور اس کی ٹانگیں جو ناکارہ ہو چکی تھیں درست ہوگئیں اور یہودیوں نے حضرت عزیرؑ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دے دیا —————— مگر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے پیارے نبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہزاروں دعائیں شرفِ قبولیت حاصل کر چکی ہیں۔ اس کے باوجود، دنیائے سُنیّت کے علماء کرام نہ تو انہیں خُدا مانتے ہیں اور نہ ہی خُدا کا بیٹا تسلیم کرتے ہیں۔

حتیٰ کہ —— جب نمرود نے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام سے پوچھا تھا۔ کہ میرے علاوہ آپ کا ربّ کون ہے؟ ——————

تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا تھا —————— کہ

رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ!

کہ "میرا ربّ وہ ہے جو زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے"۔!

تو نمرود نے پھر کہا کہ ——————

اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ

کہ میں بھی زندہ کر سکتا ہوں اور مار سکتا ہوں۔ ——————

چنانچہ اس ظالم نے ایک آدمی کو پھانسی کے تختہ پر چڑھا دیا اور جسے پھانسی کی سزا ملنی تھی اسے بری کر دیا گیا ——————

چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سمجھا کہ یہ ظالم زندگی اور موت کے فلسفہ
کو نہیں جانتا اسلئے ـــــــــــ
انہوں نے ایک اور دلیل پیش کر دی کہ یہ ظالم حکمران، جو خدا ہونے ۔ کا
دعویدار ہے ۔ لاجواب ہو جائے ـــــــــــ
پھر آپ نے فرمایا کہ ـــــــــــ
میرا خُدا وہ ہے جو آفتاب کو مشرق سے نکال کر مغرب میں غروب کرتا ہے
اگر تو بھی خدا ہے تو سورج کو مغرب سے نکال کر مشرق میں ڈوبنے کا حکم کر۔
یہ سن کر جھوٹا خدا اور ظالم حکمران مبہُوت ہو کر اور حیران ہو کر رہ گیا ۔
یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کی اس دلیل
کو درست مان لیا تھا کہ ـــــــــــ
دوسری دلیل دینے پر مجبور ہو گئے ـــــــــــ
حالانکہ میدانِ مناظرہ کا یہ اصول ہے کہ۔ ایک مناظر ایک دلیل پر ڈٹ جائے !
تو اس سوال کا جواب یہ ہے ـــــ کہ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی حکیم یا
ڈاکٹر کسی بیمار کی تشخیص کر کے اور بیماری کو سمجھ کر اس کے لئے ایک نسخہ تیار کرتا ہے مگر
وہ نسخہ بیمار کا معدہ قبول نہیں کرتا، تو وہ قے کر دیتا ہے ـــــــــــ
پھر حکیم اور ڈاکٹر کو یہ پورا پورا حق حاصل ہے کہ وہ مریض کے لئے دوسرا نُسخہ
تجویز کر کے اس کا علاج کرے ـــــــــــ
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی پہلے ایک نسخہ نمرود کو دیا مگر اس کی عقل و دانش
نے اسے قبول نہ کیا اور پھر دوسرا نسخہ دیا جس سے مبہوت ہو کر رہ گیا اور دعوت حق
کے مقابلے میں شکست کھا گیا ـــــــــــ

اللہ تعالٰی کے خلیل علیہ السلام نے خدا اور الٰہ ہونے کا معیار یہ مقرر کیا کہ اگر تو آفتاب کو مغرب سے نکال کر دکھا دے لیکن نمرود ایسا ہرگز نہ کر سکا۔

ہاں، البتہ ہمارے شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اعجازِ نبوّت اور کمالِ رسالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ڈوبے ہوئے سورج کو مغرب سے نکال کر دنیا کو بتا دیا کہ ساری کائنات کا نظام میرے مقدس ہاتھوں میں ہے چاہے وہ نظامِ شمسی ہی کیوں نہ ہو۔ ! ———————

مگر ہم سُنّی حضرات پھر بھی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مختارِ کُل نبی اور بے مثل بشر ہی کہتے ہیں ——— حالانکہ مغرب سے سُورج کو نکالنا یہ معیارِ الوہیّت تھا ———————

اس حیرت انگیز واقعہ ——— اور ——— اعجازِ نبوّت کی تفصیل کچھ اسطرح ہے۔

ڈوبے ہوئے سورج کی واپسی !

مدارج النبوّت اردو صـ۴۲۷ ———————

جنگِ خیبر کی فتح کے بعد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس آرہے تھے کہ وادیِ صہبا میں، نبیِ پاک صلّی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا!

علیؓ — مَیں کچھ تھکاوٹ محسوس کر رہا ہوں ———————

عرض کی یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے زانوؤں پر سرِ اقدس رکھ کر آرام کرلیں۔ ———————

یہ کہکر حضرت علیؓ نے اپنا دامن پھیلا دیا۔ ———————

رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے زانوؤں پر سر رکھ کر آرام فرمانے لگے! سورج غروب ہو رہا تھا اور اتفاق ایسا ہُوا کہ حضرت علیؓ

نے ابھی عصر کی نماز ادا کرنی تھی ــــــــــــ

اب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے دو مسئلے آ گئے تھے۔ ایک خدا کی عبادت اور دوسرا نبی کی اطاعت ــــ ــــ

اگر پاکستان کا کوئی بے ادب اور گستاخ مولوی ہوتا تو رسولِ پاک صلی اللہ وسلم کو جگا کر نماز عصر پڑھ لیتا ــــ لیکن یہ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے جنہوں نے یہ سمجھ کر اور اس عقیدہ کے تحت نماز عصر قضا کر دی ــــ کہ

ع ــ نمازیں گر قضاء ہوں پھر ادا ہوں
نگاہوں کی قضائیں کب ادا ہوں

کہ نماز قضا ہو گئی تو پھر پڑھ لوں گا لیکن خدا جانے نبیٔ پاک سرِاقدس میری جھولی میں دوبارہ کب آئے ــــــ

اور جب رسولِ پاکؐ بیدار ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کی یا حبیب اللہ میں نے آپ کی محبت اور اطاعت میں نماز عصر قضا کر دی ہے!

مختارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ــــــــ

اب نماز قضا پڑھنی ہے یا ادا ــــــــ

جواب دیا غلام ہوں آپ کا اور نماز پڑھوں قضاء! ــــــــ

فرمایا! کھڑے ہو جاؤ ــــــــ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے ــــــــ

کیا کروں؟ ــــــــ

فرمایا۔ نیّت کرو! ــــــــ

کس بات کی ــــــــ

نماز عصر کی!

لیکن سورج تو غروب ہو چکا ہے!

فرمایا! جو میں کہہ رہا ہوں۔ وہ کرو۔

علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیت کی چار رکعات نماز عصر۔

نبئ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ عَلِیًّا کَانَ فِیْ طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُوْلِكَ فَارْدُدْ عَلَیْهِ الشَّمْسَ۔

"یا اللہ — علیؓ نے تیری اطاعت اور تیرے رسولؐ کی اطاعت میں نماز قضا کر دی ہے اب اس کے لئے ڈوبا ہوا سورج واپس کر دے!"

سوال:۔ وہاں تو نماز قضا کی جا رہی ہے پھر اللہ کی اطاعت کہاں؟

جواب:۔ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ! (سورۃ النساء آیت نمبر ۸۰)

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

چونکہ حضرت علیؓ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی تھی اس لئے وہ اللہ تعالےٰ کی اطاعت تھی!۔

آفتاب طالع شد چنانکہ شعاعِ آں بر کوہ و امان بتافت و خلائق برائے عین مشاہدہ کرد۔

"ڈوبا ہوا سورج طلوع ہوا جس کی شعاعیں پہاڑوں اور میدانوں میں لوگوں نے خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیں"۔

سوال:۔ آخر نمازِ عصر اتنی تاکید والی نماز۔ علیؓ نے کیوں قضا کر دی؟

جواب :۔ —— مدارج النبوت اردو ——

نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت اور اسی حالت میں آثارِ وحی نمودار ہو گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس حالت میں مناسب نہ سمجھا کہ محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوابِ راحت سے بیدار کیا جائے ——

شفاء شریف بمعہ نسیم الریاض جلد ۳ - ص ۱۰ - حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ :۔ ——

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا - اِنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْحٰى اِلَيْهِ وَرَاْسُهٗ فِيْ حِجْرِ عَلِيٍّ فَلَمْ يُصَلِّ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ -

" حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سرِ اقدس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جھولی مبارک تھا۔ اس وقت امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی تھی جس کی بناء پر حضرت علی علیہ السلام نے نماز نہ پڑھی ۔"

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَلَّيْتَ يَا عَلِيُّ ؟ ——

کہ۔ یا علیؓ —— تم نے نماز پڑھ لی ہے ؟ ——

قَالَ —— لَا —— جواب دیا نہیں ! ——

پھر محبوبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ——

قَالَتْ —— اَسْمَاءُ فَرَاَيْتُهَا غَرَبَتْ ثُمَّ رَاَيْتُهَا طَلَعَتْ -

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے بعد میں نے دیکھا

کہ سورج ڈوب چکا ہے مگر پھر میں نے دیکھا کہ سورج طلوع ہوا ہے!"

مدارج النبوت فارسی صـ۲۵۴ــ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ــــــ

"کسی ایسے شخص کو جسے علم میں دسترس حاصل ہے لائق نہیں کہ وہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی حدیث کے حفظ میں تخلف کرے اسلیئے کہ حدیث اسماء از علامات نبوت است!۔"

سوال:۔ کہ غروب آفتاب سے نماز عصر قضا تو ہو جاتی ہے لیکن رجوع شمس سے یہ ادا تو نہیں ہوتی؟ ــــــ

جواب:۔ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ ــ اسلیئے کہ قضاء ایسی صورت میں جبکہ آفتاب، غیوبیت میں قائم و باقی رہے اور وقت فوت ہو جائے لیکن اگر سورج کے ساتھ وقت بھی لوٹ آئے تو کیوں ادا نہیں ہوتی ــــــ

اما۔ اگر وقت نیز عائد گردد چرا ادا نشود ا نیز مواہب میں منقول ہے کہ اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر میں باسناد حسن روایت کیا ہے۔

اعتراض:۔ کہ اسے ایک مجہول اور غیر معروف عورت نے نقل کیا ہے جس کا کسی کو علم نہیں لہذا رد شمس کا واقعہ درست نہیں ہے۔

جواب ۱:۔ ــــــ امام طحاوی ــــ احمد بن ابی صالح طبرانی اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہم اس کی صحت اور اس کے حسن ہونے کے قائل ہیں پھر یہ کہنا کہ کتب صحاح و حسن میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا یہ درست نہ ہوگا ــــــ

جواب ۲: ــــــ یہ کہنا بھی غلط ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کا کسی کو حال معلوم نہیں اور وہ مجہول اور غیر معروف خاتون ہیں۔ نعوذ باللہ العظیم۔

مدارج النبوّت فارسی — جلد ۲ ۔ص ۲۵۴ ———— اسلئے کہ ان

کا حال تو سب کو معلوم ہے ! ————

" زیرا کہ وے امراۃ جمیلۃ ۔ عاقلۃ ۔ جلیلۃ " ————

کہ وہ ایک حسین وجمیل —— عقلمند عورت تھیں ——

و بود وے تحت جعفر بن طیّار بن علی ابن ابی طالبؓ و زائد دے

برائے عبد اللہ بن جعفر ۔ و بود وے تحت ابابکر و زائد وے محمد بن ابی بکر ۔

و بعد ازاں بود تحت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم و زائد وے یحیٰ را ——

کہ ۔ حضرت اسما بنت عمیس رضی اللہ عنہا بڑی دانا ۔ بڑی عقلمند اور

خوبصورت خاتون تھیں اور اپنے شوہر کے ساتھ پہلے حبشہ کو ہجرت کی ۔ پھر مدینہ

منوّرہ آئیں گویا ان کو دو ہجرتیں کرنے کا شرف حاصل ہے ————

اور وہ پہلے حضرت جعفر بن طیّار بن علی ابن ابی طالب کے نکاح میں

آئیں —— ان کے بعد عبد اللہ بن جعفر سے نکاح کیا —— ان کے بعد

حضرت ابوبکر کی زوجہ بنیں ، ان کے بعد ابوبکر کے صاحبزادہ محمد بن ابی بکر کی بیوی

بنیں اور پھر ان کے بعد سب سے آخر میں حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں ————

اس شجرہ حالات کے بعد یہ کہنا کہ حضرت اسما بنت عمیسؓ کا کسی کو حال

معلوم نہیں کتنی زیادتی اور ناانصافی ہے ۔

سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

کے ردِّ شمس کے دن کے عظیم معجزہ کو جھٹلانے کے لئے اور حضرت علی علیہ السلام

کی شان وعظمت کو مٹانے کے لئے ایسے بے بنیاد اعتراضات کرنا ہمارے اکابرین

کا شیوہ نہیں ہونا چاہیئے! ــــــــــــــــــ

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن اس معجزۂ مقدس کو یوں سمجھتا ہے کہ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سوائے خدا تعالیٰ کے کسی نے نہیں دیکھا اور خداوند تعالیٰ کو بھی سوائے محمد مصطفےٰ علیہ السلام کے کسی نے نہیں دیکھا۔ اور جس نے محبوب خُدا کے حسن وجمال کو دیکھا تو انہوں نے خدا کی نماز کو بھی قضاء کر دیا جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام نے ــــــــــــ ع

نماز پڑھاں کہ میں تیں ول ویکھاں
مینوں کعبہ بھُل گیوای
تینوں رکھاں کہ تیری شرع نوں رکھاں
مینوں اگلا فکر پیوای

حضرت خواجہ پیر سیّد مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ع
سُبحان اللہ ما اَجملک ما اَحسنک ما اَکملک ـ !
کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء، گُستاخ اکھیں کتھے جا لڑیاں

ــــــــــــــــــ

لکھ دُنیا تے سوہنے ہوون میرے مدنی نال نئیں رَل دے
کُن فیکون تے کل دی گل اے میرے آقا دے پیار ازل دے
یوسفؑ نبی وچہ مصر وکا دے جدوں زور عشق دے چل دے
سب صدقہ محبُوب میرے دا کوہ طور تے دیوے بل دے

قارئین کرام! ــــــــــــ

یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو سوائے

خُدا کے کسی نے نہیں دیکھا ———

اسی لیئے علماءِ حق نے لکھا ہے کہ یہ نہ کہنا چاہیئے کہ شب معراج خدا تعالےٰ

پردوں سے باہر آئے ——— کیونکہ :———

اَلْحِجَابُ فِیْ حَقِّ الْمَخْلُوْقِ لَا فِیْ حَقِّ الْخَالِقِ ——— کہ

پردے کا لفظ مخلوق کے لئے ہے خالق کے لئے نہیں ——— اسلیئے

یہ کہنا چاہیئے محبوب خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رُخِ انور سے پردے

اٹھائے تاکہ خدا تعالےٰ اپنے بنائے ہوئے حسین شاہکار کو اچھی طرح دیکھ لے۔

حضرت جبریل علیہ السلام کسی نبی پر تین دفعہ نازل ہوئے ۔ کسی نبی پر

۵۰ دفعہ آئے اور کسی پر ۵۵ دفعہ حاضر ہوئے اور کسی نبی پر ۱۵۰ بار نازل ہوئے

لیکن ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ۲۵ ہزار دفعہ نازل ہوئے ———

گویا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے ۲۵ ہزار بار رسولِ اکرم حضرت محمدؐ

مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے مگر معراج کی شب حضرت جبریل علیہ السلام

سے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا :——— ع

معراج کی شب جبریلؑ سے کہنے لگے خیر الاممؐ

تو نے دیکھا ہے جہاں بتلاؤ تو کیسے ہیں ہم

عرض کی جبریلؑ نے شاہا ——— مجھے تیری قسم

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام

بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری ——— !

قَلَّبْتُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ——— کہ

مَیں نے زمین و آسمان پھرے ہیں اور ایک حسین ترین آدمی سے لیکر انبیاء

علیہم السلام تک کا حسن و جمال دیکھا ـــــــ

لیکن ـــ یا محمد صلی اللہ علیک وسلم! ـــــ

تو ۔ چیزے دیگری ـــــــ

تو کوئی اور ہی چیز ہے جو میری سمجھ بھی نہیں آیا کہ تو کیا ہے؟

حضراتِ محترم ـــــــ

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اپنی کتاب احسن القصص اور نزہت المجالس میں لکھا ہے کہ آدمی کی جنس کے علاوہ بھی سات آٹھ اشیاء ایسی ہیں جو کہ جنّت میں جائیں گی ـــــ مثلاً

۱ـــ اصحابِ فیل کا ہاتھی۔

۲ـــ اصحابِ کہف کا کتّا۔

۳ـــ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی۔

۴ـــ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا دُنبہ۔

۵ـــ حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی۔

۶ـــ حضرت بلقیس سلام اللہ علیہا کا ھُدھُد۔

۷ـــ حضرت عزیر علیہ السلام کا حمار۔

۸ـــ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ۔

اور میں دو سال تک ان جانوروں کے جنّتی ہونے پر غور و فکر کیا اور آخر یہ سمجھا کہ ان کے اعمال تو نہیں ہیں کہ یہ حیوانات جنّت میں جائیں گے۔ کیونکہ یہ نہ تو نمازی، نہ حاجی، نہ زکوٰۃ دینے والے اور نہ ہی روزہ دار اور نہ کوئی نیک عمل پھر یہ جنّتی کیوں کر ہو گئے؟

بالآخر مجھ پر یہ بات منکشف ہوئی کہ صرف روزہ و نماز، حج و زکوٰۃ ہی جنّت میں جانے کا سبب نہیں، بلکہ اچھی نسبت بھی جنتی ہونے کا باعث بن سکتی ہے ـــــ تو میں نے ان اشیاء کو اچھی نسبت کا رنگ دے کر، قرآن و حدیث کی روشنی میں اور مستند روایات کا جامہ پہنا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ امام غزالی اور علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہما نے جو کچھ لکھا ہے بالکل سچ لکھا ہے۔

کیونکہ نسبت اچھی ہو تو جنت میں جانا کوئی مشکل نہیں ـ !

قارئینِ حضرات ! ـــــــــ

یہ بھی یاد رہے کہ اس کتاب سے پہلے میری ایمان افروز کتاب "گستاخِ رسولؐ کی سزا" خوبصورت ٹائیٹل کے ساتھ اور جامعہ نوریہ رضویہ کے مہتمم سیّد ھدایت رسُول کی زیرِ نگرانی بازار میں آچکی ہے جس میں قرآن و سُنت کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ ـ

گستاخِ رسُول واجب القتل ہے !

وفاقی وزیر جناب اعجاز الحق صاحب فیصل آباد تشریف لائے تو سرکٹ ہاؤس میں ان سے ملاقات کے دوران یہ کتاب انہیں پیش کی ـــــــ

اور پھر چند دن کے بعد حکومت کی طرف سے بھی اعلان ہو گیا کہ ـــــ

" گستاخ رسول کی سزا ـــ سزائے موت ہوگی " ـــــ

اور میں اپنے لئے باعثِ نجات سمجھتا ہوں ! ـــ جناب محمد اعظم چشتی صاحب نے کیا خوب کہا ہے کہ ؏

دوزخ دچہ کوئی کافر جاوے یا کوئی منافق جاوے
یا جاوے بے ادب نبی دا جیہڑا اس دی شان گھٹاوے

تے یا جاوے کوئی ظالم جابر جیہڑا کسے دا دِل دُکھاوے
اعظم — نہ کافر نہ بے ادب نبیؐ دا مینوں کیہڑی اگ جلاوے

حضراتِ گرامی قدر! ————

پاکستان کا مطلب کیا؟ ————

لا الہ الا اللہ! ————

اور کتاب کا نام — "نِسبت باعثِ جنّت"

اور یہ نسبت سب سے اچھی ہے ————

اسلئے کہ — نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔ کہ
اسی نسبت سے دامن وابستہ رکھو تو پھر جنّت تمہاری ہے!۔
وطن سے محبّت — پرچم سے عقیدت اور ملک کی مٹی کو اکسیر سمجھنا
ہی دراصل وفاداری ہے۔

پاکستان والو ———— جشنِ آزادی تمہیں مبارک ہو!

صاحبزادہ
سیّد افتخار الحسن زیدی
شہزادہ منزل۔ طارق آباد
— فیصل آباد —

مصنف کی دیگر تصانیف

مقامات نبوت

مقامات صحابہ

مقامات اولیا

کفر یزید

اللہ کے شیر

المعراج

ماہ کنعان

زندگی

گستاخ رسول کی سزا

نسبت باعث جنت

BAHOO GRAFIX

مکتبہ نوریہ رضویہ۔ گلبرگ اے فیصل آباد